قرآن وسنت، صحابہ واکابر کے ارشادات اور شاندار واقعات
کی روشنی میں خدمت والدین کے متعلق نادر کتاب

تألیف

مولانا اِمداد اللہ انور

اُستاذ جامعہ قاسم العُلوم، مُلتان

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی قدس سرہ العزیز

سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور

Cell:0300-6351350

دار المعارف، مُلتان Cell:0300-6351350

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل: ۲۴)

قرآن وسنت، صحابہ واکابر کے ارشادات اور شاندار
واقعات کی روشنی میں خدمت والدین کے متعلق نادر کتاب

خدمت والدین

تألیف

مولانا امداد اللہ انور

اُستاذ جامعہ قاسم العلوم، مُلتان

سابق مُعین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور

دار المعارف

جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

رابطہ نمبر: 0300-6351350=061-4012566

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان

رابطہ نمبر: 0300-6351350=061-4012566

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور	نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور	بیت القرآن اردو بازار کراچی
صابر حسین شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور	اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور	مکتبۃ الاحمد ڈیرہ اسماعیل خان
ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور	مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
بک لینڈ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی	مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مظہری کتب خانہ گلشن اقبال کراچی	مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ
مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی	مدرسہ نصرت العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴	مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس ملتان
دارالاشاعت اردو بازار کراچی	ادارہ اشاعت الخیر بوہڑ گیٹ ملتان
ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی ۱۴	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور
ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد	مکتبہ حقانیہ نزد خیر المدارس ملتان
مکتبہ علمیہ سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اور ملک کے سب چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

نام کتاب : خدمت والدین

تالیف : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم
رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان
استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

ناشر : مولانا امداد اللہ انور دار المعارف ملتان

فون نمبرز 0300-6351350=061-4012566

اشاعت اول : ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ بمطابق دسمبر ۲۰۰۸ء

صفحات : 208

ہدیہ : =/ روپے

کمپوزنگ: محمد اظہر

فہرست

باب نمبر: 1
والدین کے ساتھ حسن سلوک عقل کی روشنی میں

باب نمبر: 2
والدین کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشادات

باب نمبر: 3
والدین کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات

باب نمبر:4
والدین کی خدمت جہاد اور ہجرت سے مقدم ہے

باب نمبر:5
والدین سے حسن سلوک اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل

باب نمبر:6
والدین کی خدمت سے عمر میں اضافہ

باب نمبر:7
والدین کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ

باب نمبر:8

حسن سلوک میں ماں مقدم ہے

باب نمبر:9
وہ عمل جس سے اولاد اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک کر کے بدلہ چکا سکتی ہے

باب نمبر: 10
والدین کی خدمت کا ثواب

باب نمبر: 11
والدین پر خرچ کرنے کا ثواب

باب نمبر:12

ان حضرات کے واقعات جو والدین کی فرمانبرداری میں مبالغہ کرتے تھے

باب نمبر:13
والدین کی نافرمانی کا گناہ

باب نمبر: 14
والد کی نافرمانی کی سزا پر واقعات

باب نمبر: 15
ماں کے نافرمان کی سزا کے واقعات

باب نمبر: 16
والدین کی نافرمانی کی اقسام

باب نمبر:17
اولاد کے حق میں والدین کی دعا کی قبولیت

باب نمبر:18
اولاد کے خلاف والدین کی بددعا کی قبولیت

باب نمبر:19

اپنے والد یا اپنی اولاد سے بےزاری کا گناہ

باب نمبر:20

اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرنا

باب نمبر:21

لوگوں کو گالی دینے کی وجہ سے اپنے ماں باپ کو گالی دلوانا

باب نمبر:22

باپ اپنی اولاد کو ہبہ کی ہوئی چیز میں رجوع کر سکتا ہے

باب نمبر:23

والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک

باب نمبر: 24

والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور دوستوں کی خاطر مدارات

باب نمبر:25

والدین کی قبروں کی زیارت

اضافہ

تعدیل حقوق والدین

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین کما یلیق بشان وجہہ وعظمۃ قدرتہ.

اما بعد!

والدین کی خدمت واحترام اور ادائے حقوق ہر انسان پر فرض وواجب کا درجہ رکھتے ہیں چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔

اسلام نے والدین کے آداب وحقوق پر اتنا تفصیل سے تاکید فرمائی ہے کہ اتنی تاکید کسی مذہب اور فرقہ میں نہیں ہے۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "البر والصلۃ" میں بہت سی آیات، احادیث، صحابہ وتابعین کے آثار وارشادات اور حکایات نقل فرمائی ہیں جن سے والدین کی عزت واحترام اور حقوق کافی وضاحت سے آشکارا ہوتے ہیں۔

ہم نے امام ابن جوزیؒ کی اس کتاب سے اچھی طرح استفادہ کیا ہے اور آپ کے پیش نظر کتاب "خدمت والدین" کو اس سے مزین کیا ہے اور مزید بہت سے آثار وحکایات کو اس کتاب کا حصہ بنادیا ہے اور مشکل مقامات میں بہت سے مضامین کی تشریح اور فوائد لکھے ہیں اور ساتھ حوالہ جات کو بھی پابندی سے کثرت کے ساتھ لکھ دیا ہے امید ہے کہ اب یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک جامع خدمت ہے۔

آقائی ومولائی سیدی ومرشدی حضرت سید نفیس الحسینی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں اس عنوان پر کام کرنے کا اظہار کیا اور اس کتاب کا نام ''ا[illegible] والدین'' عرض کیا تو آپ نے فرمایا اس کا نام ''خدمت والدین'' ہونا چاہئے۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد پر اس کا نام ''خدمت والدین'' رکھا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی برکت سے قارئین وناظرین اور سامعین کتاب کو اس سے پوری طرح مستفید فرمائے اور والدین کی خدمت اور حقوق ادا کرنے کی پوری طرح توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امداد اللہ انور

مدرس جامعہ قاسم العلوم ملتان

تاریخ ۲۲/۰۵/۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی أمر بالبر ونهی عن العقوق، وصلواته علی محمد الصادق المصدوق، وعلی آله وأصحابه وأتباعه إلی یوم استیفاء الحقوق.

میں نے اپنے زمانہ کے جوانوں کو دیکھا ہے جو والدین کے ساتھ حسن کی طرف توجہ نہیں دیتے اور نہ ہی اس کو ایسا لازم سمجھتے ہیں جیسا کہ قرض لازم ہوتا ہے، اپنے والدین کے آگے اونچا بولتے ہیں گویا کہ وہ ان کی فرمانبرداری کو لازمی اطاعت میں سے نہیں سمجھتے۔

اور رشتہ داریاں توڑتے ہیں جن کے جوڑنے کا اللہ سبحانہ نے قرآن کریم میں حکم فرمایا ہے اور ان کے توڑنے سے مکمل تنبیہ کے ساتھ منع کیا ہے۔

عموماً جوانوں کا رشتہ داروں سے یہی حال ہوگیا ہے نیک سلوک کرنے سے بالکل بے زار ہو گئے ہیں لیکن شریعت اور عقل کے اعتبار سے یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے۔

حالانکہ شریعت اس کے ثواب اور عقاب پر مکمل تنبیہ وتہدید کرتی ہے اور عقل زجر وتوبیخ کرتی ہے۔

میں اس کتاب میں خدمت والدین اور احترام والدین وغیرہ کے متعلقہ لوازمات کو شریعت، اکابر کے واقعات وحالات اور اہل عقل کی دانشمندیوں کو پچیس ابواب کی صورت میں زیب قرطاس کروں گا تا کہ غافل اور سست متنبہ ہوں اور اپنی اصلاح کریں اور والدین کا احترام اور حقوق اور خدمت پورے طور پر ادا کریں۔

فقط امداد اللہ انور

باب نمبر: 1

والدین کے ساتھ حسن سلوک عقل کی روشنی میں

کسی بھی عقلمند پر احسان کرنے والے کے حق کا لازم ہونا مخفی نہیں ہے اور اللہ سبحانہ کے بعد بندے پر والدین جیسا انعام و احسان کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

کیونکہ ایام حمل میں ماں بہت مشقتیں اٹھاتی ہے، اور پیدائش کے وقت ہلاکت خیز لمحات کو برداشت کرتی ہے، اس کی تربیت میں انتھک محنت کرتی ہے اس کی خاطر مدارات کیلئے جاگ کر راتیں کاٹتی ہے، اس کی خواہشات پر اپنی تمام خواہشات قربان کرتی ہے اور ہر حال میں خود پر اس کو ترجیح دیتی ہے۔

اور والد انسان کے وجود کا سبب ہے، اس کو اپنی محبت دیتا ہے، اس کی تربیت میں اس کو شفقت دیتا ہے، اس کے لئے کماتا ہے اور اس پر خرچ کرتا ہے۔

سمجھدار وہی ہے جو محسن کا حق پہچانے اور حق کی ادائیگی کی کوشش کرے۔

آدمی کا اپنے منعم کے حقوق سے جاہل ہونا اس کی گھٹیا صفات میں سے ہے خصوصا جبکہ بے ادبی کے ساتھ اس کے حقوق کا انکار کرے تو یہ اس کے خبیث الطبع، خسیس الوضع اور بدانجامی پر دلالت کرتا ہے۔

والدین کے فرمانبردار کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ جتنا بھی ان سے اچھا سلوک کرے ان کا مکمل شکر ادا نہیں کرسکتا۔

والدہ کی خدمت کا حق

حکایت

(۱):-عن زُرعة بن ابراهيم ان رجلا اتى عمرَ فقال: انّ لي امًا بلغ بها الكِبرَ انها لا تقضي حاجتها الا وظهري لها مَطِيَّة ، اُوَضِئها واصرف وجهي عنها، فهل اديتُ حقَّها؟ قال: لا قال: اَلَيسَ قد حملتُها عَلَى ظهري وَحَبَستُ عليها نفسي؟ قال: انها كانت تصنع ذلك بك وهي تتمنى بقاء ك، وانت تصنع ذلك وانت تتمنى فِراقها.

حضرت زرعہ بن ابراہیم سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میری ایک والدہ ہے جو بڑھاپے کو پہنچ گئی ہے وہ کوئی بھی کام نہیں کر سکتی سوائے اس کے کہ میں اس کو اپنی پشت پر اٹھا کر کے کہیں لے جاؤں میں استنجاء بھی اس کو خود کراتا ہوں اور اپنا منہ پھیر کے کھڑا ہو جاتا ہوں کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ فرمایا نہیں اس نے عرض کیا کیا میں نے اس کو اپنی پشت پر نہیں اٹھایا اور میں نے اس کی خاطر اپنی جان جوکھوں میں نہیں ڈالی۔ فرمایا جب وہ تمہاری خدمت کرتی تھی تو وہ تمنا کرتی تھی کہ تیری زندگی لمبی ہو اور جب تم یہ خدمت کر رہے ہو تو تمہاری تمنا یہ ہے کہ یہ دنیا سے رخصت ہو جائے۔

حکایت

(۲):-حدثني معاوية بن صالح ان محمد بن ايوب الازدي حدثه ان عمر راى رجلا يحمل امه ويقول:

احملُ امّي وَهِيَ الحمّالة
ترضعني الدِّرَّةَ والعُلالَة

فقال عمر : ولا طَلْقَةً من طَلَقَاتِها.

حضرت محمد بن ایوب الازدی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنی ماں کو اٹھایا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔

(ترجمہ شعر) میں اپنی ماں کو اٹھا رہا ہوں اور یہ بھی مجھے اٹھایا کرتی تھی اور مجھے خالص دودھ پلایا کرتی تھی۔

تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کبھی نہیں تم اس کی دردِ زہ کے دردوں میں سے ایک درد کا بھی حق ادا نہیں کر سکتے۔

اگر مجھے ماں کی خدمت ملتی تو میں بھی ایسی خدمت کرتا

حکایت

(۳):- عن عیسی بن مَعْمَر ان عمر رای رجلا یحمل امه قد جعل لها مثل الْحَوِیَّةِ علی ظهره یطوف بها حول البیت ویقول:

احملُ امّی وَهِیَ الحمَّالة
تَرضِعُنی الدِّرَّةَ و العُلالَة

فقال عمر لان اکون ادرکتُ امی فوَلِیتُ منها مِثْلَ ماوَلِیتَ احبُّ الیَّ مِن حُمُرِ النَّعَمِ.

حضرت عیسیٰ بن معمر سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنی ماں کو اٹھا رکھا تھا اور اس کے اٹھانے کیلئے پالکی بنائی ہوئی تھی اور پالکی اس کی پشت پر تھی اور وہ اسی حالت میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

اَحْمِلُ اُمِّی وَهِیَ الْحَمَّالَة
تَرْضِعُنِی الدِّرَّةَ وَ الْعُلالَة

میں اپنی ماں کو اٹھا رہا ہوں یہ بھی کبھی مجھے اٹھاتی تھی مجھے خالص دودھ پلاتی

تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر مجھے ماں کی خدمت ملتی تو میں بھی ایسی خدمت کرتا جیسی تو کر رہا ہے تو مجھے یہ خدمت سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔

والدہ کی خدمت کا حق چکایا نہیں جا سکتا

حکایت

(۴):-عن عبداللہ بن عُبید اللہ بن عُمیر عن ابیہ اَنَّ رَجُلًا قال - یعنی لعبید اللہ بن عُمیر - حَمَلْتُ امی علی رقبتی من خُراسَان حتی قَضَیْتُ بھا المناسک اَتَرَانِی جَزَیْتُھا؟ قال لا، ولا طلقة واحدة.(۱)

حضرت عبداللہ بن عبید اللہ بن عمیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبید اللہ بن عمیر سے کہا میں نے اپنی ماں کو اپنی گردن پر خراسان سے اٹھایا اور اس کو حج کے لئے لایا اور حج کرایا ہے۔ کیا میں نے اپنی ماں کا بدلہ اتار دیا ہے تو فرمایا نہیں دردزہ کی ایک تکلیف کا بھی تو نے حق ادا نہیں کیا۔

حکایت

(۵):-سعید بن ابی بُردة قال سمعت ابی یحدث انه شهد ابن عمر ورجل یمانی یطوف بالبیت قد حمل امه علی ظهره وهو یقول:

اِنّی لَھَا بَعِیرُھَا المُذَلَّل
اِن اُذْعِرَتْ رِکَابُھَا لَمْ اُذْعر

---

(۱) اخرج الطبرانی فی الصغیر من حدیث بریدة ان رجلًا جاء الی النبی ﷺ فقال: یا رسول اللہ انی حملت امی علی عنقی فرسخین فی رمضاء شدیدة لو القیت فیها بضعة من لحم لنضجت فهل ادیت شکرها؟

فقال: لعله ان یکون لطلقة واحدة:

وکذا فی مجمع الزوائد ۸ /۱۳۷ قال الهیثمی: وفیه الحسن بن ابی جعفر ولیث بن ابی سلیم اھ وسیاتی الکلام علیهما۔

ثم قال یا ابن عمر اترانی جزیتها؟ قال لا، ولا بزفرة واحدة۔ (۲)

حضرت سعد بن ابی بردہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس حاضری دی اور ایک یمانی آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور اپنی والدہ کو اس نے اپنی پشت پر اٹھا رکھا تھا اور کہہ رہا تھا۔

انِیْ لَهَا بَعِیْرُهَا الْمُذَلَّلِ
انْ اُذْ عِرَتْ رِکَابُهَا لَمْ اُذْعَرِ

(ترجمہ) میں اپنی والدہ کے لئے تابعدار اونٹ ہوں اگر وہ سواری سے گھبرا جائے تو میں نہیں گھبراؤں گا۔

پھر اس نے کہا اے ابن عمرؓ آپ کا کیا خیال ہے میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ والدہ کی ایک گھبراہٹ کا بھی تو نے حق ادا نہیں کیا۔

---

(۲)اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱/ ٥٤ باب جزاء الوالدین حدیث (۱۱) واخرجه ابن المبارك فی البر والصلة ص٦ حدیث (۳۸) واخرجه البیهقی (۲۰۹/٦)الخامس والخمسون من شعب الایمان (۷۹۲٦)۔ واخرجه البزار مرفوعا بنحوه۔ کذا فی کشف الاستار ۲ /۳۷۱ کتاب البر والصلة (۱۸۷۲) وقال البزار: لا نعلمه مرفوعا الا من هذا الوجه (حدثنا ابراهیم بن المستمر العروقی، ثنا عمرو بن سفیان ثنا الحسن بن ابی جعفر عن لیث یعنی ابن ابی سُلیم عن علقمة بن مرثد عن سلیمان بن بریدة عن ابیه وذکره)۔

وفی اسناده الحسن بن ابی جعفر وهو ضعیف من غیر کذب، ولیث بن ابی سلیم مدلس، والراجح من امر لیث انه ضعیف من قبل حفظه، کذا فی الضعفاء للنسائی (۹۰)، وذکره ابن حبان فی المجروحین ۲ /۲۳۱، وانظر التهذیب ۸/٤٦٥۔

باب نمبر:2

والدین کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشادات

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ٥ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ٥

(ترجمہ) اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔ اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی (ہاں سے) ہوں بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے۔

یہاں قضی ربک کا معنی فیصلے کا نہیں ہے بلکہ حکم اور فرض کا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ وبالوالدین احسانا کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ اپنے کپڑے بھی اس طرح نہ جھاڑ کہ اس کا غبار تیرے والدین کو پہنچے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقُل لَهُمَا أُفٍّ

(ترجمہ) اوران کو کبھی (ہاں سے) ہوں بھی مت کرنا

اف کا معنی احتقار اور چھوٹا جاننا بھی ہے۔

اور شیخ ابو منصور اللغوی کے سامنے امام بغوی نے اُف کا یہ معنی بیان کیا کہ اس سے مراد ان کی میل کچیل سے نفرت کرنا اور و لا تنھر کا معنی یہ ہے کہ ان سے جھڑک کر اور ان کے سامنے چیخ کر نہ بول۔

حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں اپنے ہاتھوں کو بھی والدین کے سامنے نہ جھاڑ اور ان کو نرم بات کہہ جتنا نرم پیرائے سے تو کہہ سکتا ہے۔

حضرت سعید بن میتب فرماتے ہیں اس طرح سے بات کر جیسا کہ گناہ گار اپنے سخت سردار کے سامنے کہہ سکتا ہے۔

اور اللہ کا ارشاد ہے:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ.

(ترجمہ) اوران کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔

یعنی ان کے سامنے اپنا پہلو ان پر رحمت اور مہربانی کے طور پر جھکائے رکھ والدین کی تعظیم بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنِ اشْكُرْلِي وَلِوَالِدَيْكَ ۝

(ترجمہ) کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کے ساتھ ساتھ والدین کے شکر کو بھی ذکر کیا ہے۔

باب نمبر: 3

والدین سے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات

والدین کی نافرمانی پر تنبیہ نبوی

(۶/۱-حدیث):-معاذ قال: اوصانی رسول الله ﷺ: لا تعقّ والدیک وانْ امراک اَنْ تخرج من اهلِک ومالِک. (۳)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ تجھے گھر والوں سے اور تیرے مال سے نکلنے کا حکم دیدیں۔

بات کی فرمانبرداری کی اہمیت

(۷/۲-حدیث):-عن حمزة ابن عبد الله بن عمر عن ابیه قال: کانت تحتی امراة کان عمرُ یکرهها، فقال: طَلِّقها فَاَبَیْتُ فاتی

(۳)اخرجه فی المسند ۵/۲۳۸ وذکره الهیثمی فی مجمع الزوائد ۴/۲۱۵ وقال: رواه احمد والطبرانی فی الکبیر ورجال احمد ثقات الا ان عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر لم یسمع من معاذ۔ واسناد الطبرانی متصل، وفیه عمرو بن واقد القرشی وهو کذاب۔

اخرجه ابو داود ۴/۲۳۵ فی کتاب الادب باب فی بر الوالدین حدیث (۵۱۳۸) اخرجه احمد ۱۹/۴۰ کذا فی الفتح الربانی فی کتاب البر والصلة باب وجوب بر الوالدین وطاعتهما۔ واخرجه الترمذی ۳/۴۹۴-۴۹۵ کتاب الطلاق باب ما جاء فی الرجل یساله ابوه ان یطلق زوجته (۱۱۸۹) وقال: حسن صحیح۔

عمرُ النبیَّ ﷺ فقال: اَطِعْ اباکَ. (۴)

حضرت حمزہ بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس کو حضرت عمرؓ ناپسند کرتے تھے انہوں نے فرمایا اس کو طلاق دے دے تو میں نے انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے والد کی بات مان لو۔

والدین کے سخت حکم کی بھی تعمیل کرو

(۳/۸-حدیث):- عن عُبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ: لا تَعْصِ والدیک وانْ امراک ان تخرجَ من الدُّنیا کُلِّها. (۵)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے والدین کی نافرمانی نہ کر اگرچہ وہ تجھے ساری دنیا سے نکل جانے کا حکم بھی دیں۔

(۴/۹-حدیث):-عن ابی الدرداء قال: اوصانی رسولُ اللہ ﷺ فقال: اَطِعْ والدیک وانْ اَمراکَ اَنْ تخرجَ من دُنْیاکَ فاخرجْ منها. (۶)

---

(۴)وابن ماجه ۱/۶۸۵ کتاب الطلاق بباب الرجل یامره ابوه بطلاق امرأته (۲۰۸۸) وعزاه المزی فی التحفة ۵/۳۳۹ (۶۷۰۱) للنسائی واخرجه ایضا ابن المبارك فی البر والصلة (۶۲) وابن حبان ۱/۳۹۸ وذکره الهیثمی فی موارد الظمآن (۴۹۶) کتاب البر والصلة (۲۰۲۵) والحاکم ۴/۱۵۲ کتاب البر والصلة۔

(۵)قال الهیثمی فی المجمع ۴/۲۱۶: رواه الطبرانی، وفیه سلمه بن شریح۔ قال الذهبی: لا یعرف، وبقیة رجال رجال الصحیح۔

(۶)قال الهیثمی فی الجمع ۴/۲۱۷: رواه الطبرانی وفیه شهر بن حوشب وحدیثه حسن وبقیة رجاله ثقات۔

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ اپنے والدین کی فرمانبرداری کر۔ اگر چہ وہ تجھے حکم دیں کہ تو اپنی دنیا سے نکل جا۔ تو اس سے نکل جانا۔

والدین سے حسن سلوک پر اولاد کا حسن سلوک حاصل ہوگا

(۱۰/۵-حدیث):-عن جابر قال رسول اللہ ﷺ : بِرُّوا آبائکم تَبرَّکُم ابناؤکم .(۷)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرو۔ تمہارے ساتھ تمہاری اولاد اچھا سلوک کرے گی۔

---

(۷)اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ٥ /٣٣) ضمن ترجمة علی بن علی الرفاعی (٣٨٣) وقال: غریب من حدیث مالك عن ابی الزبیر، تفرد به علی بن قتیبة واخرجه الخطیب فی التاریخ ٦ /٣١١ (٣٣٥٥) واخرجه الحاکم فی المستدرك ١٥٤/٤) فی کتاب البر والصلة /باب بروا آبائکم یبرکم ابناؤکم۔

واخرجه من حدیث ابن عمر الطبرانی فی الاوسط۔ کما فی المجمع ١٤١/٨ ۔وقال الهیثمی: رجاله رجال الصحیح غیر شیخ الطبرانی احمد غیر منسوب، والظاهر انه من المکثرین من شیوخه فلذلك لم ینسبه۔ وقال المنذری فی الترغیب ٣ /٩٧- بعد عزوه له: اسناده حسن (٢١)۔ واخرجه الطبرانی ایضا فی الاوسط من حدیث عائشة رضی اللّٰه عنها، وفیه خالد بن یزید العمری وهو کذاب کما فی مجمع الزوائد ٨ /١٤٢، واخرجه الحاکم ٤/١٥٤ من حدیث ابی هریرة فی کتاب البر والصلة، وصححه وتعقبه الذهبی وضعف سویداً۔

باب نمبر:4

والدین کی خدمت جہاد اور ہجرت سے مقدم ہے

(۱۳/۱-حدیث):-عن عبد الله بن عمرو قال: جاء رجل یستاذنُ النبیَّ ﷺ فی الجهاد، فقال له رسول الله ﷺ: اَحَیٌّ والداک؟ قال: نعم، قال: ففیهما فجاهدْ.

اخرجاه فی الصحیحین.(۸)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس جہاد کی اجازت لینے کے لئے آیا تو اس سے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں۔اس نے کہا ہاں۔فرمایا انہی کی خدمت کی کوشش کر۔(بخاری، مسلم)

والدین کوخوش کرنا ہجرت سے افضل ہے

(۱۴/۲-حدیث):-عن عبد الله ابن عمرو رضی الله عنهما قال: جاء رجلٌ الیَ النبیّ ﷺ یبایعه، فقال: جئتُ لابایعک علی الهجرة وترکتُ ابویَّ یبکیان قال: فارجعْ الیهما فاضحکْهما کما ابکیتَهما.(۹)

(۸)اخرجه البخاری (۱۴۰/۶ فی الجهاد باب الجهاد باذن الابوین(۳۰۰۴) ومسلم ۱۹۷۵/۴ فی کتاب البر والصلة/ باب بر الوالدین (۲۵۴۹/۵)۔

(۹)اخرجه ابو داود ۱۷/۳ فی کتاب الجهاد باب فی الرجل یغزو وابواه =

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے آیا اور کہا کہ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ ہجرت پر آپ سے بیعت ہو جاؤں اور میں نے اپنے والدین کو روتے ہوئے چھوڑا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا والدین کے پاس واپس ہو جا اور ان کو اسی طرح سے ہنسا جس طرح سے تو نے انہیں رلایا ہے۔

(۱۵/۳- حدیث):- عن ابی سعید قال: هاجر رجلٌ الی رسول الله ﷺ من الیمن، فقال له رسول الله ﷺ: هل بالیمن ابواک؟ قال: نعم، قال له: اَذِنا لک؟ فقال: لا، فقال رسول الله ﷺ: ارجعْ الی ابویک فاستاذنهما فانْ فعلا والا فبِرّهما.(۱۰)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یمن سے ہجرت کی تو اس سے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یمن میں تیرے والدین ہیں تو اس نے کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا انہوں نے تجھے اجازت دی ہے۔ تو اس نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان سے اجازت لے اگر وہ اجازت دے دیں تو ٹھیک ورنہ ان کی خدمت کرتا رہ۔

= کارهان حدیث (۲۵۲۸) واخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱/ ۷۵ (۱۹) واخرجه عبدالرزاق فی مصنفه (۵/ ۱۷۵) واخرجه ابن المبارک فی البر والصلة ص ۱۵ حدیث (۷۳) واخرجه احمد فی المسند۔ کما فی الفتح الربانی فی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی بر الوالدین وحقوقهما ۱۹/ ۳۵ واخرجه الحاکم فی المستدرک ۴/ ۱۵۲ فی کتاب البر والصلة۔

(۱۰) اخرجه ابو داود ۳/ ۱۷ فی الجهاد /باب فی الرجل یغزو وابواه کارهان (۲۵۳۰) وقال المنذری: فی اسناده دراج ابو السمح المصری، وهو ضعیف۔ وانظر: عون المعبود ۷/ ۲۰۴ (۲۵۱۳)، وعزاه فی المجمع ۸/ ۱۴۱ لاحمد وقال: اسناده حسن۔

ماں کی خدمت کی جہاد پر فضیلت

(۱۶/۴-حدیث):-عن ابن عباس قال: جاء ت امراةٌ معها ابنٌ لها وهو يريد الجهاد، وهي تمنعه، فقال رسول الله ﷺ: اَقِمْ عِنْدَها فانّ لک من الاجرِ مِثْلَ الذی تُرید.(۱۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کے ساتھ آئی یہ بیٹا جہاد کرنے کے لئے جانا چاہتا تھا اور یہ عورت اس کو روک رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عورت (ماں) کے پاس ٹھہر تجھے اس کا اجر ملے گا جس کا تو ارادہ کر رہا ہے۔

والدین کی خوشی میں اللہ کی رضا ہے

(۱۷/۵-حدیث):-عن يَعْلَى بن عطاء قال سمعتُ ابی يحدث انه سمع عبد الله بن عمرو قال: جاء رجلٌ الی رسول الله ﷺ يستاذنه فی الجهاد، فقال: هل من والديک اَحَدٌ حَیٌّ ؟ قال: امی، قال: فانطلقْ فبِرّها، فاقبل يتخلل الركاب فقال: انَّ رِضَی الرَّبِّ عزّوجلّ فی رِضَی الوالد، وسَخَطَ الرَّبِّ فی سَخَطِ الوالدِ.(۱۲)

---

(۱۱)اخرجه ابن حبان فی المجروحین (۱/۲۹۸) ضمن ترجمة رشدين بن كريب۔ واخرجه عبد الرزاق فی المصنف ۸/۴۶۳ واخرجه الطبرانی كما فی المجمع ۴/۱۹۲، ۲۰۵-۲۰۶ وقال وفيه رشدين بن كريب وهو ضعيف۔

واورده المصنف رحمه اللّٰه فی العلل المتناهية وقال: هذا حديث لا يصح۔

قال احمد: رشدين منكر الحديث۔ وقال يحيی: ليس بشیء۔ وقال ابن حبان: خرج عن حد الاحتجاج به۔ العلل ۲/۵۲۲ (۸۶۳) واخرجه البيهقی ۱۰/۷۳ من طريق سالم عن كريب موقوفا علی ابن عباس۔

(۱۲)الجزء الاول منه متفق عليه وقوله "وان رضی الرب الخ .." وتقدم بيانه۔ اخرجه الترمذی ۴/۲۷۴ فی كتاب البر والصلة /باب ما جاء فی الفضل فی=

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جہاد میں جانے کے لئے حاضر ہوا اور عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے کہا میری والدہ (زندہ ہے)۔ فرمایا واپس ہو جا اس کی خدمت کر تو وہ نرم اور سست رفتار میں جانے لگا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

= رضا الوالدين (۱۸۹۹) ورجح وقفه وقال: حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر عن شعبة عن يعلى بن عطاء عن ابيه عن عبد الله بن عمرو نحوه، ولم يرفعه وهذا اصح واخرجه الحاكم في المستدرك ٤ /١٥٢ في كتاب البر والصلة /باب رضى الرب في رضا الوالد وقال: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه ووافقه الذهبي واخرجه البزار من حديث ابن عمر۔ كذ في المجمع ۱۳٦/۸۔

وقال الهيثمي : وفيه عصمة بن محمد متروك۔ واخرجه ابن حبان من حديث عبد الله بن عمرو۔ كذا ذكره الهيثمي في موارد الظمآن ۲/٤۹٦ في كتاب البر والصلة باب بر الوالدين حديث (۲۰۲٦) وعزاه المنذري ٤ /۱۰۱ (۳۰) للطبراني من حديث ابي هريرة الا انه قال: طاعة الله طاعة الوالد ومعصية الله معصية الوالد۔

باب نمبر:5

والدین سے حسن سلوک اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل

(۱/۱۸-حدیث):-اخبرنی الولید بن العیزار قال سمعت ابا عمرو الشیبانی قثنا صاحب هذه الدار واشار الی دار عبد الله قال: سالتُ رسولَ اللهِ ﷺ : ایُّ العَمَلِ اَحبُّ الی الله تعالی؟ قال: الصلاةُ علی وَقْتِها. قلتُ : ثُمَّ اَیٌّ؟ قال: ثم بِرُّ الوالدین. قلتَ: ثم ایّ ؟ قال: الجهادُ فی سبیلِ اللهِ عزّوجلّ اخرجاه.(۱۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔فرمایا وقت پر نماز کو ادا کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا فرمایا والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا تو آپ ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔

---

(۱۳)وفی روایتهما " ولو استزدته لزادنی "۔

اخرجه البخاری ۹/۲فی کتاب مواقیت الصلاة /باب فضل الصلوٰة لوقتها (۵۲۷) ومسلم ۱/ ۹۰ فی کتاب الایمان /باب بیان کون الایمان باللہ تعالی افضل الاعمال حدیث (۸۵/۱۳۹)۔

باب نمبر:6

والدین کی خدمت سے عمر میں اضافہ

(۱/۱۹-حدیث):-عن سهل بن معاذ عن ابیه قال : قال النبی ﷺ : مَنْ بَرَّ والدَه طُوبی له زاد اللهُ فی عمره.(۱۴)

حضرت سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے اپنے والد سے حسن سلوک کیا اس کو مبارک ہو اللہ اس کی عمر میں اضافہ کرے گا۔

صلہ رحمی اور خدمت والدین کے فوائد

(۲/۲۰-حدیث):-عن ابی سعید الخدری وابی هریرة رضی الله عنهما عن النبی ﷺ انه قال: یا ابنَ آدَمَ ابرِرْ والدیک وَصِلْ رَحِمَکَ، یُیَسَّرْ لک یسرک، ویُمَدُّ لک فی عمرک، واطع ربّک تُسَمّٰی عاقلا، ولا تَعْصِه فتُسَمّٰی جاهلا.

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

---

(۱۴)اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱/۷۹ فی باب من بر والدیه زاد الله فی عمره حدیث (۲۲) واخرجه الحاکم فی المستدرک ۴/۱۵۴ فی کتاب البر والصلة /باب من بر والدیه وقال: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه ووافقه الذهبی۔ واخرجه ابو یعلی والطبرانی۔ کما فی المجمع ۸/۱۴۰ وقال الهیثمی: وفیه زبان بن فائد، وثقه ابو حاتم وضعفه غیره وبقیة رجال ابی یعلی ثقات۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن آدم اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کر اور رشتہ داروں کے ساتھ رشتہ داری کو قائم رکھ اللہ تعالیٰ تیرے لیے آسانی کو آسان کردے گا۔ اور تیری عمر میں اضافہ کردے گا اور اپنے رب کی فرمانبرداری کر تجھے عقل مند کہا جائے گا اور اس کی نافرمانی نہ کر ورنہ جاہل کہلائے گا۔

خدمت والدین سے عمر میں برکت

(۳/۲۱-حدیث):-عن سلمان التيمي عن ابي عثمان النّهدى عن سَلْمَانَ قال قال رسول الله ﷺ : لا يَزِيدُ في العُمُرِ الا البِرُّ.(۱۵)

حضرت سلیمان تیمی حضرت ابوعثمان نہدی سے وہ حضرت سلیمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عمر میں کوئی چیز اضافہ نہیں کرتی مگر (والدین کے ساتھ) حسن سلوک۔

(۴/۲۲-حدیث):-عن ابن ابي الجَعْدِ عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ : لا يَزِيدُ في العُمُرِ الا البِرُّ.(۱۶)

---

(۱۵)اخرجه الترمذی ٤/ ٣٩٠ في كتاب القدر /باب ما جاء لا يرد القدر الا الدعاء (٢١٣٩) وقال ابو عيسى: وفي الباب عن ابی أسيد۔ وهذا الحديث حسن غريب من حديث سلمان لا نعرفه الا من حديث يحيى بن الضريس وابو مودود اثنان احدهما يقال له فضة، وهو الذى روى هذا الحديث اسمه فضة بصرى والآخر عبدالعزيز بن سليمان احدهما بصرى والآخر: مدنى، وكانا فى عصر واحد۔

واخرجه الطحاوى فى مشكل الآثار ١٦٩/٤۔

(١٦)اخرجه احمد فى المسند ٥/٢٧٧، ٢٨٠، ٢٨٢ واخرجه ابن ماجه ٣٥/١فى المقدمة /باب فى القدر (٩٠) وقال البوصيرى نقلا عن شيخه: حسن۔ وفى ٢ /١٣٣٤ فى كتاب الفتن/باب العقوبات حديث (٤٠٢٢) واخرجه الحاكم ٤٩٣/١) فى كتاب الدعاء باب لا يرد القدر الا الدعاء وقال: هذا =

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر میں کوئی چیز اضافہ نہیں کرتی مگر نیک سلوک۔

والدین اور رشتہ داروں سے حسن سلوک پر رزق میں برکت

(۲۳/۵-حدیث):-عن انس قال قال رسول الله ﷺ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُمِدَّ اللّٰهُ فی عُمْرِه ویَزِیدَ فی رِزْقِهٖ فَلْیَبَرَّ والدیه ولْیَصِلْ رَحِمَه.(۱۷)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ پسند کرے کہ اللہ اس کی عمر میں اضافہ کردے اور اس کے رزق میں برکت دے دے تو وہ

=حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه ووافقه الذهبی۔

واخرجه النسائی فی الکبری کما فی تحفة الاشراف ۲ /۱۳۲ وقال المناوی فی فیض القدیر ۲/۳۳۳: قال المنذری اسناده صحیح۔

واخرجه ابن حبان- کذا فی الموارد ص۲٦۸ فی کتاب البیوع باب فی موانع الرزق (۱۰۹۰) واخرجه وکیع فی الزهد (۳/۷۱.۲/۴۰۷) والطحاوی فی شرح معانی الآثار ۴ /۱٦۹ والطبرانی فی الکبیر ۲ /۹۷ واخرجه ابو نعیم فی تاریخ اصبهان۔

(۱۷)اخرجه احمد ۳ /۲۲۹، والبیهقی فی شعب الایمان ٦/۱۸۵ باب فی بر الوالدین حدیث (۷۸۵۵) وابن عدی فی الکامل فی ترجمة میمون بن سیاه ٦/۴۱۴-۴۱۵ والعقیلی فی الضعفاء ۴/۱۸۹ اخرجه بدون زیادة " فلیبر والدیه" کلهم من طرق عن حزم بن ابی حزم عن حزم عن میمون به، وقال الحافظ فی التقریب فی حزم هذا: صدوق یهم: وفی میمون، صدوق عابد یخطیء، وللحدیث شاهد عند هناد فی " الزهد" رقم (۱۰۰۷) من طریق اسماعیل بن سلم المکی عن یزید الرقاشی، وهما ضعیفان۔

وقال العقیلی تعقیباً علی الحدیث: وهذا یروی من غیر هذا الوجه باسناد صالح وقال الهیثمی فی المجمع ۸ /۷: هو فی الصحیح خلا برالوالدین، ثم قال بعد ان عزاه لاحمد: ورجاله رجال الصحیح۔ والحدیث اخرجه ابن المبارک فی البر والصلة (۲۰۰)۔

اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

والدین اور رشتہ داروں سے حسن سلوک پر گھروں کی آبادی، قیامت میں عذاب کی کمی۔ عمر میں اضافہ

حکایت

(۲۴/۶):-قثنا محمد بن ابراھیم الامام قال: ارسل الیَّ المنصور واستعجلني، فرکبتُ فاذا صوت حافر فقلت للغُلام: من ھذا؟ قال: اخوک عبدالوھّاب، فاتینا فاذا الربیع واقف عند الستر واذا المھدی جالس فی الدِّھْلیز، واذا عبدالصمد بن علشی وداوود بن علی واسماعیل ابن علی وسلیمان بن علی وجعفر بن محمد بن علی وعبد اللہ بن حسن والعباس ابن محمد، فقال الربیع: اجلسوا مع بنی عمّکم، فجلسنا ثم دخل الربیع وخرج فقال للمھدی: ادخل اَصْلَحَکَ اللہ، ثم قال ادخلوا جمیعا، فدخلنا وسَلَّمْنَا، واخذنا مجالسنا فقال للربیع: ھاتِ دَوِیًّا وما یکتبون فیہ فوضع بین یدی کل واحد منا دواۃ وورقا، ثم التفت الی عبدالصمد بن علی فقال: یا عم حَدِّثْ ولدک واخوتک بحدیث البرّ والصلۃ، فقال عبدالصمد: حدثنی ابی عن جَدّی عبد اللہ بن العباس عن النبی ﷺ انہ قال: ان البرّ والصلۃ لیطیلانِ الاعمارَ، ویعمّرانِ الدّیَارَ، ویُکْثِرانِ الاموالَ ولوکان القوم فُجّارا. ثم قال یا عم الحدیث الآخر فقال:

حدثنی ابی عن جدی قال قال رسول اللہ ﷺ: ان البِرّ والصلۃ لیخففانِ سُوْءِ الحسابِ. فقال یا عم الحدیث الآخر فقال:

حدثني ابي عن جدي عن النبي ﷺ: انه كان في بني اسرائيل مَلِكانِ اخوانِ على مدينتينِ فكان احدهما بارًّا برحِمِه، عادلا على رعيته، والآخر عاقًّا برحمه جائرا على رعيته، وكان في عصرهما نبيٌّ، فاوحى الله عزوجل الى ذلك انه قد بقي من عمر هذا البارّ ثلاث سنين، وبقي من عمر هذا العاق ثلاثون سنة، فاخبر النبيُّ رعيَّة هذا ورعيَّة هذا، فحزنوا وفرَّقُوا بين الاطفال والامهات، وتركوا الطعام والشراب، وخرجوا الى الصحراء يدعون الله عزوجل ان يمتّعهم بالعادل، ويزيل عنهم امر الجائر، فاقاموا ثلاثا فاوحى الله الى ذلك النبيّ ان اخبر عبادي انّي قد رحمتُهم واجبتُ دعاءهم، وجعلتُ ما بقي من عمر هذا البارّ لذلك الجائر، وما بقي من عمر الجائر لهذا البار، فمات العاق لتمام ثلاث سنين، وبقي البّارّ ثلاثين سنة. (۱۸)

حضرت محمد بن ابراہیم الامام فرماتے ہیں کہ میرے پاس منصور (خلیفہ) نے پیغام بھیجا اور جلدی سے بلوایا تو میں سوار ہو گیا تو میں نے پیچھے سے ایک سوار کی آواز سنی تو غلام سے کہا کون ہے تو اس نے کہا آپ کے بھائی عبدالوہاب ہیں چنانچہ ہم ربیع کے پاس پہنچے تو ربیع پردے کے پیچھا تھا اور مہدی (جو بعد میں خلیفہ

---

(۱۸) اخرجه الخطيب البغدادي في تاريخه ۱/۳۸۵ في دعوة المنصور اهل بيته لسماع الحديث من طريق ابي موسى هارون بن عيسى بن المطلب عن ابراهيم بن عبدالصمد وفيه زيادة۔ وقال الحافظ في الفتح ۱۰/۴۲۹: وعند احمد بسند رجاله ثقات عن عائشة مرفوعا" صلة الرحم وحسن الجوار وحسن الخلق يعمران الديار ويزيدان في الاعمار " اهـ وانظر/الاتحاف للزبيدي ۸/۴۵، والسيوطي في الدر المنثور ۲/۸۶، وكنز العمال للهندي (۶۹۱۰)، (۴۳۳۵۵)۔

بنا) دربار کی دہلیز میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت عبدالصمد بن علی اور آور حضرت داود بن علی اور حضرت اسماعیل بن علی اور حضرت سلیمان بن علی اور حضرت جعفر بن محمد بن علی اور حضرت عبداللہ بن حسن اور حضرت عباس بن محمد (اہل بیت کے ائمہ) تشریف لائے تو ربیع نے کہا اپنے چچا کی اولاد کے ساتھ بیٹھ جاؤ تو ہم بیٹھ گئے پھر ربیع داخل ہوا اور نکلا پھر مہدی سے کہا اللہ تمہارے ساتھ بہتر معاملہ کرے اندر آجاؤ تو اس نے کہا سارے کے سارے آجاؤ چنانچہ ہم اندر چلے گئے اور سلام کہا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ پھر ربیع نے کہا قلم دواتیں اور کاغذ لے آؤ چنانچہ ہم سب کے سامنے قلم دواتیں اور اوراق رکھ دیئے گئے۔ پھر وہ عبدالصمد بن علی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے چچا اپنی اولاد اور اپنے بھائیوں کو حسن سلوک اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کے متعلق احادیث بیان کیجئے تو حضرت عبدالصمد نے بیان فرمایا مجھے میرے باپ نے میرے دادا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا والدین سے حسن سلوک اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی عمروں کو طویل کرتی ہیں۔ اور گھروں کو آباد رکھتی ہیں اور اموال میں کثرت پیدا کرتی ہیں اگرچہ یہ لوگ گناہ گار بھی کیوں نہ ہوں۔

پھر ربیع نے کہا چچا جان ایک حدیث اور سنایئے تو انہوں نے فرمایا مجھے میرے والد نے انہوں نے میرے دادا سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی قیامت کے دن برے عذاب کو ہلکا کردیں گی۔

تو ربیع نے کہا چچا جان ایک حدیث اور سنایئے تو انہوں نے فرمایا مجھے میرے والد نے میرے دادا سے روایت بیان کی انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی بادشاہ تھے دو شہروں پر حکومت کرتے تھے۔ ایک

مہربان تھا اپنی رعایا سے انصاف کرتا تھا اور دوسرا نافرمان تھا اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا تھا اور اپنی رعایا پر ظلم کرتا تھا۔ اور اس زمانے میں ایک نبی تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ اس نیک آدمی کی عمر سے تین سال باقی ہیں اور اس نافرمان کی عمر کے تیس سال باقی ہیں تو اس نبی نے اس بادشاہ اور اس بادشاہ کی رعیتوں کو بتایا تو وہ سب غمگین ہوئے اور بچوں کو ان کی ماؤں سے جدا کر لیا اور کھانا پینا چھوڑ دیا اور صحرا میں نکل گئے اللہ عزوجل سے دعا کرنے لگے کہ اللہ ان کو انصاف والے بادشاہ سے فائدہ پہنچائے اور ظالم کے معاملے کو ان سے دور کرے۔ چنانچہ وہ لوگ تین دن تک صحرا میں رہے پھر اللہ نے اس نبی کی طرف وحی فرمائی کہ میرے بندوں کو بتادیجئے میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی دعا کو قبول کیا اور میں نے اس نیک کی عمر اس گناہ گار کو دے دی اور جو گناہ گار کی عمر باقی تھی وہ اس نیک کو دے دی چنانچہ وہ نافرمان تین سال کے پورے ہونے پر مرگیا اور وہ نیک آدمی تیس سال زندہ رہا۔

باب نمبر: 7

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ

والدین کے ساتھ حسن سلوک ان کی فرمانبرداری کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس جس کام کا وہ حکم دیں جب تک کہ وہ کسی شرعی ممنوع کام کا حکم نہ کریں۔ اوران کا حکم تمہارے نفلی کام سے مقدم ہے۔ اور جس کام سے وہ روکیں اس سے رکنا چاہئے۔ اوران پر خرچ کرنا چاہئے۔ اوران کی خواہشات کا خیال کرنا چاہئے۔ اور ان کی خدمت میں مبالغہ کرنا چاہئے۔ اور ان کے لئے ادب کو استعمال کرنا چاہئے۔ اوران سے ہیبت کھانی چاہئے۔ اولاد اپنی آواز کو اپنے والدین کی آواز سے اونچا نہ کریں اور تیز نگاہ سے بھی ان کی طرف نہ دیکھے اوران کے ناموں سے بھی ان کو نہ پکارے اوران کے پیچھے پیچھے چلے۔ اور وہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہو اور والدین وہ کام کریں تو اس پر صبر کرے۔

ماں نماز میں بھی بلائے تب بھی لبیک کہو

حکایت

(۲۵/۱):-طلق بن علی یقول: قال رسول اللہ ﷺ: لو ادرکت والدیّ او احدھما وقد افتتحتُ صلاۃَ العشاءِ فقرأتُ فاتحۃ الکتابِ [فدعتنی امّی] تقولُ یا محمد، لقلتُ لبّیکِ.(۱۹).

(۱۹)اخرجہ البیہقی فی الشعب باب فی برالوالدین فصل فی عقوق الوالدین (۷۸۸۱) عن یحیی بن جعفر، وقال: یاسین بن معاذ ضعیف۔=

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میرے والدین زندہ ہوتے یا ان میں سے کوئی ایک زندہ ہوتا اور میں نے نماز عشاء شروع کردی ہوتی اور سورہ فاتحہ بھی پڑھ لی ہوتی پھر میری ماں مجھے بلاتی اے محمد تو میں کہتا لبیک۔

(فائدہ) فرض اور واجب نمازوں کو ماں کے لئے توڑنا جائز نہیں ہے باقی نمازوں میں مصروفیت ہو تو توڑ کر جواب دیا جا سکتا ہے۔

والد کے کچھ حقوق

حکایت

(۲۶/۲):-عن ابی غسان الضَّبّی: انه خرج یمشی بظَهْر الحَرّة وابوه خَلْفَه، فلَحِقَه ابوهریرة فقال: مَنْ هذا الذی یمشی خَلْفَک؟ قال: ابی، قال: اخطاتَ الحقَّ ولم توافق السنّة، لا تَمْشِ بین یدی ابیک، ولکن امش عن یمینه او خلفه، ولا تَدَعْ احدًا یقطع بینک وبینه، ولا تاخذ عَرْقًا نظر اِلَیْهِ ابوک فلعله قد اشتهاه، ولا تنظر الی ابیک شزرًا، ولا تقعد حتی یقعد، ولا تنم حتی ینام. (۲۰)

=وقال ابن عراق فی "تنزیه الشریعة" ۲ /۲۹٦ (٤۹): وکذلک اشار الذهبی فی "تلخیص الموضوعات" الی ضعفه من جهَةِ یاسین، ثم استدرک ولکن فی سنده هناد النسفی، والله اعلم وانظر الدر المنثور ٤ /۱۷٤، واللآلی ۲ /۱۵۸ والموضوعات لابن الجوزی ۳ /۸۵، وهو عند الدیلمی الاب فی "فردوس الاخبار" من مسند علی بن ابی طالب (۵۰۸۱)۔

(۲۰) قال فی المجمع ۸ /۱۵۱: رواه الطبرانی فی الأوسط وأبو غسان الضبی، وأبو غنم الراوی عنه لم أعرفهما، وبقیة رجاله ثقات اَ۔ هـ وعنبسة بن سعید الکلاعی ضعفه کل من أبی حاتم وأبی زرعة۔

حضرت ابو غسان الضبی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میدان حرّہ کی طرف پیدل چل رہے تھے ان کے والدان کے پیچھے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو جا کر ملے اور فرمایا یہ آپ کے پیچھے کون ہے کہا میرے والد ہیں فرمایا تم نے حق سے خطا کی اور سنت کے موافق نہیں کیا اپنے والد کے آگے نہ چلو بلکہ اس کے دائیں یا بائیں چلو اور کسی کو موقع نہ دو کہ تمہارے اور تمہارے والد کے درمیان مداخلت کرے اور خالی ہڈی بھی نہ کھاؤ شاید کہ تمہارے والد نے اس کی خواہش کی ہو اور اپنے والد کی طرف تیز نگاہ سے بھی نہ دیکھو۔ اور اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک وہ بیٹھ نہ جائیں اور اس وقت تک نہ سوؤ جب تک کہ وہ سو نہ جائیں۔

حکایت

(۴۷/۳):-هشام بن عروة عن ابيه او غيره : ان اباهريرة رضى الله عنه ابصر رجلين، فقال لاحدهما: ما هذا منک، قال : اَبِیْ ، قال: لاتُسَمِّهِ باسْمِهٖ ، ولا تَمْشِ امامَه ، ولا تجلس قَبْلَهٗ.(۲۱)

---

(۲۱)اخرجه عبدالرزاق ۱۱/۱۳۸) عن معمر، وهناد فى الزهد ۲/۴۷۸ (۹۸۶)، (۹۷۷) عن ابى معاوية وعن عبدة، والبخارى فى الادب المفرد ۱/۱۱۱ باب "لايسمى الرجل اباه، ولا يجلس قبله" عن اسماعيل بن زكريا: جميعهم عن هشام بن عروة عن رجل من قريش، وعند البخارى عن ابيه او غيره ان ابا هريرة قال: وذكره، وذكره الخطابى فى غريب الحديث ۲/۴۲۹ بسنده عن محمد بن عبدالرحمن الطفاوى عن هشام به۔

وسياق البخارى: ان ابا هريرة ابصر رجلين فقال لاحدهما: ما هذا منك؟ فقال: ابى، فقال: لا تسمه باسمه، ولا تمش امامه، ولا تجلس قبله۔ وعزاه المتقى الهندى فى كنز العمال ۱۶/۴۷۴ لابن السنى فى "عمل اليوم والليلة" عن ابى، وللطبرانى فى الاوسط عن عائشة، وذكره الطرطوشى فى برالوالدين ص ۱۲۱-۱۲۲۔

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے یا کسی اور سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو دیکھا تو ان میں سے ایک سے کہا یہ تمہارا کیا لگتا ہے۔

تو اس نے کہا میرا والد ہے۔ فرمایا اس کو نام سے نہ پکارو اور نہ اس کے آگے چلو اور نہ اس سے پہلے بیٹھا کرو۔

بڑوں گناہوں سے بچتے رہو تو والدہ کی خدمت پر جنت ملے

(۲۸/۴):-طیسلة بن میّاس قال: قلتُ لابن عمرؓ :عندی أمی قال: واللہ لو ألنتَ لها الکلام و أطعمتَها الطعامَ، لتدخلنّ الجنة، ما اجتنبتَ الکبائرَ. (۲۲)

حضرت طیسلہ بن میاس فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا میری والدہ میرے پاس رہتی ہیں تو انہوں نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم اس کے لئے گفتگو کو نرم رکھو اور اس کو کھانا کھلایا کرو تو وہ ضرور تمہیں جنت میں داخل کرا کے چھوڑے گی جب تک کہ تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو۔

والدین جو چیز پسند کریں اس سے نہ روکو

(۲۹/۵):- عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿واخفضْ لهما جَنَاحَ الذُّلِّ منَ الرحمة﴾ قال: لا یمتنعْ مِنْ شیءٍ اَحبّاه. (۲۳)

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وَاخْفِضْ

(۲۲) اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱/ ٤٤۔

(۲۳) اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱/ ۵۱-۵۲ وابن جریر الطبری بالفاظ اخرمنها " یکن لهما حتی لایمتنعا من شیء یحبانه " وفسر " وکن لهما ذلیلا رحمة منك " واخرجه ابن ابی شیبة فی المصنف (۲۵٤۱۲) تفسیر لقوله تعالی شانه (ولا تقل لهما اف) وذکره الطرطوشی فی برالوالدین ص ۱۲۲۔

لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ. (اوران کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہو) کہ ان کو کسی ایسی چیز سے نہ روکو جوان کو مرغوب ہو۔

والدین کو رلانا بھی نافرمانی ہے

(۳۰/۵):-طیسلة بن علی عن ابن عمر قال: بکاءُ الوالدین من العُقوق.(۲۴)

حضرت طیسلہ بن علی حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ والدین کا رونا بھی اولاد کی نافرمانی میں سے ہے۔

گناہوں میں والدین کی فرمانبرداری نہ کرو

(۳۱/۷):-عن ھشام بن حسان عن الحسن انه سُئل عن برّ الوالدین فقال: اَنْ تبذلَ لهما مامَلَكْتَ، وتطیعهما ما لم یکنْ مَعْصِیةً.

حضرت حسن بصریؒ سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا نیک سلوک یہ ہے کہ جو کچھ تیری ملکیت میں ہوان کے لئے خرچ کرواوران کی فرمانبرداری کرتے رہو کہ ان کا حکم گناہ پر مشتمل نہ ہو۔

والدین کو نیک بات کہنے کا طریقہ

(۳۲/۸):-عن سلام بن مسكین قال سالت الحسن قلت: الرجل یامر والدیه بالمعروف وینهاهما عن المنكر؟ قال: انْ قَبِلا، وانْ كَرِهَ - یَدَعُهما.(۲۵)

(۲٤)اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱/ ٤٤ اثناء الحدیث المتقدم برقم (٤-۳) واخرجه ایضا فی ۱/ ۹٤ من طریق موسی عن حماد بن سلمة عن زیاد به، وزاد " والكبائر" وفی هامش الاصل علی هذا الحدیث مضروب فی الاصل۔

(۲۵)اخرجه ابن المبارك فی كتاب البر والصلة (۲۰۲) واسناد ابن المبارك هكذا " ثنا الحسین نا الهیثم بن جمیل ثنا سلام عن الحسن قال ... الخ"۔

حضرت سلام بن مسکین فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بصریؒ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنے والدین کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور ان کو گناہوں سے روکتا ہے فرمایا اگر والدین اس کو قبول کرلیں تو بہتر اگر پسند نہ کریں تو ان کو لپٹ کر نصیحت نہ کرے۔

انجیل میں والدین پر خرچ کی تاکید

(۳۳/۹):-عبدالصمد قال سمعت وهبا يقول في الانجيل: راسُ البرِّ للوالدينِ انْ توفر عليهما اموالَهما، وانْ تُطْعِمَهُمَا منْ مالِك.

حضرت وہب فرماتے ہیں کہ انجیل میں ہے والدین کے ساتھ نیکی کا بڑا حصہ یہ ہے کہ ان پر تو اپنے اموال کو نچھاور کرے اور اپنے مال میں سے ان کو کھلائے۔

اذان کے وقت بلانے پر بھی والد کے پاس چلے جاؤ

(۳۴/۱۰):-عن العوامِ قال قلت لمجاهد: يُنادِي المنادِي بالصلاة، ويأتيني رسول والدي قال: أَجِبْ اباك.(۲۶)

حضرت عوام فرماتے ہیں میں نے حضرت مجاہد سے کہا مؤذن نماز کی اذان دے رہا ہوتا ہے اور میرے والد کا پیغام رساں میرے پاس آتا ہے (تو میں کیا کروں) فرمایا اپنے والد کے بلاوے پر چلا جا۔

اگر والد نفلی نماز میں بلائے تو

(۳۵/۱۱):-انبا ابن المنكدر قال: اذا دعاك ابوك وانت تصلّى فاَجِبْ.(۲۷)

---

(۲۶)اخرجه هناد في الزهد ۲/ ۴۷۷ - ۴۷۸ (۹۷۳) واسناد هناد هكذا "ثنا هشيم عن العوام بن حوشب قال سَألتُ مجاهدا۔

(۲۷)اخرجه هناد في الزهد ۲/ ۴۸۸(۹۷۱) من طريق ابن ابي ذئب عن =

حضرت ابن المنکدر فرماتے ہیں جب تجھے تیرا والد بلائے اور تو نماز پڑھ رہا ہو تو بھی اپنے والد کے پاس حاضر ہو۔

والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے

(۳۶/۱۲-حدیث):-عبد اللہ بن عون قال: النظر الی الوالدین عبادة.(۲۸)

حضرت عبداللہ بن عون فرماتے ہیں کہ والدین کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔

= محمد بن المنکدر مرفوعا، وفیہ: قال رسول اللہ ﷺ "اذا دعت احدکم امه وهو فی الصلاة فلیجب، واذا دعاه ابوه، فلا یجب"۔

وعزاه السیوطی فی الدر المنثور ٤/١٧٤ لابن ابی شیبة، واورد نحوه المتقی الهندی فی کنز العمال ١٦/٤٧٠ عن جابر، وعزاه للدیلمی وبلفظ آخر لابی الشیخ فی الثواب۔

(۲۸)جاء من مسند عبداللہ بن مسعود عند البیهقی فی شعب الایمان (٧٨٦٠) قال: "النظر الی الوالد عبادة، والنظر الی الکعبة عبادة، والنظر فی المصحف عبادة، والنظر الی اخیك حبا له فی اللہ عبادة" وجاء عن ابن عباس ایضا (٧٨٥٩) فی فضل نظرة الرحمة الیٰ الوالدة۔

باب نمبر:8

والدہ کی خدمت والد سے تین درجے مقدم ہے

(۱/۳۷-حدیث):-عن ابی هریرة قال: قال رجل یا رسولَ الله: ایُّ الناسِ احقُّ مَنّی بِحُسْنِ الصُّحْبةِ؟ قال: اُمُّک، قال: ثُمَّ مَنْ؟ قال: ثم امک، قال ثم مَنْ قال: ثم امک، قال: ثم من؟، قال: ثم ابوک. اخرجاه فی الصحیحین.(۲۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ حسن صحبت کے اعتبار سے لوگوں میں میرا کون زیادہ حق دار ہے۔ فرمایا تیری والدہ اس نے عرض کیا پھر کون فرمایا پھر بھی تیری والدہ اس نے عرض کیا پھر کون فرمایا پھر بھی تیری والدہ اس نے عرض کیا پھر کون فرمایا پھر تیرا والد۔

---

(۲۹)اخرجه البخاری ۱۰/۵۰۵ فی کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبة (۵۹۷۱) ،ومسلم ٤/ ۱۹۷٤ فی کتاب البر والصلة باب" بر الوالدین وانهما احق به (۱/ ۲۰٤۸) وکلهما من طریق عمارة بن القعقاع بن شبرمة عن ابی زرعة، وقد تابع محمد بن طلحة وهو ابن مصرف فی روایته عن عبدالله بن شبرمة ابو بدر شجاع بن الولید عند البیهقی فی الشعب (۷۸۳۷)، ووهیب بن خالد (۷۸۳۸) وقال البیهقی : اخرجه مسلم من حدیث وهیب، واستشهد البخاری بروایة ابن شبرمة۔ واخرجه احمد فی المسند من حدیث ابی هریرة ۲/۳۲۷-۳۲۸،۳۹۱،۲ ; ٤۔

(۳۸/۲-حدیث):-أنبأ بَهز بن حکیم بن معاویة عن ابیه عن جده قال قلت یا رسول اللہ: مَنْ اَبَرُّ ؟ قال : اُمَّک، قلت: ثم مَنْ؟ ثم اُمَّک ، قلت: ثم مَنْ؟ قال: ثم اُمَّک، قلت: ثم مَنْ ؟ قال: ثم اباک ثم الاقربَ فالاقربَ. (۳۰)

حضرت بہز بن حکیم بن معاویہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ میں نے عرض کیا پھر کس سے فرمایا پھر بھی اپنی والدہ کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا پھر کس سے فرمایا پھر بھی اپنی والدہ کے ساتھ میں نے عرض کیا پھر کس سے فرمایا اپنے والد سے پھر قریبی سے پھر قریبی سے۔

والدین اور رشتہ داروں کے خیال رکھنے کے متعلق اللہ کا حکم

(۳۹/۳-حدیث):-عن المقدام بن مَعْدِی کَرِب عن النبیّ ﷺ قال: انَّ اللہ یُوصیکم بامّھاتِکم، ان اللہ یُوصیکم بامّھاتِکم، ان اللہ یُوصیکم بآبائِکم، ان اللہ یُوصیکم بالاقربِ فالاقربِ. (۳۱)

---

(۳۰)اخرجه ابو داود ۵ /۳۵۱(۵۱۳۹) والترمذی ٤ /۳۰۹ (۱۸۹۷) وقال: حدیث حسن، واخرجه الحاکم۳/٦٤٢و ٤/ ۱۵۰ وقال: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه واقره الذهبی، واخرجه احمد ۵ /۵،۳،۲، والبخاری فی الادب المفرد۱ /۳۵ فی باب بر الام، وعبد الرزاق فی المصنف ۱۱ /۱۳۲، وهناد فی الزهد (٩٦٥) والبغوی فی شرح السنة ۱۳/ ۵، والطبرانی فی الکبیر ۱۹/ ٤۰٤- ٤۰٦ ، وهناد فی الزهد (٩٦٥) والبغوی فی شرح السنة ۱۳ /۵، والطبرانی فی الکبیر ۱۹ /٤۰٤- ٤۰٦ واخرج الحاکم له شواهد من حدیث رجل من الصحابة، وعن ابی رمثة والمقدام بن معد یکرب وعائشة رضی اللہ عنهم، واخرجه البیهقی فی الشعب ۹/ ۱۸۰ (۷۸٤۰) فی باب برالوالدین۔

(۳۱)اخرجه ابن ماجة ۲ /۱۲۰۷ فی کتاب الادب /باب بر الوالدین (۳٦٦۱) وقال البوصیری فی الزوائد: فی اسناده اسماعیل وروایته عن =

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے متعلق تاکید کرتا ہے۔ اللہ تمہیں تمہاری ماؤں کے متعلق تاکید کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے آباء کے متعلق تاکید کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اقرب فالاقرب (قریبی پھر قریبی رشتے داروں) کے متعلق تاکید کرتا ہے۔

والدین اور رشتہ داروں کے متعلق حضورؐ کی وصیت

(۴۰/۴-حدیث):-عن ابی سلامة واسمه خِدَاش بن سلامة، قال قال رسول الله ﷺ: اوصِی الرجلَ بامِّه، اُوصِی الرجل بأمه، اوصِی الرجل بامه، اوصی الرجل بابیه، اوصِیه بابیه، اوصِی الرجل بابیه، اوصِیه بمولاه الذی یلیه وانْ کان فیه اذیً یؤذیه.(۳۲)

= المحجازیین ضعیفة، کما هنا واخرجه احمد ۱۳۲/۴ والحاکم ۱۵۱/۴ واقتصر علی "ان الله یوصیکم بالاقربُ فالاقرب" ثم قال: واسماعیل بن عیاش احد ائمة اهل الشام انما نقم علیه سوء الحفظ فقط۔ واخرجه البیهقی فی شعب الایمان (۷۸۴۵) والبخاری فی الادب المفرد ۱ /۱۳۳ باب بر الاقرب فالاقرب (۶۰) والطبرانی فی الکبیر ۲۰ /۲۷۰-۲۷۱ واخرجه البیهقی ایضا فی السنن ۱۷۹/۴۔

(۳۲)اخرجه احمد ۳۱۱/۴ والبخاری فی التاریخ ۲۱۸/۳ وابن ماجة فی کتاب الادب باب برالوالدینَ (۳۶۵۷) والحاکم ۱۵۰/۴ ولم یتکلم علیه، والبیهقی ۱۷۹/۴-۱۸۰ وقال: اختلف اصحاب منصور علی منصور فی اسم من رواه عنه فقیل عنه هکذا، وقیل عنه عن عبید الله بن علی، وقیل غیر ذلك والله اعلم۔

واخرجه الطبرانی فی الکبیر ۲۶۰/۴، والطحاوی فی مشکل الآثار ۲۷۱/۲ وقال صاحب الارواء ۲۲۲/۳: رجاله ثقات غیر عبید الله ویقال عبید الله بن علی بن عرفطة، قال الحافظ: مجهول ثم ذکر له طریقاً آخر اعله ابن ابی حاتم ۱۶۳/۲ بالخطأِ فی المتن والله اعلم۔

حضرت ابو سلامہ (خداش بن سلام) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں آدمی کو اس کی ماں کے متعلق تاکید کرتا ہوں۔ میں آدمی کو اس کی ماں کے متعلق تاکید کرتا ہوں۔ میں آدمی کو اس کی ماں کے متعلق تاکید کرتا ہوں میں آدمی کو اس کے باپ کے متعلق تاکید کرتا ہوں۔ میں آدمی کو اس کے باپ کے متعلق تاکید کرتا ہوں۔ میں آدمی کو اس کے باپ کے متعلق تاکید کرتا ہوں۔ اس کے اس غلام کے متعلق بھی تاکید کرتا ہوں جس کے ساتھ اس کے باپ کا تعلق تھا۔ اگر چہ اس میں کوئی تکلیف ہو جو اس کو تکلیف پہنچاتی ہو۔

والدہ کے بلانے پر نماز توڑ و والد کے بلانے پر نہیں

(۴۱/۵-حدیث):-عن محمد بن المنکدر قال قال رسول اللہ ﷺ: اذا دعاک ابواک وانت تصلّی فاجِبْ امّک ولا تُجِبْ اباک. (۳۳)

حضرت محمد بن المنکدر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تجھے تیرے والدین پکاریں اس حال میں کہ تو نماز پڑھ رہا ہو تو اپنی ماں کے پکارنے پر حاضری دے دے اور اپنے والد کے پکارنے پر نہ دے۔

(فائدہ) یعنی اگر والد تجھے پکارے تو پھر نماز توڑ کر نہ جا نماز سے فارغ ہونے کے بعد باپ کی طرف چلا جا۔

(۴۲/۶):-عن مکحول قال اذا دَعَتْکَ امُّک وانت فی الصلاة، فاَجِبْ امّک ولا تُجِبْ اباک. (۳۴)

حضرت امام اوزاعیؒ حضرت امام مکحولؒ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ

---

(۳۳) تقدم۔

(۳۴) اخرجه هناد فی الزهد ۲ /۴۷۷ (۹۷۲)، والبیهقی فی الشعب ۶ /۱۹۵ فی باب برالوالدین فصل فی عقوق الوالدین (۷۸۸۳)۔

جب تجھے تیری ماں بلائے جب کہ تو نماز میں ہو تو اپنی ماں کے بلانے پر چلا جا اور اپنے باپ کے بلانے پر نہ جا۔

(۴۴/۷):-عن مکحول قال: اذا دعتک والدتک وانت فی الصلاۃ فاجبھا، واذا دعاک والدک فلا تجبہ حتی تفرغ.(۳۵)

حضرت امام اوزاعیؒ حضرت امام مکحولؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تیری ماں تجھے پکارے اور تو نماز میں ہو تو اس کی پکار پر چلا جا اور جب تیرا والد پکارے تو تو نہ جا حتی کہ تو نماز سے فارغ ہو جائے۔

جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے

(۴۴/۸-حدیث):-عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ : الجَنَّۃُ تَحۡتَ اقدامِ الاُمَّھات.(۳۶)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

والدہ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے

(۴۵/۹-حدیث):-عن ابی عبدالرحمن السلمی قال: اِنّی

(۳۵)انظر ما قبلہ۔

(۳۶)عزاہ المتقی الھندی ۱۶/ ٤٦١ الی القضاعی فی مسندہ، والخطیب فی الجامع وذکرہ ابن الربیع الشیبانی فی التمییز (٦٣) وقال: وفی سندہ منصور بن المھاجر، وابو النضر الابار، قال ابن طاھر: لا یعرفان، والحدیث منکر۔

واوردہ الالبانی فی "الضعیفۃ" (۵۹۳) وعزاہ فضلا عن ھؤلاء الی ابی بکر الشافعی فی "الرباعیات" ۲ /۱/۲۵وابی الشیخ فی الفوائد وفی التاریخ (۲۵۳) والثعلبی فی تفسیرہ ۱/۵۳/۳ والدولابی ۱۳۸/۲ ،وذکرہ الطرطوشی فی برالوالدین ـ(۷۰)

رجلٌ ابا الدرداء فقال: انّ امراتی بنت عمی وانی احبها، وان والدتی تامرنی ان اطلقها، فقال: لا آمرک انْ تطلقها ولا آمرک انْ تعصی والدتک، ولکن احدثک حدیثا سمعتهُ من رسول الله ﷺ، سمعتُ رسولَ الله ﷺ یقول: انَّ الوالدۃَ اَوْسَطُ ابوابِ الجنَّۃِ فانْ شِئتَ فاَمْسِکْ، وانْ شِئتَ فدَعْ.(۳۷)

حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابوالدرداءؓ کے پاس حاضر ہوا اور کہا میری بیوی میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اس کو چاہتا ہوں اور میری والدہ مجھے حکم دیتی ہے کہ میں اسے طلاق دے دوں تو فرمایا میں تجھے یہ نہیں کہوں گا کہ تو اسے طلاق دے دے اور نہ یہ کہوں گا کہ تو اپنی والدہ کی نافرمانی کر۔ لیکن میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ والدہ جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ دروازہ ہے پس اگر تو چاہے تو اپنی بیوی کو روک لے اور اگر چاہے تو اس کو چھوڑ دے۔

ماں کی خدمت جہاد سے افضل ہے

(۱۰/۴۶-حدیث):-اخبرنی محمد بن طلحۃ بن معاویۃ بن جاھمۃ عن ابیہ عن جدہ: انَّ جاھمۃ السلمی اَتَی النبیَّ ﷺ

(۳۷)اخرجه الترمذی ۳۱۱/٤ فی کتاب البر والصلة وقال: حدیث صحیح، وابن ماجة ١ /١٧٥ فی الطلاق باب الرجل یامره ابوه بطلاق امراته (٢٠٨٩) واحمد (٥ /١٩٦، ٤٤٥/٦ والحاکم ٤ /١٥٢ وصححه واقره الذهبی، والطیالسی کما فی منحة المعبود ٢ /٣٤، وهناد فی الزهد ٤٨٢/١ (٩٨٧) والحمیدی ١٩٤/١ والبغوی فی شرح السنة ١٣ /١٠، ١١/١٣ وابن حبان (٤٩٦ موارد)حدیث (٢٠٢٣) جمیعهم من طرق عن عطاء بن السائب به، واخرجه ایضا البیهقی فی الشعب (٧٨٤٧، (٧٨٤٨) وابن ابی شیبة فی المصنف (٢٥٤٠٠) والطحاوی فی مشکل الآثار ٢ /١٥٨ باب بیان مشکل ماروی فی تطلیق الرجال نساء هم اللاتی امر آبائهم بذلك۔

يستاذنه في الجهاد، فقال: الك والدةٌ قال: نعم، قال: فالزَمْها، فانَّ عند رِجليْها الجنَّة.(٣٨)

حضرت جاہمہ سلمیؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جہاد میں شریک ہونے کیلئے اجازت لینے آئے۔تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیری والدہ ہے عرض کیا جی ہاں فرمایا پس اسی کی خدمت میں رہ کیونکہ اس کے قدموں کے پاس جنت ہے۔

ماں کی پیشانی پر بوسہ جہنم سے روک ہے

(۱۱؍۴۷-حدیث):-عن ابن عباس رضی اللہ عنهما انَّ رسولَ اللہ ﷺ قال: مَنْ قبَّلَ بيْنَ عيْنَيْ اُمِّه كان لَهُ سِترًا مِن النّارِ.(٣٩)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس

---

(۳۸)أخرجه النسائي ۱۱/٦ (۳۱۰٤) وابن ماجة ۹۲۹/۲ في كتاب الجهاد /باب الرجل يغزو وله أبوان (۲۷۸۱) وأحمد ٤۲۹/۳ والحاكم ۱٥۱/٤ وصححه ووافقه الذهبي، وأقره المنذري ۲۱٤/۳ وحسنه صاحب الضعيفة فقال بعد أن ذكر الحديث (٥۹۳)، ويغني عن هذا الحديث حديث معاوية بن جاهمة فذكره ثم قال: وسنده حسن، وفي طرق الحديث ورواته اختلاف ذكره الحافظ ابن حجر في ترجمة جاهمة بن العباس في الإصابة ۲۱۸/۱-۲۱۹ وأشار إليه البخاري في التاريخ ۱۲۱/۱- ۱۲۲ وأخرجه البيهقي في الشعب ۱۷۸/٦ (۷۸۳۳)، (۷۳٤)، وعزاه الهيثمي للطبراني وقال رجاله ثقات، مجمع الزوائد ۱٤۱/۸۔

(۳۹)أخرجه البيهقي في الشعب ۱۸۷/۱ (۷۸٦۱) ثم قال: إسناده غير قوي، والله أعلم۔ وأخرجه ابن عدي في الكامل ۳۹٤/۲ في ترجمة أبو مقاتل السمرقندي ثم قال: وهذا منكر إسنادا ومتنا، وعبد العزيز بن أبي رواد عن طاوس، ليس بمستقيم" وقال عن أبي مقاتل هذا: وليس هو ممن يعتمد على رواياته" واسم أبي مقاتل حفص بن سلم۔ قال عنه الذهبي في الكنى من الميزان: أحد التلفي، وقال في الأسماء بعد أن ذكر الحديث: قال السليماني: حفص بن سلم الفزاري صاحب كتاب "العالم والمتعلم" في عداد من يضع الحديث۔

نے اپنی والدہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو اس کا یہ بوسہ جہنم کے سامنے اس کے لیے پردہ بن جائے گا۔

والدہ کی خدمت حج، عمرہ اور جہاد کے برابر ہے

(۴۸/۱۲-حدیث):-عن انس بن مالک قال: اَتَی رَجلٌ رسول الله ﷺ فقال: انی اشتَهِی الجهاد و لا اَقْدِرُ علیه، فقال: هل بَقِیَ مِنْ والدیک اَحَدٌ؟ قال: امّی، قال: فَاَبْلِ الله عزوجل عُذْرًا فی برها فانک اذا فعلت ذلک فانت حاجٌ وَمُعْتَمِرٌ ومجاهدٌ اذا رَضِیَتْ عنک اُمُّک، فاتّقِ الله، وبِرَّها.(۴۰)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں جہاد میں جانے کی خواہش رکھتا ہوں لیکن مجھے قدرت نہیں ہے فرمایا کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے عرض کیا میری والدہ (زندہ ہے) فرمایا پھر والدہ کی خدمت کر کے اپنے اس عذر کو اللہ کے سامنے چکادے کیونکہ جب تو یہ کرے گا تو حاجی بھی ہے عمرے والا بھی ہے اور مجاہد بھی ہے جب تیری ماں تجھ سے راضی ہوگئی۔ پس تو اللہ سے ڈر اور اس کی خدمت کر۔

---

(۴۰)أخرجه البیهقی فی الشعب ۱۷۹/۶ باب فی بر الوالدین (۷۸۳۵)، وقال الهیثمی فی المجمع ۱۴۱/۸: رواه أبو یعلی والطبرانی فی الصغیر والأوسط، ورجالهما رجال الصحیح غیر میمون ابن نجیح ووثقه ابن حبان أهـ، وانظر المطالب العالیة لابن حجر (۲۵۱۹) وفی الباب عن عبد الله بن عمرو، وفیه: قال أحيٌ والداك ؟ قال: نعم، قال: ففیهما فجاهد "متفق علیه"، قال ابن منظور: أبلَیتُ فلانا عذراً: أی بیّنتُ وجه العذر لأزیل عنی اللوم۔ وأبلاه عذرا فقبله، وكذلك أبلاه جهدا ونائله۔

والحدیث فی لسان العرب هكذا: (ابل الله تعالی عذراً فی برها) أی أعطه وأبلغ العذر فیها إلیه، المعنی: أحسن فیما بینك وبین الله ببرك إیاها۔ اللسان: بلا۔

والدہ کو ایک نظر دیکھنا مقبول حج کے برابر ہے

(۴۹/۱۳-حدیث):-عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ: ما مِنْ رجلٍ ینظر الی امہ رحمةً لها الا کانت له بها حَجَّةٌ مقبولةٌ مبرورةٌ. قیل: یا رسول اللہ وان نظر الیها فی الیوم مائة مَرَّةٍ، قال: وان نظر فی الیوم مائة الفِ مرةً، فانَّ اللہ اکثرُ واَطْیَبُ. (۴۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنی والدہ کی طرف مہربانی سے ایک دفعہ دیکھے گا تو اس کو اس کے بدلہ میں ایک مقبول اور مبرور حج کا ثواب ملے گا عرض کیا گیا یا رسول اللہ اگر وہ اس کی طرف دن میں سو مرتبہ دیکھے؟ فرمایا اگر وہ دن میں ایک لاکھ مرتبہ دیکھے تو اللہ اس سے بھی بہتر اور پاکیزہ ہے (یعنی اس کا بھی وہ اجر عطا فرمائے گا)۔

بچوں پر شفقت کرنے سے ماں پر خدا کی رحمت

(۵۰/۱۴-حدیث):-عن انس بن مالک قال: جاء تْ امراةٌ الٰی عائشة رضی اللہ عنها، فاعطتْها عائشة ثلاث تمرات، فاعطتْ کُلَّ صَبِیٍّ لها تَمْرَةً وامسکتْ لنفسها تَمْرَةً، فاکل الصبیانُ التمرتینِ ونظرا الی امِّهما، فعمدتْ الی التمرةِ فشقتْها فاعطتْ کلَّ صَبِیٍّ نصفَ تمرةٍ، فجاء النبیُّ ﷺ فاخبرته عائشة، فقال: لقد

---

(۴۱)فی سنده أبو الطیب محمد بن أحمد بن حمدان۔ قال عنه الذهبی فی المیزان: کذاب، وکرر الذهبی ترجمته باسم محمد بن أحمد بن عیسی ثم قال: والظاهر أنه الأول، وقال الحافظ فی لسان المیزان: هو المتیقن فلذلک جمعته، ولم یترجم ابن عدی إلا لواحد وقال ابن عدی ۲۹۷۶: یضع الحدیث۔ واخرج الحدیث البیهقی (۷۸۵٦) وفی سنده محمد بن حمید الرازی، ضعّفه الحافظ ورقم (۷۸۵۹) وفی سنده نهشل بن سعید، قال فی التقریب: متروک۔

رَحِمَها اللہُ عزّ وجلّ برحمتِها صبیہا. (۴۲)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس کو حضرت عائشہؓ نے تین کھجوریں عطا کیں تو اس نے اپنے ہر بچے کو ایک ایک کھجور دے دی اور اپنے لیے ایک رکھ لی تو بچوں نے وہ دونوں کھجوریں کھالیں پھر اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگے تو اس عورت نے وہ کھجور اٹھائی اور اس کے بھی دو ٹکڑے کیے اور ہر بچے کو آدھی آدھی کھجور دے دی پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے یہ واقعہ ذکر کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اس عورت پر اس کے اپنے بچوں پر مہربانی کرنے کی وجہ سے مہربانی فرمائی ہے۔

والدہ کی خدمت سے قتل جیسا گناہ بھی معاف ہوسکتا ہے

حکایت

(۵۱/۱۵):-عن ابن عباس: انه اتاه رجلٌ فقال: انی خَطَبْتُ امرأةً فابت ان تنکحنی وخطبها غیری فاحبت ان تنکحهٗ فغرت علیها فقتلتُها فهل لی من توبة؟ قال: اُمُّک حَیَّةٌ ؟ قال: لا قال: تُبْ الی الله وتقرّب الیه ما استطعتَ. فسالتُ ابنَ عباس: لِمَ سالتَه عن حیاةِ اُمِّه ؟ فقال: انی لا اعلمُ عملاً اقربَ الیَ الله عزوجل من برّ الوالدة. (۴۳)

(۴۲)أخرجه البخاری (۳ /۳۳۴) فی کتاب الزکاة / باب فضل صدقة الشحیح (۱۴۱۸، ۵۹۹۵) وفی الأدب المفرد ۱ /۱۶۶ من طریق حدیث الباب وأخرجه مسلم ۴ /۲۰۲۷ فی کتاب الأدب باب فضل الإحسان إلی البنات من طریق عروة عن عائشة (۲۶۲۹) (۲۶۳۰) من طریق عمر بن عبد العزیز عنها رضی الله عنها۔

(۴۳)أخرجه البخاری فی الأدب المفرد ۱/۳۷ فی باب بر الام والبیهقی فی =

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا تھا اس نے مجھ سے نکاح کرنے سے انکار کردیا۔ پھر میرے علاوہ کسی اور نے اس کو پیغام نکاح دیا تو اس نے اس کو پسند کیا کہ اس سے نکاح کرلے تو مجھے اس عورت پر غیرت آئی اور میں نے اس عورت کو قتل کردیا کیا میرے لیے کوئی توبہ کا راستہ ہے؟ فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا پھر اللہ کے سامنے توبہ کر اور جتنا تیری ہمت میں ہو اللہ کے تقرب میں نیک عمل کر تو فرماتے ہیں راویٔ حدیث (عطاء بن یسار) کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپؓ نے اس کی ماں کی زندگی کے بارے میں کیوں پوچھا؟ تو فرمایا کیونکہ میں نہیں جانتا کوئی ایسا عمل جو اللہ کے نزدیک ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے زیادہ قرب کا سبب بنتا ہو۔

والدہ کی خدمت پر جہنم نہیں چھوے گی

حکایت

(۵۲/۱۶):-قثنا ابو نوفل قال: جاء رجلٌ الی عُمَرَ فقال: انی قتلتُ نفساً قال: وَيْحَك أخطأً ام عَمْدًا ؟ هل من والديک احدٌ حيّ؟ قال: نعم، قال: امُّک؟ قال: لا والله، انه لابی، قال: انطلق فبِرَّه واحسنْ اليه. فلمّا انطلق قال عمر: والذی نَفْسُ عمرَ بيدِه لو كانتْ امُّه حيّةً فبرَّها واحسن اليها رَجَوْتُ ان لّا تَطْعَمَه النارُ ابدًا. (۴۴)

حضرت ابونوفلؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر

=الشعب ٦/٢٠٥ فی باب بر الوالدين فصل فی حفظ حق الوالدين بعد موتهما (٧٩١٣) نحوه۔

(٤٤) اخرجه ابن الجوزی فی كتاب البر والصلة (٥٢)۔

ہوا اور کہا میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تو تباہ ہو جائے بھول کر کیا ہے یا جان کر۔ کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ تو اس نے کہا ہاں فرمایا تمہاری ماں زندہ ہے؟ کہا نہیں خدا کی قسم میرا باپ زندہ ہے۔ فرمایا جا اس کے ساتھ حسن سلوک کر اور اچھا معاملہ کر پھر جب وہ جانے لگا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے اگر اس کی ماں زندہ ہوتی اور یہ اس کی خدمت کرتا اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرتا تو مجھے امید تھی کہ اس کو کبھی بھی آگ اپنا لقمہ نہ بناتی۔

قتل کے گناہ کو والدہ کی خدمت ہی معاف کرا سکتی ہے

(۱۷/۵۳-حدیث):-عن ابن عباس قال بينما رجلٌ قد استقى في حوضه اذا راكب قد جاء ظمآنُ فقال اَرِدُ واُوْرِدُ قال: لا، فنزل قريبا وعقل الناقة، فلما رأت الماء دنتْ الى الحوض حتى فجرته، فقام الرجل فاخذ سيفا فضربه به حتى قتله، ثم خرج يسأل فَلَقِيَ رجالا من اصحاب محمدﷺ فسألهم فكلّهم يُؤيسه، حتى أتى رجلا منهم كانه يعني نفسه فقال هل تستطيع ان تصدره كما وَرَدَ؟ قال: لا، قال: فهل تستطيع ان تبتغي نفقا في الارض او سُلَّمًا في السماء؟ قال: لا، قال: فهل تستطيع ان تحيي ولا تموت، فقام الرجل فمشى غير بعيد فقال: هل لك من والدين؟ قال امي حية قال فاحْملها وبرّها، فان دخل النار فاَبْعَدَ اللهُ مَنْ اَبْعَدَ.(۴۵)

(٤٥) اخرجه ابن الجوزی فی كتاب البر والصلة (٥٣)۔

وأخرج نحوه من حديث مرقع الحنظلي قال: قلت لابن عباس: ما ترى في رجل قتل امرأته فقال: إن كان أبواه حيين فليبرهما وإلا فإن كانت والدته حية فليبرها ما دامت حية لعل الله أن يتجاوز عنه۔ أخرجه ابن المبارك في البر والصلة باب ما يقوم مقام الوالدين (٧٧) والبخاری في الأدب المفرد ١/٣٧(٤)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے حوض سے پانی پلا رہا تھا ایک سوار پیاسا آیا اور کہا میں پانی پینا چاہتا ہوں اور اپنی اونٹنی کو پانی پلانا چاہتا ہوں تو اس نے کہا نہیں تو وہ سوار اس گھاٹ کے قریب اتر پڑا اور اپنی اونٹنی کو باندھا جب اونٹنی نے پانی کو دیکھا تو وہ گھاٹ کے قریب ہوگئی حتیٰ کہ اس گھاٹ کے بند کو اس نے توڑ دیا تو آدمی کھڑا ہوا اس نے اپنی تلوار لی اور اس آدمی کو مارا حتیٰ کہ اس کو قتل کردیا پھر وہ اس جرم کے متعلق توبہ کا پوچھنے کے لیے نکلا تو حضور علیہ السلام کے کئی صحابہؓ سے ملا اور سب سے پوچھا تو ان سب نے اس کو مایوس کیا حتیٰ کہ وہ ان میں سے ایک آدمی کے پاس آیا گویا کہ اس سے مراد حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے آپ کو لے رہے تھے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کیا تیرے اندر طاقت ہے کہ جس طرح سے وہ آدمی آیا تھا پیاسا تو اس کو اسی طرح سے واپس لوٹادے۔ اس نے کہا نہیں فرمایا کیا پھر تجھے طاقت ہے کہ تو زمین میں کوئی سرنگ کھود لے یا آسمان میں کوئی سیڑھی لگالے اس نے کہا نہیں فرمایا کیا تجھے طاقت ہے کہ تو زندہ رہے اور کبھی نہ مرے (جب یہ کام تیری ہمت میں نہیں ہیں تو اس کے قتل کی معافی بھی تیرے لیے مشکل ہے) تو وہ شخص کھڑا ہوا ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے اس نے کہا میری ماں زندہ ہے۔ کہا جا اس کی خدمت کر اور اس سے اچھا سلوک کر اگر یہ شخص جہنم میں داخل بھی ہوا تو اللہ اس کو ان لوگوں میں سے کردے گا جن کو جہنم سے دور کیا تھا۔

والد کے مقابلہ میں والدہ کی خدمت

(۵۴/۱۸):-فُضیل بن عِیاض عن هشام عن الحسن قال: للوالدة الثلثانِ من البرّ، وللوالد الثلث.(۴۶)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ والدہ کے لیے دو تہائی خدمت کا حصہ ہے اور والد کے لیے ایک تہائی خدمت کا۔

(۵۵/۱۹):-قثنا الاوزاعی عن یحیی بن ابی کثیر قال: للام ثلثا البِر.(۴۷)

امام اوزاعیؒ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیرؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ماں کے لیے دو تہائی خدمت ہے۔

والدہ کے کہنے پر باجماعت نماز چھوڑنا

(۵۶/۲۰):-عن یعقوب العِجلی قال قلت لعطاء: تحبسنی امی فی اللیلة المطیرة عن الصلاة فی جماعة، قال: اَطِعْها.(۴۸)

حضرت یعقوب عجلی فرماتے ہیں میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا میری والدہ مجھے بارش کی رات میں جماعت کی نماز پڑھنے سے روک دیتی ہے؟ تو فرمایا اس کی فرمانبرداری کرو۔

والدہ کے کہنے پر نفلی نمازوں اور روزوں کو چھوڑنا

(۵۷/۲۱):-عن لیث عن عطاء: انّ رجلا اقسمتْ علیه امُّه ان لا

---

(٤٦)أخرجه البيهقي في الشعب ٦ /١٨٧ (٧٨٦٢) من رواية بشر بن الحارث عن يزيد عن هشام به، وفيه زيادة، وابن أبي شيبة (٢٥٤٠١) وابن المبارك في البر والصلة حديث(٨)۔

(٤٧) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (٥٥)۔

(٤٨) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (٥٦)۔

تصلّیَ الا الفریضة، ولا تصومَ الا شهرَ رمضانَ. قال: یُطِیعُها.(۴۹)

حضرت لیث حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں ایک آدمی کے بارے میں کہ اس کے متعلق اس کی ماں نے قسم کھائی کہ وہ کوئی نماز نہیں پڑھے گا سوائے فرض نماز کے اور کوئی روزہ نہیں رکھے گا سوائے رمضان کے روزوں کے تو فرمایا کہ وہ اپنی ماں کی فرمانبرادری کرے۔

ماں باپ کے حکم میں کس کی تعمیل کرے

(۵۸/۲۲):-عن الحسن: فیَ رجلٍ حَلَفَ علیه أبوه بکذا وحَلَفَتْ علیه أمُّه بخلافِه. قال: یُطیع أمَّه.(۵۰)

حضرت حسن بصریؒ اس آدمی کے بارے میں فرماتے ہیں جس کے متعلق اس کے باپ نے کوئی قسم اٹھائی اور اس کی ماں نے اس کے باپ کے خلاف قسم اٹھائی تو فرمایا کہ وہ اپنی ماں کی فرمانبرداری کرے۔

ماں کی وفات سے گویا جنت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے

(۵۹/۲۳):-رفاعة بن ایاس قال: رأیت الحارث العکلی فی جنازة أمِّه یعنی یبکی - فقیل له: تبکی؟ قال: ولِمَ لا ابکی وقد اُغلق عنی بابٌ من ابواب الجنة.(۵۱)

حضرت رفاعہ بن ایاس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حارث عکلی کو ماں کے جنازے میں روتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا گیا آپ بھی رو رہے ہیں فرمایا میں کیوں نہ روؤں جبکہ مجھ سے جنت کے دروازوں میں سے ایک

(۴۹) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۵۷)،وأخرجه ابن المبارك فی البر والصلة (۶۸) من طریق الحسین عن ابن مهدی به۔

(۵۰) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۵۸)۔

(۵۱) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۵۹)۔

دروازے کو بند کر دیا گیا ہے۔

ماں کی وفات سے جنت کا ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے

(۶۰/۲۴):-حماد عن حمید قال: لما ماتتْ اُمُّ ایاس بن معاویة بکی، فقیل: ما یبکیک؟ قال: کان لی بابان مفتوحان الی الجنة، و غُلِقَ احدُهما.(۵۲)

حضرت حماد حضرت حمید سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب حضرت ایاس بن معاویہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ رونے لگے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا میرے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے تھے اب ایک ان میں سے بند کر دیا گیا ہے۔

ماں اور باپ کی خدمت کے درجات

(۶۱/۲۵):-عن رِبْعِی بن حِراش قال: قال موسی: یا رَبِّ بما اَبَرُّک؟ قال: بِرَّ امّک مرتین، وبِرَّ اباک.(۵۳)

حضرت ربعی بن حراش فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں کس کے ساتھ نیک سلوک کر کے آپ کا فرمانبردار بن سکتا ہوں فرمایا اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک دو درجوں میں اور اپنے باپ کے ساتھ ایک درجہ میں حسن سلوک کر۔

حضرت موسیٰ ؑ کو والدین کی خدمت کی نصیحت

(۶۲/۲۶):-عن حرملة سمع کعب بن علقمة: أنّ موسی علیه السَلام قال: یا رب أوصنی، قال أوصیک بأمِّک، فانّها حملتک

(۵۲) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۶۰)۔
(۵۳) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۶۱)۔

وَهْنًا علی وَهْنٍ، قال: ثُمَّ مَنْ ؟ قال: ثم بابیک.(۵۴)

حضرت کعب بن علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔فرمایا اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کر کیونکہ اس نے تجھے مشقت در د مشقت میں اٹھایا۔انہوں نے عرض کیا پھر کون فرمایا پھر اپنے باپ کے ساتھ۔

حضرت موسیٰؑ کو پہلے ماں کی پھر باپ کی فرمانبرداری کا حکم

(۶۳/۲۷-حدیث):-عطاء قال: قال موسی: یا ربِّ بم توصینی یا رب بم توصینی ؟ قالْ: بی ثم بامک ثم بابیک.(۵۵)

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب مجھے کس حکم کی آپ نصیحت فرماتے ہیں۔آپ مجھے کس حکم کی نصیحت فرماتے ہیں۔ فرمایا اپنے متعلق پھر تمہاری ماں کے متعلق پھر تمہارے باپ کے متعلق۔

والد اور والدہ سے حسن سلوک کے فوائد

(۶۴/۲۸-حدیث):-اسماعیل بن عبدالصمد قال سمعت وهبا قال: البرُّ بالوالد یثقل المیزان، والبِر بالوالدة یَشُدُّ الاصل، والذی یشد الاصل افضل.(۵٦)

حضرت وہب فرماتے ہیں کہ والد کے ساتھ اچھا برتاؤ اعمال کے ترازو کو وزنی کرتا ہے اور والدہ کے ساتھ اچھا برتاؤ اصل کو مضبوط کرتا ہے۔اور جو چیز اصل کو مضبوط کرے وہ افضل ہوتی ہے۔

---

(٥٤) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (٦٢)۔

(٥٥) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (٦٣)۔

(٥٦) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (٦٤)۔

ماں کی خدمت نفلی حج سے بھی افضل ہے

(۶۵/۲۹-حدیث):-قرة بن سليمان قال : قال لى هشام بن حسان قلت للحسن: انى اتعلّم القرآن، وانّ أمى تنتظرنى بالعَشاء. فقال الحسن: تَعَشَّ العَشاءَ مع اُمِّک تُقِرُّ بِهٖ عينَها اَحَبَّ الىَّ مِنْ حَجَّة تَحُجُّها تَطوّعًا.(۵۷)

حضرت ہشام بن حسان فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بصریؒ سے عرض کیا میں قرآن پاک سیکھتا ہوں اور میری ماں رات کے کھانے کا میرے لیے انتظار کرتی ہے۔تو حضرت حسنؒ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ عشاء کا کھانا کھاؤ اور اس سے اپنی ماں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو یہ مجھے اس حج سے زیادہ محبوب ہے جو تم نفلی طور پر ادا کرو۔

ماں کی خدمت تلوار کے ساتھ جہاد سے بھی افضل ہے

(۶۶/۳۰-حدیث):-بشر بن الحارث يقول: الولد بالقرب من اُمِّه حيث تسمع نَفَسَه افضل من الذى يضرب بسيفه فى سبيل الله عزوجل، والنظر اليها أفضل من كلِّ شىء.(۵۸)

حضرت بشر بن حارث نے فرمایا کہ بچہ جب ماں کے اتنا قریب ہوتا ہے جس وقت وہ اپنے بچے کے سانس کو بھی سنتی ہے یہ اس آدمی سے افضل ہے جو اللہ کی راہ میں تلوار کے ساتھ جہاد کرتا ہو اور ماں کی طرف دیکھنا ہر چیز سے افضل ہے۔

ماں کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے

(۶۷/۳۱-حدیث):-عمارة قال سمعتُ ابى يقول: وَيْحَک

(۵۷) اخرجه ابن الجوزى فى كتاب البر والصلة (۶۵)۔

(۵۸) اخرجه ابن الجوزى فى كتاب البر والصلة (۶۶)۔

اَمَا شَعَرْتَ انّ نَظَرَکَ الی وَجْهِ والدتِک عبادةٌ، فکیف البِرُّ بها. (۵۹)

حضرت عمارہ نے فرمایا میں نے اپنے والد سے یہ کہتے ہوئے سنا تو تباہ ہو جائے تجھے سمجھ نہیں آئی کہ اپنی والدہ کے چہرے کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ تو اس سے حسن سلوک کا کیا مقام ہوگا۔

---

(۵۹) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۶۷)۔

باب نمبر:9

وہ عمل جس سے اولاد اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک کرکے بدلہ چکا سکتی ہے

والد کو خرید کر آزاد کرنا والد کا حق ادا کر سکتا ہے

(۱/۶۸-حدیث):-عن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ:

لا يَجْزِي وَلَدٌ والدَه إلا أنْ يَجِدَه مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فيُعْتِقَهُ. (۶۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اولاد اپنے والد کا بدلہ نہیں چکا سکتی سوائے اس کے کہ باپ کو غلام پائے پھر اس کو خرید کر اس کو آزاد کردے۔

---

(۶۰)أخرجه مسلم ۲ /۱۱۴۸ كتاب العتق باب فضل عتق الوالد (۱۵۱۰/۲۵) وأبو داود ۳۳۵/۴ كتاب الأدب في بر الوالدين (۵۱۳۷)، والنسائي في الشروط من الكبرى (۱۲۶۶۰) من تحفة الأشراف للمزي ۴۰۴/۹، والبخاري في الأدب المفرد (۱ /۵۳ (۱۰) والترمذي ۴ /۲۷۸ كتاب البر والصلة باب ما جاء في حق الوالدين (۱۹۰۶) وقال: حديث حسن، وابن ماجة ۲ /۱۲۰۷ كتاب الأدب باب في بر الوالدين (۳۶۵۹) وأحمد ۲/ ۲۳۰،۲۶۳، ۳۷۶، ۴۴۵، والطحاوي في شرح معاني الآثار ۳/ ۱۰۹، ۱۰، والبيهقي في الشعب ۶ /۱۸۲ في بر الوالدين (۷۸۴۶ وفي السنن ۱۰ /۲۸۹، وابن أبي شيبة في المصنف ۵/۲۱۸(۲۵۳۹۸)، والبغوي في شرح السنة ۳۶۴/۹، وأبو نعيم في الحلية ۶/ ۳۴۵، وابن عدي في الكامل ۳ /۹۲۷، والخطيب في التاريخ ۱۴ /۳۰۶، وابن المبارك في البر والصلة (۳۳) والطيالسي ۳۴/۲۔

(۶۹/۲-حدیث):-عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال: لا یَجْزِی ولدٌ والدیْه الا انْ یجدَهما مَمْلُوکَیْنِ فیشتریَهما فَیُعْتِقَهُمَا.(۶۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اولاد اپنے والدین کا بدلہ نہیں چکا سکتی الا یہ کہ ان کو غلام پائے پھر ان کو خرید کر کے آزاد کر دے۔

(فائدہ) یہ مسئلہ سوائے امام ابوداود ظاہریؒ کے تمام امت کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ اگر کسی نے اپنے باپ کو خریدا تو خریدتے ہی اس کا باپ آزاد ہو جائے گا اولاد کو منہ سے آزاد کرنے کا لفظ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۶۲)

---

(۶۱)انظر ما قبلہ۔

(۶۲)انظر تفسیر ذلك فی الفخر الرازی ۱۴/ ۸۲،روح المعانی ۴/۱۱۸-۱۱۹۔

باب نمبر:10

والدین کی خدمت کا ثواب

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے غار کھل گئی (حکایت)

(۱/۷۰-حدیث):-عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ : بينما ثلاثة رَهُطٍ يتماشون، اخذهم المطر فاوَوُا الى غار في جبل، فبينما هم فيه انحطّتْ عليهم صخرةٌ فاطبقتْ عليهم الغارَ، فقال بعضُهم لبعض انظروا الى افضل اعمالٍ عَمِلْتُمُوها فسَلُوه بها لعلّه يُفرِّجُ عنكم، فقال احدهم، اللهمّ انّه كان لي والدانِ كبيرانِ، وكانتْ لي امراةٌ واولادٌ صِغارٌ، وكنتُ ارعى عليهم فاذا اَرَحْتُ غنمي بدات بابويَّ فسقيتُهما فلم آتِ حتى نام ابوايَ فطَيَّبْتُ الاناء. ثم حَلَبْتُ ثمّ قمتُ بحِلابي عِنْدَ راس ابويَّ والصِّبْيةُ يَتَضاغَوْن عند رجلي، اكره انْ ابدا بهم قبل ابويَّ واكره ان اوقظهما فلم ازل كذلك قائماً حتى اضاء الفجر، اللهم ان كنتَ تعلمُ انّي فعلتُ ذٰلك ابتغاء وجهك فافْرُجْ لنا فُرجةً نرى منها السماء، ففرَّجَ اللهُ لهم فُرجةً فراوا منها السماء وذكر باقي الحديث - اخرجاه في الصحيحين.(۶۳)

(۶۳)أخرجه البخاري ۵/ ۲۰ كتاب الحرث والمزارعة باب إذا زرع بمال=

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمیوں کی جماعت سفر کر رہی تھی بارش شروع ہوئی تو انہوں نے ایک پہاڑ کی غار میں جا کر پناہ لی وہ اسی حالت میں تھے کہ اس غار پر ایک چٹان آ گری جس نے غار کے منہ کو بند کر دیا۔ تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ اپنے اعمال میں سے کوئی افضل عمل دیکھو جو تم نے کیا ہو پھر اس کے وسیلہ سے اللہ سے دعا مانگو شاید کہ اللہ تم سے اس مشکل کو دور کر دے تو ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ میرے بوڑھے والدین تھے اور میری بیوی اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے میں ان کے لیے بکریاں چراتا تھا جب میں بکریوں کو گھر لے آتا تو اپنے والدین سے ابتداء کرتا تھا اور ان کو دودھ پلاتا تھا میں ایک دن جلدی نہ آیا حتی کہ میرے والدین سو گئے تو میں نے برتن صاف کیا پھر دودھ دوہا پھر میں اس دوہے ہوئے دودھ کو اپنے والدین کے سرہانوں کے پاس لے کر کھڑا ہو گیا اور بچے میرے پیروں میں لوٹ پوٹ ہو رہے تھے میں نے پسند نہ کیا کہ میں اپنے والدین سے پہلے بچوں سے شروع کروں اور میں نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ والدین کو جگا دوں تو میں اسی حالت میں کھڑا رہا حتی کہ صبح کی روشنی پھوٹ پڑی اے اللہ اگر تو جانتا ہے میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا ہے تو ہمارے لیے کچھ فراخی کر دے تا کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھ سکیں تو اللہ نے ان کے لیے کچھ سوراخ کر دیا تو انہوں نے اس سے آسمان کو دیکھا۔

(فائدہ) اس کے بعد دو آدمیوں نے اپنی اپنی دعا کی تھی جس کی وجہ سے چٹان ہٹ گئی اور یہ تینوں اس غار سے باہر نکل گئے۔

= قوم .. (٢٣٣٣) ومسلم ٢٠٩٩/٤ كتاب الذكر باب فضل أصحاب الغار الثلاثة (٢٧٤٣/١٠٠)۔

ماں کی خدمت سے ایک صحابی جنت میں قرآن پڑھ رہا تھا

(۲/۷۱-حدیث):-عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ: نِمتُ فرايتُني في الجنة، فسَمِعتُ صوتَ قاريٍ يقرأ، فقلتُ: من هذا؟ قالوا: حارثةُ بن النعمان، فقال رسول الله ﷺ: كذاک البِرُّ كذاک البِرُّ، وكان ابَرَّ الناسِ بِاُمِّه. (۶۴)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں سو گیا پھر میں نے جنت کو دیکھا تو میں نے ایک قاری کی آواز کو سنا جو قرآن پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن نعمان ہیں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدمت ایسی ہی ہوتی ہے، خدمت ایسی ہی ہوتی ہے، یہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی والدہ کے خدمت گار تھے۔

ماں کی خدمت سے وحرہ لڑکی جنت میں داخل ہوگئی (حکایت)

(۳/۷۲-حدیث):-عن مكحول قال قَدِمَ وَفْدُ الأشعريين على رسول الله ﷺ فقال امنكم كانت وحرة؟ قالوا: نعم، قال: فانّ الله ادخلها الجنّةَ ببِرِّ والدتها – وهي مشركة – يعني الامّ اُغير على حَيِّهَا فاحتملت والدتَها تَشْتَدُّ بها في الرَّمْضَاءِ، فاذا احترقتْ قدماها جلستْ واجلستْ امَّها في حَجْرِها واَظَلَّتْها من الشمس، فاذا اراحتْ حملتْها حتّي نَجَّتْها. (۶۵)

---

(٦٤)أخرجه أحمد ١٥١/٦-١٥٢، ١٦٧، وعبد الرزاق (٢٠١١٩) وأبو نعيم ٣٥٦/١، والحاكم ١٥١/٤ وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه بهذه السياقة، وقال الذهبي: وأخرجاه مختصرا، والبيهقي في الشعب ١٨٣/٦ باب في برالوالدين (٧٨٥٠)،(٧٨٥١)۔

(٦٥)أخرجه البيهقي في الشعب (٧٩٢٤) نحوه من حديث يحيى بن أبي كثير مرفوعا، وهو مرسل، ولم يذكر اسم المرأة۔

حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں اشعریین کا وفد نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا وحرہ لڑکی تم میں سے تھی انہوں نے عرض کی جی ہاں فرمایا اللہ نے اس کو اس کی والدہ کی خدمت کے بدلے میں جنت میں داخل کر دیا ہے (اس کی یہ والدہ مشرکہ تھی) اس نے نہایت سخت گرمی میں اپنی والدہ کو اٹھایا تھا پھر جب اس کے پیر جلنے لگے تھے تو بیٹھ گئی اور اپنی ماں کو بھی اپنی گود میں بٹھایا اور دھوپ سے اس پر سایہ کر دیا پھر جب کچھ سکون ہوا پھر اپنی ماں کو اٹھایا حتی کہ مقام مقصود تک لے گئی۔

والدین کی خدمت سے موت ٹل گئی

(۴/۷۳-حدیث):-عن سعید[بن المسیب] عن عبدالرحمن بن سمرة قال: خرج علینا رسول الله ﷺ ذات یوم ونحن فی مسجد المدینة، فقال: انّی رایت اللیلة عجبا قالوا: ما هو یا رسول الله ؟ قال: رایتُ رجلًا من اُمتی جاء ه مَلَکُ الموتِ لیقبضَ رُوُحَه فجاء ه بِرُّه بوالدیْه فرَدَّه عنه.(٦٦)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ فرماتے ہیں ایک دن جناب نبی کریم ﷺ

(٦٦)أورده ابن الجوزی فی العلل المتناهیة ۲/ ٦٩٧ (١١٦٥)، (١١٦٦) وقال: وهذا حدیث لا یصح فیه هلال أبو جبلة وهو مجهول، وفیه الفرج بن فضالة، قال ابن حبان: یقلب الأسانید ویلزق المتون الواهیة بالأسانید الصحیحة لا یحل الاحتجاج به۔ وذکره ابن الجوزی من طریق آخر وفیه علی بن زید ومخلد بن عبدالواحد وقال عن مخلد بن عبدالواحد، قال ابن حبان: منکر الحدیث جدا ینفرد بمناکیر لا تشبه أحادیث الثقات وعزاه السیوطی فی الجامع الصغیر ۲۵/۳ إلی الطبرانی فی الکبیر وللحکیم الترمذی فی نوارد الأصول ورمز له بالضعف، وعزاه الحافظ العراقی للخرائطی فی الأخلاق: قال : وسنده ضعیف ۔ لکن قال ابن تیمیة۔ أصول السنة تشهد له، وإذا تتبعت متفرقات شواهده رأیت منها کثیر۔ انظر فیض القدیر ۲٦/۳۔

ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم مسجد مدینہ میں موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے آج رات عجیب خواب دیکھا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی امت میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے پاس ملک الموت آیا تا کہ اس کی روح کو قبض کرے لیکن اس آدمی کے پاس اپنے والدین کے ساتھ کیا ہوا نیک سلوک آ گیا جس نے اس ملک الموت کو اس سے دور کر دیا۔

والدین کی خدمت سے جنت کا دروازہ کھلتا ہے ورنہ بند

(۴۷/۵-حدیث):-عن ابی الدرداء عن رسول اللہ ﷺ انہ قال: البابُ الاوْسَطُ من الجنَةِ مَفْتُوحٌ لِبرّ الوالدین فمَنْ بَرَّهما فُتِحَ له، وَمَنْ عَقَّهما غُلِقَ دُونَه.(۶۷)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے جنت کا درمیانہ دروازہ کھلا ہوا ہے پس جو ان کے ساتھ حسن سلوک کرے گا اس کے لیے دروازہ کھلا رہے گا۔ اور جو ان کی نافرمانی کرے گا تو اس کے سامنے سے وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔

والدین کا فرمانبردار اعلیٰ علیین میں

(۷۵/۶-حدیث):-انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ انّ العبدَ المُطِیعَ لوالدیْهِ والمطیعَ لرَبِّ العالمین معی فی اعلی علیین.(۶۸)

---

(۶۷)عزاہ السیوطی فی الجامع الکبیر (۱۰۲۷۱) لابن شاہین والدیلمی عن أبی الدرداء۔

(۶۸) اخرجہ ابن الجوزی فی کتاب البر والصلۃ (۷۵)۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے والدین کا فرمانبردار بندہ اور اپنے رب کا فرمانبردار بندہ میرے ساتھ (جنت میں) اعلیٰ علیین میں ہوگا۔

والدین جنت کا دروازہ ہیں

(۶/۷۷-حدیث):-عن كعب الاحبار قال: قال لقمان لابنه: يابنيّ انّ الوالدين بابٌ من ابواب الجنّة، ان رَضِيَا عنك مَضَيْتَ الى الجنةِ وانْ سَخِطَا حُجِبْتَ. (۶۹)

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے والدین جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں اگر یہ تجھ سے راضی ہوئے تو تجھے جنت کی طرف لے جایا جائے گا اگر یہ ناراض ہوئے تو تجھے روک دیا جائے گا۔

والدین کو خوش رکھنا جہاد سے افضل ہے

(۸/۷۷-حدیث):-ابراهيم بن ادهم عن سفيان الثورى يرفعه الى النبيّ ﷺ قال: نَوْمُ الرجلِ مع ابويه فى البيت على اريكتِه يضحكهما ويضحكانِه خير من جهاد بالسيفِ بين الصَّفَّيْنِ فى سبيل الله حتى ينقطع. (۷۰)

امام سفیان ثوریؒ حضور علیہ السلام سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا کہ

(۶۹)أخرجه ابن المبارك فى البر والصلة (۳۲)۔

(۷۰)منقطع، فإن بين سفيان الثورى والنبى ﷺ خلق دونها أعناق المطى، وقد روى موصولا من طرق أخرى عند البيهقى فى الشعب ۶/۱۷۹ (۷۸۳۶) عن ابن عمر، ثم قال: عبد الله بن عبدالعزيز- يعنى ابن أبى رواد - هذا غير قوى ولمتنه شواهد قد مضت، والله أعلم۔

آدمی کا اپنے والدین کے ساتھ گھر میں اپنی چارپائی پر اس حالت میں سونا کہ والدین کو اس نے خوش کر رکھا ہو اور والدین اس سے خوش ہوں یہ جہاد فی سبیل اللہ میں دوصفوں کے درمیان تلوار سے لڑنے سے بہتر ہے حتی کہ وہ جہاد سے فارغ ہو جائے۔

والدہ کی خدمت نفلی حج سے افضل ہے

(۷۸/۹-حدیث):-ابو اسحاق الفزاری قال سمعت هشاماً يحدث عن الحسن: انّ رجلا قال له: انی قد حججت وانّ امی قد اذِنَتْ لی فی الحجّ فقال: لَقَعْدَةٌ تقعدها علی مائدتها اَحَبُّ الیّ من حَجّک. (۷۱)

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے پوچھا میں نے حج کیا اور میری ماں نے مجھے حج میں جانے کی اجازت دی ہے تو فرمایا اس کے ساتھ دسترخوان پر ایک دفعہ کا بیٹھنا مجھے تیرے (نفلی) حج سے زیادہ محبوب ہے۔

والدین کو دیکھنا عبادت ہے

(۷۹/۱۰حدیث):-الحسن بن عیسی بن اخی معروف قال سمعت عمی معروف ابن الفیرزان یقول: النظرُ الی الوالدین عبادةٌ. (۷۲)

حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا والدین کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔

---

(۷۱) الحسن بن أبی الحسن البصری، یسار، الأنصاری مولاهم، ثقة فقیه فاضل مشهور۔ والحدیث أخرجه ابن المبارك فی البر والصلة (۶۳)۔

(۷۲) اخرجه ابن الحوزی فی کتاب البر والصلة (۷۹)۔

والدہ کی خدمت سے حضرت خضر کی زیارت

(۱۱/۸۰-حدیث):-محمد بن عبد الله الرازی یقول سمعتُ بلالًا الخوّاص یقول: کنتُ فی تِیہ بنی اسرائیل، فاذا رجلٌ یماشینی، فتعجبتُ ثم اُلهِمتُ انه الخَضِرُ، فقلتُ: بحقِ الحقّ مَنْ انت؟ فقال: اخوک الخضر فقلت: ما تقول فی الشافعی؟ قال: من الاوتاد. قلت: فاحمد بن حنبل؟ قال: صِدِّیق قلت: فبِشْر بن الحارث؟ قال لم یُخْلِفْ بَعْدَہ مِثْلَه، فقلتُ: بایِّ وسیلةٍ رایتک؟ فقال: ببِرِّک لامِّک.(۷۳)

حضرت بلال الخواص فرماتے ہیں میں بنی اسرائیل کی وادی تیہ میں تھا میں نے اچانک ایک آدمی کو دیکھا جو مجھے راہ بتا رہا تھا میں بڑا حیران ہوا پھر میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ حضرت خضر ہوں گے پھر میں نے پوچھا آپ کو حق تعالیٰ کے حق کی قسم آپ کون ہیں؟ تو فرمایا میں تمہارا بھائی خضر ہوں تو میں نے کہا آپ امام شافعیؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں فرمایا وہ اوتاد میں سے تھے میں نے کہا احمد بن حنبل فرمایا وہ صدیق تھے میں نے کہا کہ حضرت بشر بن حارث تو کہا کہ انہوں نے اپنے بعد اپنے جیسا نہیں چھوڑا۔ میں نے کہا میں نے کس وسیلے سے آپ کو دیکھا ہے فرمایا تمہارے تمہاری والدہ کے ساتھ حسن سلوک اور خدمت کی وجہ سے۔

---

(۷۳)أخرجه أبو نعيم ۱۸۷/۹ من طریق آخر، وفی سند حدیث الباب أبو عبدالرحمن السلمی واسمه محمد بن الحسین النیسابوری، تکلموا فیه ولیس بعمدة۔ قال: محمد بن یوسف القطان: کان یضع الأحادیث للصوفیة۔ وقال الخطیب: قدر أبی عبدالرحمن عند أهل بلده جلیل، وکان مع ذلک مجوزا صاحب حدیث، وله دویرة للصوفیة۔ ثم قال الذهبی: وفی الطب مما یتفرد به۔ انظر میزان الاعتدال ۵۲۳/۳۔

باب نمبر:11

والدین پر خرچ کرنے کا ثواب

والدین پر خرچ کرنا سب سے افضل ہے

(۱/۸۱-حدیث):-عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ :الا اخبرکم بخمسة دنانیر؟ افضلُها دینارٌ انفقته علی والدتِک ودینارٌ انفقتَه علی والدِکَ ، ودینار انفقتَه علی نفسک وعیالک ، ودینار انفقته علی ذی قرابتک، واخسُّها واقلُّها اجراً دینار انفقتَه فی سبیل اللہ. (۷۴)

(ترجمہ)حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں پانچ قسم کے دیناروں کے متعلق خبر نہ دوں ان میں سے افضل دینار وہ ہے جس کو تو اپنی والدہ پر خرچ کرے اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو اپنے والد پر خرچ کرے اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو اپنے نفس اور اپنے عیال پر خرچ کرے اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرے اور ان میں سب سے کم درجے کا اجر میں وہ دینار ہے جس کو تو اللہ کے راستے (جہاد) میں خرچ کرے۔

---

(۷٤)ذکره السیوطی فی الجامع الکبیر الجزء الأول (۸۹۵۳) وعزاه للدیلمی عن أنس وفیه یزید هو ابن أبان الرقاشی۔ قال النسائی وغیره: متروك۔ وقال الدارقطنی وغیره: ضعیف ـ وقال ابن عدی: أرجو أنه لا بأس به۔ انظر میزان الاعتدال ٤/٤١٨۔

والدین کی خدمت بھی جہاد ہے

(۸۲/۲-حدیث):-عن ابی هریرة قال بَیْنَا نحن متحلّقین حولَ رسولِ الله ﷺ طلع علینا شاب من ثنیة، فلمّا رایناه قلنا لو انّ ذلک الشابَ جعل شبابه ونشاطه وشِدتِه فی سبیل الله ، فسمع النبیُّ ﷺ ما قلنا، فقال: وما سبیلُ الله الاسبیل من السبل وسبل الله کثیرة ومن سعی علی والدیه ففی سبیل الله ،ومن سعی علی عائلته ففی سبیل الله ومن سعی علی نفسه لِیعفّها ففی سبیل الله ، ومَنْ سعی لیکاثرَ ویفاخر ففی سبیلِ الطاغوتِ.(۷۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب نبی کریم ﷺ کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس ثنیۃ الوداع مقام سے ایک جوان آیا جب ہم نے اس کو دیکھا تو کہا کاش کہ یہ جوان اپنی جوانی کو اور اپنی چستی کو اور اپنی قوت کو جہاد میں خرچ کرے تو جب نبی کریم ﷺ نے یہ بات سنی جو ہم نے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا جہاد کیا ہے راستے میں سے ایک راستہ ہی ہے اور اللہ کے راستے تو بہت سے ہیں جو آدمی اپنے والدین کی خدمت میں محنت کرے تو وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے اور جو آدمی گھر والوں کے لیے محنت کرے وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے اور جو آدمی اپنی جان کے بارے میں محنت کرے تا کہ وہ اس کو

---

(۷۵)أخرجه البیهقی فی السنن ۹/ ۲۵ من طریق السری بن یحیی، وأبو نعیم فی الحلیة ۶/۱۹۶ - ۱۹۷ من طریق عباس بن الفضل الأسقاطی، کلاهما عن أحمد بن عبد الله بن یونس به۔ ومدار الحدیث علی ریاح هذا وهو ابن عمرو القیسی۔ نقل الذهبی عن أبی داود أنه قال فیه: رجل سوء، ثم قال الذهبی: هو من زهاد المبتدعة بالکوفة۔ وقال أبو زرعة: صدوق، وقال أبو داود أیضا عنه : هو وأبو حبیب وحیان الحریری ورابعة رابعتهم فی الزندقة۔

انظر میزان الاعتدال ۲/ ۶۱-۶۲۔

محفوظ اور پاک دامن رکھے تو وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے اور جس نے اس لیے محنت مشقت کی کہ وہ زیادہ مال جمع کرے اور لوگوں پر فخر جتائے تو وہ شخص شیطان کے راستے میں ہے۔

جنت کا دروازہ والدہ کے قدموں کے پاس ہے

(۸۳/۳-حدیث):-عن سعید بن المُسَیَّب قال قال عمر: کنا مع رسول اللہ ﷺ علی جبلٍ فاشرفنا علیٰ وادٍ فرایتُ شابًا اعجبنی شبابُہ، فقلت یا رسول اللہ: ایُّ شابٍ لو کان شبابُہ فی سبیل اللہ؟ فقال رسول اللہ ﷺ: یا عمرُ فلعلہ فی سبیل اللہ وانت لاتشعرُ، ثم جاء ہ النبیُّ ﷺ فقال: یا شاب ھل لک مَنْ تعُول؟ قال: نعم. قال: مَنْ؟ قال: امی، فقال الْزَمْھا فانَّ عند رجلیھا بابَ الجنّة. وقال: مَنْ سعی علی نفسِہ لیغنیَھا عن الناس فھو شھیدٌ.(۷۶)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ وادی میں ایک آدمی ہمارے پاس آیا میں نے دیکھا کہ جوان ہے اور اس کی جوانی نے مجھے حیران کیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ کیسا جوان ہے کاش کہ اس کی جوانی جہاد میں لگتی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عمر شاید کہ یہ اللہ کے راستے میں ہو اور تمہیں پتہ نہ ہو۔ پھر وہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جوان تمہارا کوئی ایسا قریبی ہے جس کی تم عیال داری کرتے ہو عرض کیا جی ہاں فرمایا کون ہے کہا میری والدہ فرمایا اس کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ اس کے قدموں کے پاس جنت کا دروازہ ہے۔ اور

(۷۶) ذکرہ المتقی الھندی فی الکنز (۱۱۷۶۰)۔

فرمایا جس نے اپنی ذات کے لیے محنت کی تاکہ وہ اپنے آپ کو لوگوں سے سوال کرنے سے بچا رکھے تو وہ بھی شہید ہے۔

والدین پر خرچ کرنا جہاد کے خرچ سے افضل ہے

(۸۴/۴-حدیث): عن مؤرق العِجْلی قال قال رسول الله ﷺ: هل تعلمون نفقةً افضلَ من نفقةٍ فی سبیل الله؟ قالوا: الله ورسوله اعلمُ، قال: نفقةُ الولدِ علی الوالدینِ افضلُ.(۷۷)

حضرت مؤرق عجلی فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس خرچ کو جانتے ہو جو جہاد فی سبیل اللہ کے خرچ سے بھی افضل ہو صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے فرمایا اولاد کا اپنے والدین پر خرچ کرنا افضل ہے۔

---

(۷۷)أخرجه ابن المبارك فی البر والصلة (٤١) وهو مرسل عن النبی ﷺ وفیه زیادة من الهیثم وهی " ودعاء هما له بالخیر یثبت الأصل ویثبت الفرع ودعائهما بالشر یبیر الأصل"۔

موورق هو ابن مشمرج العجلی، قال أبو نعیم فی الحلیة ۲ /۲۳۶: أرسل عن حدیث عن عدة من الصحابة منهم أبوذر، و سلمان رضی الله عنهما" وأورده ابن أبی حاتم فی کتاب " الجرح والتعدیل " ولم یذکر فیه جرحا ولا تعدیلا۔

باب نمبر:12

ان حضرات کے واقعات
جو والدین کی فرمانبرداری میں مبالغہ کرتے تھے

اس سے پہلے آپ دسویں باب میں اسرائیلی کا قصہ پڑھ چکے ہیں جو اپنی اولاد سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلاتا تھا۔

حضرت عثمانؓ اور حارثہ بن نعمانؓ کی خدمت کے واقعات

(۱-۸۵):-عن عائشة انها قالت: كان رجلان من اصحاب رسول الله ﷺ ابرَّ مَنْ كان في هذه الامة بامهما: عثمان بن عفان وحارثة بن النعمان، فاما عثمان فانه قال: ما قدرتُ ان اتأمل امي منذ اسلمت، واما حارثة فانه كان يَفْلي راسَ امِه، ويطعمها بيده، ولم يستفهمها كلاما قَطُّ تامرُ به حتى يسألَ مَنْ عندها بعد ان يخرج ماذا قالت امي؟(۷۸)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا دو آدمی نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے تھے جو اس امت میں اپنی ماؤں کے سب سے زیادہ فرمانبردار تھے ایک حضرت عثمانؓ اور دوسرے حضرت حارثہ بن نعمانؓ، حضرت عثمانؓ کی یہ حالت تھی کہ فرمایا جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے اپنی ماں کو کبھی سوچنے کا موقع نہیں دیا (بلکہ اس کے کہنے پر فوراً ہی عمل کیا) اور حضرت حارثہ بن

(۷۸) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (۸۵)۔

نعمانؓ کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی ماں کے سر سے خود جوئیں نکالتے تھے اور اپنے ہاتھ سے اس کو کھانا کھلاتے تھے اور کوئی بات دوبارہ نہیں پوچھتے تھے جس کا وہ حکم کرتی تھی حتیٰ کہ جو ان کے پاس بیٹھے ہوتے تھے ان سے نکلنے کے بعد پوچھ لیتے تھے کہ میری ماں نے کیا کہا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا والدہ سے طرز عمل

(۸۶-۲):-عن ابی مرة: ان ابا هريرة رضي الله عنه كان اذا اراد انْ يخرج من بيته وقف على باب امه، فقال: السلامُ عليكِ يا اُمّتاه ورحمة الله وبركاته، فتقول: وعَليك السلامُ يا بنيَّ ورحمةُ الله وبركاته. فيقول: رَحِمَكِ اللهُ كما ربيتني صغيرا، فتقول: رحمك الله كما بررتَني كبيرا، واذا اراد ان يدخل صنع مثله.(۷۹)

حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حالت تھی جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تھے تو اپنی ماں کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے تھے **السلام عَليكِ يا اُمّتاه ورحمة الله وبركاته** (اے اماں جان آپ پر اللہ کا سلام ہو اور رحمت اور برکتیں ہوں) تو پھر وہ جواب میں کہتی تھی **وعليك السلام يا بني ورحمة الله وبركاته** (اے بیٹے تجھ پر بھی اللہ کا سلام اور رحمت اور برکتیں ہوں) پھر حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے **رَحِمَكِ اللهُ كَما رَبَّيْتِنِيْ صَغِيْرًا** اللہ تجھ پر ایسے رحمت فرمائے جیسے تو نے بچپن میں مجھے پالا تھا تو وہ کہتی تھیں **رَحِمَكَ اللهُ كَمَا بَرَرْتَنِي كَبِيراً** (اللہ تجھ پر رحمت فرمائے جیسا کہ تو نے بڑے ہو کر میری فرمانبرداری کی۔ اور جب حضرت ابوہریرہؓ گھر میں واپس آتے تب بھی ایسا ہی

(۷۹)أخرجه ابن المبارك في البر والصلة (۳۰) وفيه رجل مبهم عن أبي هريرة۔ وأخرجه البخاري في الأدب المفرد ۱/۵۶(۱۲)۔

کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ کی خدمت

(۳-۸۷):-عن ابی امامة: ان ابا هريرة كان يلي حَمْل امّه الى المِرفق وينزِلها عنه، وكانت مكفوفة كبيرة.(۸۰)

حضرت ابو ہریرہؓ اپنی ماں کی بڑی خدمت کرتے تھے حتی کہ اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر بٹھاتے تھے جبکہ ان کی والدہ بڑی عمر کی ہوگئی تھیں اور آنکھوں سے نابینا ہوگئی تھیں۔

ابن سیرینؒ نے والدہ کی معمولی خواہش پر قیمتی چیز قربان کردی

(۴-۸۸):-ابن سيرين: قال بلغتِ النخلةُ بالفَ دِرْهم فنقر نخلة من جُمّارها، فقِيل عَقَرتَ نخلةً تبلغ كذا و كذا وجُمّارةً بدرهمين: قال سالتني امّي ولو سالتني اكثر من ذلك فعلتُ.(۸۱)

حضرت محمد بن سیرینؒ کی یہ حالت تھی کہ ان کی ایک کھجور ایک ہزار درہم کی قیمت کو پہنچی تو انہوں نے اس کھجور کے درمیان میں سوراخ کر کے اس کا گودا نکالا تو ان سے کہا گیا آپ نے اپنی ایسی کھجور کو بے ثمر کر دیا جس کی قیمت اتنی اور اتنی ہوگئی تھی حالانکہ کھجور کے گودے کی قیمت دو درہم ہے تو انہوں نے فرمایا میری ماں نے مجھ سے یہ طلب کیا تھا اگر وہ اس سے بھی زیادہ کی طلب کرتیں تو میں وہ بھی کرتا۔

ابن حنفیہؒ اپنی والدہ کا سر خود دھوتے تھے

(۵-۸۹):-عن منذر الثوری قال كان ابن الحنفية يغسل

(۸۰) اخرجه ابن الجوزی فی كتاب البر والصلة (۸۷)۔

(۸۱) اخرجه ابن الجوزی فی كتاب البر والصلة (۸۸)۔

رأس أمه بالخِطْمِيِّ ويَمْشُطُها ويقبّلها وَيخضبها .(٨٢)

حضرت منذر الثوری فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن حنفیہؒ اپنی ماں کا سر خطمی کے ساتھ دھوتے تھے اور ان کو کنگھا کرتے تھے اور ان کو بوسہ دیتے تھے اور ان کے بالوں کو رنگتے تھے۔

(فائدہ) یہ حضرت محمد بن حنفیہؒ حضرت علیؓ کے بیٹے تھے اور حنفیہ ان کی ماں کا نام تھا یہ لونڈی تھیں، حضرت محمد کی نسبت ان کی ماں کی طرف کی گئی ہے۔

امام زین العابدین کا حسن ادب

(٦-٩٠):-عن موسى بن عقبة قال سمعت الزهري يقول: كان عليُّ بن الحسين بن علي بن ابي طالب لا ياكل مع امِّه، وكان اَبَرّ الناس بها، فقيل له في ذلك فقال: اخاف انْ آكل معها فتسبق عينُها الى شيءٍ من الطعام وانا لا اعلمُ به فآكله فاكون قد عَقَقْتُها .(٨٣)

امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؒ اپنی ماں کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے جبکہ لوگوں میں سب سے زیادہ وہ اپنی ماں کے فرمانبردار تھے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں ان کے ساتھ کھانا کھاؤں اور ان کی نگاہ کھانے کی کسی ایسی چیز کی طرف پہلے پڑ جائے (اور وہ اس کو پسند کرتی ہوں) اور مجھے معلوم نہ ہو (اور میں وہ اٹھا کر کھالوں) تو میں اس طرح سے اپنی ماں کا نافرمان ہو جاؤں۔

---

(٨٢)أخرجه ابن المبارك في البر والصلة رقم (٣٤) من زوائد الحسين بن الحسن المروزي على "البر والصلة"۔

(٨٣) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (٩٠)۔

ابن سیرینؒ کی والدہ کے سامنے ادب کی حالت

(۷-۹۱):-عن حفصة قالت كان محمد اذا دخل على امه لم يكلّمها بلسانه كله تخشعا لها. قال احمد وثنا اسماعيل عن ابن عون قال دخل رجل على محمد بن سيرين وهو عند امه فقال: ما شان محمد ايشتكي شيئا. فقالوا لا ولكنه هكذا يكون اذا كان عند امه. (۸۴)

(امام ابن سیرین کی بیٹی) حضرت حفصہ فرماتی ہیں کہ حضرت محمد ابن سیرین جب اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوتے تو ان سے عاجزی کے طور پر اپنی زبان سے کوئی گفتگو نہ کرتے۔

حضرت محمد بن سیرینؒ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا جب کہ وہ اپنی والدہ کے پاس تشریف فرما تھے تو اس نے کہا اے محمد کیا بات ہے آپ کو کیا تکلیف ہے تو لوگوں نے کہا ان کی حالت یہ ہے کہ جب یہ اپنی ماں کے پاس ہوتے ہیں تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔

والدہ کے لئے ٹھنڈے پانی کی مشقت

(۸-۹۲):-مصعب بن عثمان قال كان الزبير بن هشام باراً بابيه ان كان ليرقى الى السطح فى الحر فيوتى بالماء البارد فاذا ذاقه فوجد برده لم يشربه وارسلَ الى ابيه. (۸۵)

حضرت زبیر بن ہشام اپنے باپ کے بڑے فرمانبردار تھے یہ اونچی جگہ پر گرمی میں چڑھ جاتے تھے اور ٹھنڈا پانی لاتے تھے جب وہ اس کو چکھتے اور ٹھنڈ

(۸٤)أخرجه ابن المبارك فى كتاب البر والصلة حديث (١٤)۔
(۸۵) اخرجه ابن الجوزى فى كتاب البر والصلة (۹۲)۔

محسوس کرتے تو خود نہ پیتے بلکہ اپنے والد کی طرف بھیج دیتے تھے۔

حضرت ہذیل کا اپنی والدہ کی خدمت کرنا

(۹-۹۳):-عن هشام قال قالت حَفْصة بنت سيرين : بلغ من برّ الهذيلِ ابني بي انه كان يكسر القصب في الصيف فيوقد لي في الشتاء قال لئلا يكون له دخان، وكان يحلب ناقته بالغداة، ياتيني به فيقول: اشربي يا ام الهذيل فان اطيب اللبن مابات في الضَّرْع قالت فمات فرزق الله عليه من الصبر ما شاء ان يرزق، وكنت اجد مع ذلک حرارة في صدري لا تكاد تسكن، قالت: فاتيت ليلة من الليالي على هذه الآية ﴿ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ فذهب عني ما كنت اجد. (٨٦)

حضرت حفصہ بنت سیرینؒ (یہ امام ابن سیرینؒ کی بیٹی ہیں) ان کی ان کے بیٹے حضرت ہذیل نے اتنی خدمت کی کہ وہ گرمیوں میں عرکنڈا (کانے) کو توڑتے تھے اور حضرت حفصہ کے لیے سردیوں میں اس لئے آگ جلاتے تھے اور فرماتے ایسا نہ ہو کہ اس کا دھواں میری ماں کو پہنچ جائے اور اپنی اونٹنی کا دودھ صبح صبح دوہتے تھے اور اپنی والدہ کے پاس لاتے تھے اور کہتے تھے اماں جان یا یوں کہتے تھے اے ہذیل کی اماں اس کو پی لیجئے کیونکہ یہ بہترین دودھ ہے جو رات بھر تھنوں میں رہا ہے تو حضرت حفصہ بنت سیرینؒ فرماتی ہیں جب وہ فوت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا ان کو صبر عطا فرمایا لیکن وہ اپنے سینے میں ایک گھٹن پاتی تھیں جس سے ان کو سکون نہیں ہوتا تھا وہ کہتی ہیں راتوں میں ایک رات میرے پاس

---

(٨٦) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (٩٣)۔

ایسی آئی جس میں میں نے یہ آیت پڑھی:

مَاعِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.

(ترجمہ) اور جو کچھ تمہارے پاس (دنیا میں) ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا۔ اور جو لوگ ثابت قدم ہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجران کو ضرور دیں گے۔

تو مجھ سے وہ تکلیف چلی گئی جو مجھے محسوس ہوتی تھی۔

(۱۱-۹۴):-عن هشام قال: كانت حفصة ترحم على الهذيل وتقول كان يعمد إلى القصب فيقشره ويجففه في الصيف، فإذا كان الشتاء جاء حتى قعد خلفي وأنا أصلي فيوقد وقودا رفيقا ينالني حرّه ولا يؤذيني دُخَانُه، وكنت ألتفت من الصلاة فأقول: يا بنيّ الليل اذهب إلى أهلك فيقول: يا أمّاه. فأعلم ما يريد فأتركه فلا يزال كذلك حتى يمضي من الليل، فأقول: يابني الحق بأهلك، فيقول: دعيني فأعرف ما يريد، فأدعه فربما كان ذلك حتى يصبح وكان يبعث إليَّ بحَلْبَةِ الغَداة، فأقول: يا بني تعلم أني لا أشرب نهارا فيقول: إن أطيب اللبن ما بات في الضَّرْع فلا أحبُّ أنْ أوثر غيرَك فابعثي به إلى من أحببتِ، وجاء ذاتَ يومٍ قد أهلَّ بالحج، فقلتُ: ما أرتَّ إلى هذا لم أكنْ أُمنعكَ، ، قال: قد عرفتُ ولكن حصرت نيتي، فمات هُذيل فوَجَدتُ عليه وَجْدًا شديدا، قالتْ: فقمت ليلة أصلي فافتتحت النحل فأتيت على قوله تعالى: ﴿ما عندكم ينفد وما عند الله باق﴾ فذكرت هذيلا فذهب

ما كنت أجد.(۸۷)

(تنبیہ) اس روایت کا ترجمہ کا مضمون ویسا ہی ہے جیسا کہ اوپر کی روایات نمبر۹۳ اور۹۴ میں گزر چکا ہے۔

حضرت مسعرؒ ماں کیلئے ساری رات پانی لئے کھڑے رہے

(۱۲-۹۵):-عن الاشجعي قال: استسقتْ امُّ مِسْعَر ماءً في بعض الليل، فذهب فجاء ها بشَرْبة فوجدها قد ذهب بها النوم، فبات بالشَّرْ بة عند راسها حتى اصبح.(۸۸)

حضرت اشجعی فرماتے ہیں حضرت مسعرؒ کی والدہ نے رات کے کسی حصے میں پینے کے لیے پانی مانگا تو یہ پانی لینے کے لیے چلے گئے جب واپس آئے تو ان کی والدہ کی آنکھ لگ گئی تھی تو حضرت مسعرؒ پانی لے کر ساری رات ان کے سرہانے کھڑے رہ گئے حتی کہ صبح ہوگئی۔

حضرت ظبیان بن علی کی والدہ کی خدمت (حکایت)

(۱۳-۹۶):-عن ظبيان بن علي الثوري وكان من ابر الناس بامه قال: لقد نامت ليلة وفي صدرها عليه شيء فقام على رجليه قائما يكره ان يوقظها ويكره ان يقعد حتى اذا ضعف جاء غلامان من غلمانه فما زال معتمدا عليهما حتى استيقظت وان كان ليشترى الدستجة من البقل فينتقي لها طاقة طاقة حتى يضعه بين يديها، وكان يسافر بها الى مكة فاذا كان يوم حار حفر بئرا ثم جاء

---

(۸۷) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (۹٤)۔

(۸۸) أخرجه البيهقي في شعب الإيمان (٦/۲۰۷-۲۰۸) باب في بر الوالدين /فصل في خفظ حق الوالدين بعد موتهما (۷۹۲۲)۔

بنطع فصبّ فیه الماء، ثم یقول لها ادخلی تبرّدی فی ھذا.(۸۹)

حضرت ظبیان بن علی الثوریؒ لوگوں میں اپنی ماں کے بڑے فرمانبردار گزرے ہیں فرمایا کہ وہ ایک رات سوگئیں اور ان کے سینے میں کوئی فکر تھی تو حضرت ظبیان بن علی اپنے پاؤں کے بل کھڑے رہے اور یہ پسند نہ کیا کہ اپنی والدہ کو جگالیں اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ بیٹھ جائیں حتی کہ جب تھک گئے تو ان کے دو غلام آئے تو یہ ان دونوں پر ٹیک لگائے کھڑے رہے حتی کہ والدہ بیدار ہوگئیں اور کبھی سبزی کا کوئی گٹھا لیتے تھے تو اپنی ماں کے لیے ایک ایک کر کے اس کو صاف کرتے تھے اور سامنے رکھ دیتے تھے اور ان کا یہ واقعہ بھی ہے اپنی ماں کو مکہ مکرمہ تک لے جاتے تھے جب دن گرم ہوتا تھا تو ایک گڑھا کھودتے تھے پھر اس پر کپڑا بچھاتے تھے پس پانی ڈالتے تھے پھر اپنی ماں سے کہتے تھے اس گڑھے میں بیٹھ کر ٹھنڈک حاصل کریں۔

محمد بن عبدالرحمٰن کا اپنے والد کا ادب واحترام

(۱۴-۹۷):-قال محمد بن عمر کان محمد بن عبدالرحمن بن ابی الزناد بارًّا بابیه، وکان ابوه یقول: یا محمد فلا یجیبه حتی یثب فیقوم علی راسه فیلبیه فیامره بحاجته فلا یستثبته ھیبة له حتی یسال من فهم ذلک عنه.(۹۰)

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اپنے والد کے بڑے فرمانبردار تھے ان کا باپ جب کہتا تھا اے محمد تو وہ جواب نہیں دیتے تھے جب تک کود کر سر کے بل اٹھ کھڑے ہوتے پھر لبیک کہتے تھے۔ باپ جب ان کو کوئی کام کہتا تو یہ ان سے ڈر کے مارے پوری طرح سمجھ نہ پاتے حتی کہ جس نے ان کے والد سے بات کو

(۸۹) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۹۶)۔
(۹۰) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۹۷)۔

سمجھا ہوتا تھا اس سے پوچھتے تھے۔

والدہ پر آواز اونچی ہونے پر دو غلام آزاد کر دیئے

(۱۵-۹۸):-عن ابن عون: انه نادته امه فاجابها فعلا صوتُه صوتَها فاعتق رقبتين. (۹۱)

حضرت ابن عون کو ان کی والدہ نے پکارا تو انہوں نے پکار کر جواب دیا تو ان کی آواز اونچی ہوگئی والدہ کی آواز پر تو آواز کے اس اونچے ہو جانے پر بھی انہوں نے دو غلام آزاد کر دیئے۔

منصور کا والدہ کے سامنے حسن ادب

(۱۶-۹۹):-قال سمعت ابابكر بن عَيّاش يقول: ربما كنت مع منصور في منزله جالسا فتصيح به امه وكانت فظّة غليظة فتقول: يا منصور يريدك ابن هُبيرة على القضاء فتابى وهو واضع لحيته على صدره ما يرفع طَرْفه اليها. (۹۲)

حضرت ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں بسا اوقات میں منصور کے پاس ان کے گھر میں بیٹھا ہوتا تھا ان کی ماں ان کو چیخ کر پکارتی تھی اور بڑی سخت زبان تھی اور کہتی تھی اے منصور ابن ہبیرہ تجھے قاضی بنانے کے لیے بلا رہا ہے اور تو انکار کرتا ہے تو وہ اپنی داڑھی اپنے سینے پر جھکا کر کھڑے ہو جاتے اور اپنی آنکھ تک بھی اٹھا کر اپنی ماں کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔

---

(۹۱) اخرجه ابن الجوزى فى كتاب البر والصلة (۹۸)۔
(۹۲) اخرجه ابن الجوزى فى كتاب البر والصلة (۹۹)۔

والدہ کے پاؤں دبانا ساری رات کی نماز سے پسند ہے

(۱۷-۱۰۰):-عن عبد اللہ بن المبارک قال قال محمد بن المنکدر بات عمر یعنی اخاہ یصلی وبت اغمرُ رِجْل امی، وما احب انّ لیلتی بلیلتہ.

وکان حجر بن الادبر یلمس فراش امہ بیدہ فیتھم غلظ یدہ فیتقلب علیہ علی ظھرہ فاذا امن ان یکون علیہ شیء اضجعھا.

وقال سفیان بن عیینۃ قدم رجل من سفر فصادف امہ قائمۃ تصلی فکرہ ان یقعد وھی قائمۃ فعلمت ما اراد فطوّلت لیوجر.

وبلغنا عن عمر بن ذرّ انہ لما مات ابنہ قیل لہ: کیف کان برّہ ؟ قال : ما مشی معی نھارا قط الا کان خلفی ولا لیلا الا کان امامی ولا رقی علی سطح انا تحتہ.(۹۳)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن المنکدرؒ نے فرمایا کہ ان کے بھائی عمر نے نماز پڑھ کر رات گذاری اور میں اپنی ماں کے پاؤں دباتا رہا مجھے یہ پسند نہیں کہ میری یہ رات اپنے بھائی کی عبادت کی رات کے تبادلے میں چلی جائے۔

ماں کے لئے بستر بچھانے کی خدمت

اور حضرت حجر بن الادبر کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی ماں کے بستر کو رات کے وقت اپنے ہاتھ سے ٹٹولتے تھے پھر ان کو خیال ہوتا تھا کہ ہاتھ سخت ہے (اس کے ٹٹولنے سے شاید کوئی تکلیف دہ چیز محسوس نہ ہو سکی ہو) تو خود بستر پر اپنی پشت کے بل لیٹ جاتے جب ان کو یقین ہوتا کہ بستر پر کوئی چیز نہیں ہے تو اپنی والدہ کو اس

(۹۳) اخرجہ ابن الجوزی فی کتاب البر والصلۃ (۱۰۰)۔

پر لٹا دیتے تھے۔

(فائدہ) کیونکہ اس وقت لوگوں کے پاس روشنی کرنے کی زیادہ ہمت نہیں ہوتی تھی۔

ثواب کیلئے ماں کا انتظار کو لمبا کرنا

اور حضرت سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا کہ ایک آدمی سفر سے آیا تو اپنی ماں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو پسند نہ کیا کہ وہ بیٹھ جاتا جب کہ ماں اس کی نماز میں کھڑی تھی ماں نے اس کو دیکھ لیا کہ بیٹا کیا چاہتا ہے تو اس نے نماز کو لمبا کر دیا تا کہ بیٹے کو ثواب زیادہ ملے۔

کب باپ سے آگے چلے اور کب پیچھے

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی ہمیں پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن ذر کا جب بیٹا فوت ہوا تو ان سے پوچھا گیا آپ کا بیٹا کتنا فرمانبردار تھا فرمایا میرے ساتھ وہ دن کو جب بھی چلا ہے میرے پیچھے چلا ہے اور جب بھی رات کو چلا ہے تو میرے آگے چلا ہے اور میں جب مکان کی چھت کے نیچے ہوتا تھا تو یہ کبھی بھی اس کی چھت پر نہیں چڑھا تھا۔

(فائدہ) دن میں آگے چلنے سے بے ادبی معلوم ہوتی ہے اور رات کو آگے چلنے میں باپ کو خطرناکیوں سے بچانے کی نیت سے آگے چلنا ہوتا ہے اس لیے حضرت عمر بن ذر کا بیٹا یہ عمل کرتا تھا اور اسی طرح سے فرمانبرداری کرتا تھا۔

اپنے جسم کی گرمی سے باپ کے لئے پانی گرم کرنا

(۱۸-۱۰۱):- المعلی بن ایوب قال سمعت المامون یقول لم ارابرّ من الفضل بن یحیی بابیه بلغ من برّه بابیه ان یحیی کان لا

يتوضا الا بالماء الحار، وكان في السجن فمنعهما السجان من ادخال الحطب في ليلة باردة، فقام الفضل حين اخذ يحيى مضجعه الى "قُمْقُم" يسخن فيه الماء فملاه ثم ادناه من نار المصباح، فلم يزل قائما وهو في يده حتى اصبح.

وحكى غير المامون ان السجان فَطِنَ لارتفاقه بالمصباح في تغيير الماء فمنعهم من الاستصباح في الليلة القابلة فعمد الفضل الى القُمْقُم مملوءا فاخذه معه في فراشه والصقه باحشائه حتى اصبح وقد فتر الماء.(۹۴)

مامون رشید نے کہا کہ میں نے فضل بن یحییٰ سے زیادہ کسی کو اپنے باپ کا فرمانبردار نہیں دیکھا اس کی فرمانبرداری کی یہ بات مجھے پہنچی ہے کہ فضل بن یحییٰ کا باپ گرم پانی سے وضو کرتا تھا جب یہ دونوں باپ بیٹا جیل میں تھے تو جیل کے افسر نے ان کے پاس سردی کی رات کے وقت لکڑیوں کے استعمال سے منع کر دیا تھا جب فضل کا باپ یحییٰ سو جاتا تھا تو یہ ایک پانی گرم کرنے والے برتن کی طرف چلا جاتا اور اس کو پانی سے بھرتا اور اس کو دیئے کی آگ کے قریب کر دیتا اور خود وہ اس کو ہاتھ میں لے کر کھڑا رہتا حتی کہ صبح ہو جاتی۔

مامون کے علاوہ کسی اور نے بیان کیا کہ جیل کے افسر نے دیئے سے پانی کے گرم کرنے کی بات کو جان لیا تو ان کو اگلی رات دیئے کے جلانے سے منع کر دیا تو فضل بن یحییٰ نے پانی کا وہ برتن بھرا ہوا لیا اور اس کو اپنے ساتھ بستر میں چھپا لیا اور اس کو اپنے اعضاء میں سمیٹ لیا حتی کہ صبح ہوئی تو پانی کی ٹھنڈک ختم ہو چکی تھی۔

(۹٤) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (۱۰۱)۔

بنی اسرائیل کے تین گناہگاروں کی کہانی

(۱۹-۱۰۲):-ابو عمران الجونی عن عبد اللہ بن رباح عن کعب قال: اجتمع ثلاثۃُ عبّاد من بنی اسرائیل فقالوا: تعالَوْا حتی یذکر کلُّ انسان منا اعظمَ ذَنْب عمله، فقال احدهم: امّا انا فلا اذکر من ذنّب اعظم من انی کنت مع صاحب لی فعرضت لنا شجرۃ فخرجت علیه ففزع منی، فقال: اللہ بینی وبینک، وقال احدهم: انّا معاشر بنی اسرائیل اذا اصاب احدَنا بولٌ قَطَعَه فاصابنی بول فقطعته فلم ابالغ فی قطعه فهذا اعظم ذنب عملته، وقال الآخر: کانت لی والدۃ فدعتنی من قبل شمال الریح فاجُبتها فلم تسمع فجاء تنی مُغضبة فجعلتُ ترمینی بالحجارۃ فاخذتُ عَصًی وجِئتُ لاقعد بین یدیها تضربنی بها حتی ترضی، ففزعتْ منی فاصابت وجهَها شجرۃٌ فشجَّتْها، فهو اعظم ذنب عمِلْتُه قطّ.(۹۵)

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے تین عبادت گزار جمع ہوئے اور انہوں نے کہا آؤ ہم میں سے ہر ایک اپنا سب سے بڑا گناہ آج بیان کرے۔

تو ان میں سے ایک نے کہا مجھے تو کوئی اس سے بڑا گناہ یاد نہیں کہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ تھا تو ہمارے سامنے ایک درخت آ گیا تو میں اس سے آگے بڑھ گیا تو وہ مجھ سے گھبرا گیا اور کہا اللہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔

ان میں سے دوسرے نے کہا ہم بنی اسرائیل کے لوگ ایسے ہیں کہ جب ہم

---

(۹۵) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۰۲)۔

میں سے کسی کو پیشاب لگ جائے تو وہ اس جگہ کو کاٹ دیتا ہے تو مجھے بھی پیشاب لگا تو میں نے اس جگہ کو کاٹ دیا لیکن میں نے اس کے کاٹنے میں مبالغہ نہ کیا پس یہ سب سے بڑا گناہ ہے جو میں نے کیا تھا۔

تیسرے نے کہا میری ایک ماں تھی اس نے شمالی ہوا کے رخ سے بلایا تو میں نے اس کو جواب دیا لیکن اس نے میرے جواب کو نہ سنا تو وہ میرے پاس غصے کی حالت میں آئی اور وہ مجھے کنکریاں مار رہی تھی۔ تو میں نے ایک لاٹھی اٹھائی اور ماں کے پاس اس لیے آیا کہ اس کے سامنے بیٹھ جاؤں اور وہ مجھے اس سے مارتی رہے حتیٰ کہ راضی ہو جائے لیکن وہ یہ دیکھ کر مجھ سے گھبرا گئی اور اس کا منہ ایک درخت کو جالگا جس سے اس کا سر پھٹ گیا یہ وہ بڑا گناہ ہے جو میں نے کبھی کیا ہے۔

باب نمبر:13

والدین کی نافرمانی کا گناہ

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے

(۱۰۳/۱-حدیث):-عبدالرحمن بن ابی بکرۃ عن ابیہ قال: ذُکِرتْ الکبائرُ عند النبیّ ﷺ فقال: الا شراکُ باللہ، وعقوقُ الوالدین، وکان متکئاً فجلس فقال: وشھادۃُ الزُّور وشھادۃُ الزور او قول الزور.(۹۶)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بڑے گناہوں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا آپ ﷺ یہ بات بیان فرماتے وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا یا فرمایا جھوٹی بات کہنا۔

(۱۰۴/۲-حدیث):-عن انس بن مالک قال: ذکر رسولُ اللہ ﷺ الکبائرَ او سُئل عنھا فقال: الشرکُ باللہ، وقتل النفس،

---

(۹۶)أخرجه البخاری ۵/۳۰۹ فی کتاب الشهادات /باب ما قیل فی شهادة الزور (۲٦۵٤) وفی ۱۰/ ٤۱۹ باب عقوق الوالدین من الکبائر (۵۹۷٦) وأطرافه في (٦۲۷۳) (٦۲۷٤) (٦۹۱۹) وأخرجه مسلم ۱/۹۱- ۹۲ فی کتاب الإیمان باب بیان الکبائر وأکبرها (۳۸) حدیث (۸۷/۱٤۳)۔

وعقوق الوالدين.(٩٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بڑے گناہوں کو ذکر کیا یا آپ ﷺ سے بڑے گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور کسی کو (ناحق) قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۱۰۵/۳-حدیث):-عن عبد الله بن عمر عن النبي ﷺ قال: الكبائرُ: الا شراكُ بالله وعقوقُ الوالدين، وقتلُ النفس، واليمينُ الغَمُوس. الحديثان في الصحيحين.(٩٨)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنا والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری، مسلم)

(۱۰۶/۴-حدیث):-عن ابي امامة عن عبد الله بن انيس قال قال رسول الله ﷺ: انّ مِنْ اكبر الكبائر الشركَ بالله تعالى، وعقوقَ الوالدين، واليمينَ الغَمُوس.(٩٩)

---

(٩٧)أخرجه البخاري في المصدر السابق (٢٦٥٣) وفي (٥٩٧٧)، (٦٨٧١) وأخرجه مسلم في المصدر السابق (٨٨/١٤٤)۔

(٩٨)أخرجه البخاري ١١/٥٥٥ في كتاب الإيمان والنذور باب اليمين الغموس (٦٦٧٥) وفي (٦٩٢٠) بزيادة: قلت: وما اليمين الغموس؟ قال: الذى يقتطع مال امرىء مسلم هو فيها كاذب۔ وقالوا: اليمين الغموس: الحلف على فعل أو ترك ماض كاذبا، سميت به لأنها تغمس صاحبها في الإثم، واختلف أهل العلم في وجوب الكفارة فذهب أبو حنيفة ومالك وأحمد في احد الروايتين عنه: لا كفارة لها لأنها أعظم من أن تكفر۔ وذهب الشافعي وأحمد في الرواية الأخرى: أن لها كفارة۔

(٩٩)أخرجه الترمذي ٥/٢٢٠ في كتاب تفسير القرآن باب (٥) ومن سورة =

حضرت ابوامامہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے اور جھوٹی قسم کھانا ہے۔

والدین کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا

(۱۰۷/۵-حدیث):-عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: لا يدخلُ الجنةَ عاقٌ ، ولا مُدمِنُ خمرٍ.(۱۰۰)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں والدین کا نافرمان داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی ہمیشہ شراب پینے والا۔

(۱۰۸/۶-حدیث):-عن ابی الدرداء عن النبیؐ ﷺ قال: لا

=النساء وقال: حدیث حسن غریب، وأخرجه أبو نعيم في الحلية (۳۲۷/۷ ضمن ترجمة الليث بن سعد، وذكره السيوطي في الدر المنثور ۱٤۷/۲۔

(۱۰۰)أخرجه الطيالسي في المسند (۳۰۲) في مسند عبد الله بن عمرو في (۲۲۹۵) وأخرجه أحمد في المسند ۲۰۱/۲ - ۲۰۳ وأخرجه الدارمي ۱۱۲/۲ في كتاب الأشربة باب في مدمن الخمر، وأخرجه البخاري في التاريخ الصغير ۲۹۸/۱ في ترجمة جابان وقال في إسناده " ولا يعلم لجابان سماع من عبد الله ولا لسالم سماع من جابان ولا لنبيط " وأخرجه النسائي ۳۱۸/۸ في كتاب الأشربة باب الرواية في المدمنين في الخمر، وأخرجه ابن خزيمة في التوحيد ۳٦۳-۳٦٦ باب ذكر أخبار رويت أيضا في حرمان الجنة على من ارتكب بعض المعاصي، وأخرجه الطحاوي في المشكل ۳۹٥/۱ باب بيان مشكل ماروى عن رسول الله ﷺ أنه قال: لا يدخل الجنة ولدزنيه ، وأخرجه ابن حبان كما في الموارد ص۳۳٥ في كتاب الأشربة باب في مدمن الخمر (۱۳۸۲، ۱۳۸۳)، وأخرجه الخطيب في التاريخ ۲۳۹/۱۲ في ترجمة عامر بن إسماعيل أبو معاذ وعزاه المتقي الهندي في الكنز ۷۷/۱٦ لعبد الرزاق والطبري والخرائطي في مساوىء الأخلاق وعزاه الهيثمي في المجمع ۲٥۷/٦ للطبراني۔

يدخل الجنةَ عاقٌ، ولا مُدْمِنُ خمر، ولا مُكَذِّبٌ بالقَدَر. (١٠١)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں والدین کا نافرمان داخل نہیں ہوگا اور نہ ہمیشہ شراب پینے والا اور نہ تقدیر کو جھٹلانے والا۔

والدین کے نافرمان کی طرف اللہ نہیں دیکھیں گے

(۷/۱۰۹-حدیث):-قال عبد الله قال رسول الله ﷺ: ثلاثةٌ لا ينظرُ اللهُ عزّوجلّ اليهم يومَ القيامةِ العَاقُ لوالديه، ومُدْمِنُ الخمرِ،

---

(١٠١) أخرجه أحمد في المسند ٦/٤٤١ وعزاه المتقي الهندي في كنز العمال حديث (٤٣٩٦) (٤٣٩٩٩) للطبراني في الكبير ولابن بشران في أماليه۔

وأصل القدر سر الله في خلقه وهو كونه أوجد وأفنى وأفقر وأغنى وأمات وأحياء، وأضل وهدى۔

قال علي- كرم الله وجهه - القدر سر الله فلا نكشفه۔ والنزاع بين الناس في مسالة القدر مشهور۔ والرأي الذي عليه أهل السنة والجماعة: أن كل شيء بقضاء الله وقدره، وأن الله تعالى خالق أفعال العباد۔ قال الله تعالى ﴿إنا كل شيء خلقناه بقدر﴾(القمر: ٤٩) وقال تعالى ﴿وخلق كل شيء فقدره تقديرا﴾ (الفرقان:٤)

وأن الله يريد الكفر من الكافر ويشاؤه ولا يرضاه ولا يحبه، فيشاؤه كونا ولا يرضاه دينا۔ وخالف في ذلك القدرية والمعتزلة، وزعموا أن الله شاء الإيمان من الكافر ولكن الكافر شاء الكفر فردوا إلى هذا لئلا يقولوا شاء الكفر من الكافر وعذبه عليه، ولكن صاروا كالمستجير من الرمضاء بالنار، فإنهم هربوا من شيء فوقعوا فيما هو شر منه، فإنه يلزم أن مشيئة الكافر غلبت مشيئة الله تعالى وهذا من أقبح الاعتقاد، وهو قول لا دليل عليه بل هو مخالف للدليل۔

روى عمرو بن الهيثم قال: خرجنا في سفينة وصحبنا فيها قدري ومجوسي، فقال القدري: للمجوسي: أسلم۔ قال المجوسي: حتى يريد الله، فقال القدري: إنّ الله يريد ولكن الشيطان لا يريد۔ قال المجوسي: أراد الله وأراد الشيطان فكان ما أراد الشيطان هذا شيطان قوي! وفي رواية أنه قال: فأنا مع أقواهما!!=

والمَنَّان بما اَعْطَی.(۱۰۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا ایک والدین کا نافرمان، دوسرا ہمیشہ شراب پینے والا، تیسرا دے کر احسان جتانے والا۔

(۱۱۰/۸-حدیث):-عن علیّ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا یدخلُ الجنةَ عاقٌ.(۱۰۳)

=ووقف أعرابي على حلقة فيها عمرو بن عبيد فقال: يا هؤلاء إن ناقتي سرقت فادعوا الله أن يردها عليّ، فقال عمرو بن عبيد: اللهم إنك لم ترد أن تسرق ناقته فسرقت، فارددها عليه، فقال الأعرابي: لا حاجة لي في دعائك فقال: و لم؟

قال: أخاف كما أراد أن لا تسرق فسرقت أن يريد ردها فلا ترد۔

ودخل عبد الجبار الهمداني - أحد شيوخ المعتزلة - على الصاحب بن عباد وعنده أبو اسحاق الاسفرايني - أحد ائمة أهل السنة - فلما رأى الأستاذ قال: سبحان من تنزّه عن الفحشاء فقال الأستاذ - فورا - سبحان من لا يقع في ملكه إلا ما يشاء۔ فقال القاضي: أفيشاء ربنا أن يعصى؟ قال الأستاذ: أيعصى ربنا قهرا؟

فقال القاضي: أرأيت أن منعني الهدى وقضى عليّ بالردى أحسن إليّ أم اساء؟

فقال الأستاذ: إن منعك ما هو لك فقد أساء وإن منعك ما هو له فهو يختص برحمته من يشاء۔

(۱۰۲)تقدم۔

(۱۰۳)أخرجه الخطيب البغدادي في تاريخ ۹/۴۵۲ في ترجمة عبد الله بن دكين الكوفي (۸۴، ۵ وللحديث طرق أخرى منها۔ أبو سعيد الخدري رضي الله عنه: أخرجه الإمام أحمد في المسند ۲۸/۳، ۴۴ والنسائي في السنن الكبرى في كتاب العتق من طريقين عن أبي سعيد، عزاه له المزي في التحفة ۳ /۳۵۴ (۴۰۳۶، ۴۲۹۱) وأخرجه أبو يعلى في المسند ۲/۳۹۴ ضمن مسند أبي سعيد الخدري (۱۱۶۸/۱۹۴) وعزاه المتقي الهندي في كنز العمال ۱۶/ ۵۴ للطبري، وفي ۸۳/۱۶- ۸۴ لعبد الجبار بن أحمد في أماليه، وأخرجه البيهقي في السنن الكبرى ۸ /۲۸۸ وفي إسناده يزيد بن أبي زياد، وقد تكلم فيه، وانظر مجمع الزوائد ۷۴/۵، ولكن للحديث رواية أخرى عن أبي سعيد من غير طريق يزيد بن=

حضرت امام جعفر بن محمد اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جنت میں والدین کا نافرمان داخل نہیں ہوگا۔

والدین کا نافرمان نہ جنت میں جائے گا نہ اس کی نعمتیں چکھے گا

(۹/۱۱۱-حدیث):-عن ابی ہریرۃ قال : قال رسول اللہ ﷺ :

= أبي زياد أخرجها الإمام أحمد وعزاه له الحافظ ابن كثير في تفسيره في تفسير قول الله تعالى ﴿يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر..﴾ الآية (سورة المائدة:٩١) وهي من طريق مروان بن شجاع عن حصيف عن مجاهد به۔
ومنها: ابن عمر، أخرجه أحمد ٢ /١٣٤ وأخرجه النسائي في المجتبى ٥ /٨٠ في الزكاة باب المنان بما أعطى، وابن حبان في صحيحه كما في الموارد (٤٩٨) في كتاب البر والصلة باب في العقوق (٢٠٣٢) وأخرجه البزار في المسند كما في كشف الأستار ٢ /٣٧٢ في البر والصلة باب العقوق (١٨٧٥،١٨٧٦۔ والحاكم في المستدرك ٧٢/١ في الإيمان، وفي ٤ /١٤٦ - ١٤٧ في كتاب الأشربة وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وأقره الذهبي، ويروى هذا عن عمر رضي الله عنه ۔ أخرجه ابن خزيمة في كتاب التوحيد ص ٣٦٣-٣٦٤ لكن رجح الحاكم رواية ابن عمر۔ ومنها (أبو موسى) عند الحاكم في المستدرك ٤ /١٤٦ وعزاه المتقي الهندي في كنز العمال ١٦ /٥٥ في كتاب المواعظ (٤٣٩١١) للخرائطي في مساوىء الأخلاق۔
ومنها أبو هريرة: عزاه الهندي ١٦ /٥٣ (٤٣٩٠٣) للطبراني في الأوسط والخرائطي في مساوىء الأخلاق۔
ومنها أنس بن مالك: أخرجه أحمد في المسند ٣/٢٢٦ والخرائطي في المساوىء كما في الكنز (١٦/٥٥)۔
ومنها أبو أمامة الباهلي: أبو داود الطيالسي في المسند ص ١٥٤ (١١٣١)۔
ومنها أبو قتادة: عزاه الهندي في الكنز حديث (٤٣٩١٠) للطبري في التفسير۔
ومنها ابن عباس: عزاه المتقي في الكنز (٤٣٩٠٨) للطبراني في الكبير والخرائطي في مساوىء الأخلاق۔

اربعةٌ حَقٌّ علی اللہ ان لا یدخلَھم الجنةَ ولا یذیقھم نعِیمَھا: مُدمِنُ خمر، وآکِلُ الربا وآکِلُ مال الیتیم بغیر حقٍ، والعاقُ لوالدیه قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرّجاہ. (۱۰۴)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا چار قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ پر لازم ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ اس کی نعمتیں چکھائے۔ ہمیشہ شراب پینے والا اور سود کھانے والا اور یتیم کا مال ناحق طور پر کھانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

والدین کی رضا سے جنت کھلتی اور ناراضگی سے جہنم کھلتی ہے

(۱۰/۱۱۲-حدیث):-عن زید بن ارقم قال سمعتُ رسولَ اللہ ﷺ یقول: مَنْ اصبح والداہ راضِیَیْنِ عنه اصبح وله بابانِ مفتوحان من الجنة، ومن امسیٰ والداہ راضیین عنه امسیٰ له بابان مفتوحان من الجنة ومن اصبحا ساخطین علیه اصبح له بابان مفتوحان من النار، وان کان واحدٌ فواحدًا. فقیل: وانْ ظلماہ؟ قال: وانْ ظَلَمَاہ وانْ ظَلَمَاہ. (۱۰۵)

حضرت زید بن ارقمؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

جس آدمی نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے والدین راضی تھے تو اس کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ اس کے لیے جنت کے دونوں دروازے کھول دیئے گئے اور جس نے شام کو اپنے والدین کو راضی کیا تو اس نے اس حالت میں شام کی

(۱۰۴) ۳۷/۲ فی کتاب البیوع باب أن أربی الربا عِرض الرجل المسلم، وتعقبه الذهبی وقال إبراهیم بن خثیم: قال النسائی: متروك۔

(۱۰۵) عزاہ صاحب الإتحاف ۲۸۷/۷ للدارقطنی فی "الأفراد"۔

کہ جنت کے دونوں دروازے اس کے لیے کھول دیئے گئے اور جس نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے والدین اس پر ناراض تھے تو اس نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے لیے جہنم کے دونوں دروازے کھول دیئے گئے اور اگر والدین میں سے کوئی ایک زندہ تھا تو ایک دروازہ کھول دیا گیا۔ تو عرض کیا گیا کہ اگرچہ والدین نے اس پر ظلم کیا ہو تو فرمایا اگرچہ والدین نے اس پر ظلم کیا ہو اگرچہ والدین نے اس پر ظلم کیا ہو۔

(۱۱/۱۱۳-حدیث):-عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ : من امسی مُرْضِیًا لوالدیه واصبح ، اصبح وله بابان مفتوحان من الجنة، ومن اصبح وامسی مُسخِطا لوالدیه اصبح وامسی وله بابان مفتوحان الی النار، وان واحدا فواحدًا فقال رجل:یا رسول الله وان ظلماه ؟ قال : وان ظلماه وان ظلماه.(۱۰۶)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے اس حالت میں صبح کی کہ اپنے والدین کو راضی کیا ہوا تھا تو اس نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے لیے جنت کے دونوں دروازے کھول دیئے گئے تھے اور جس نے اس حالت میں صبح کی اور شام کی کہ اس کے والدین ناراض تھے تو اس شخص نے اس حالت میں صبح اور شام کی کہ اس کے لیے جہنم کے دونوں

---

(۱۰۶)أخرجه البيهقي في شعب الإيمان باب في بر الوالدين فصل في حفظ حق الوالدين بعد موتهما (۷۹۱۶) وقال العراقي بعد عزوه للبيهقي في الشعب : لا يصح۔

وقال الزبيدي في الإتحاف ۲۸۷/۷: رواه ابن عساكر في التاريخ۔

قال في اللسان: رجاله ثقات أثبات غير عبد الله بن يحيى السرخسي فقد اتهمه ابن عدي بالكذب ، رواه الديلمي أيضا من حديثه وضعفه السيوطي في جامعه الصغير ۶۷/۶ (۸٤٥٤) وانظر فيض القدير للمناوي ۶۸/۶۔

دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اگر والدین میں سے کوئی ایک زندہ تھا تو ایک دروازہ کھول دیا گیا۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر چہ والدین نے اس پر ظلم کیا ہو فرمایا ہاں اگر چہ والدین نے اس پر ظلم کیا ہو۔ اگر چہ والدین نے اس پر ظلم کیا ہو۔

والدین کی رضا پر جنت کے دو دروازے کھلتے ہیں

(۱۲-۱۱۴):-عن ابن عباس قال: ما من مسلم له والدان مسلمان یصبح الیهما محسنا الا فتح الله له بابین - یعني من الجنة - وان كان واحدا فواحدا، وانْ اغضب احدَهما لم یَرْضَ الله عنه حتی یرضی عنه، قال: وانْ ظلماه ؟ قال: وان ظلماه.(۱۰۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں ہے کہ اس کے والدین مسلمان ہوں اور یہ ان دونوں کے ساتھ اچھے سلوک سے صبح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے دونوں دروازے کھول دیتے ہیں اور اگر اس کے والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہو تو ایک دروازہ کھول دیتے ہیں اور اگر اس نے والدین میں سے کسی ایک کو غصہ دلایا تو اللہ اس سے راضی نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اس سے راضی نہ ہوں عرض کیا گیا اگر چہ والدین نے اس پر ظلم کیا ہو فرمایا اگر چہ والدین نے اس پر ظلم کیا ہو۔

ایمان و اعمال کے ساتھ والدین کی فرمانبرداری بھی لازمی ہے

(۱۲/۱۱۵-حدیث):-عن عمرو بن مرة الجهني قال: جاء رجل الی رسول الله ﷺ فقال: یا رسول الله شهدتُ اَلا اله الا اللهُ

---

(۱۰۷)أخرجه البخاري في الأدب المفرد ۱ /٤٢ حدیث (۷) باب بر والدیه وانْ ظلما، وأخرجه البیهقي في شعب الایمان باب في بر الوالدین(۷۹۱۵)۔

وانک رسول الله ، وصليتُ الخمس واديتُ زكاةَ مالي، وصُمتُ شهر رمضان فقال النبيُّ ﷺ: مَنْ مات على هذا كان مع النبيين والصديقين والشهداء يوم القيامة هكذا ونَصَب اصبعيه ما لم يَعُقّ والديه.(١٠٨)

حضرت عمرو بن مرہ الجہنیؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں نے پانچ نمازیں بھی پڑھی ہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ بھی دی ہے اور رمضان کے مہینے کے روزے بھی رکھے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی ان خصائل پر مرے گا تو وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا اس طرح قیامت کے دن پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو کھڑا کیا اور فرمایا جب تک کہ اس نے اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کی ہوگی۔

والدین کی خدمت نہ کر کے جنت سے محروم بدقسمت ہے

(۱۴/۱۱۶-حدیث):-عن ابی بن مالک عن النبی ﷺ انه قال: مَنْ ادرک والديه او احدهما، ثم دخل النار من بعد ذلک فابْعَدَهُ اللهُ واَسْحَقَهُ.(١٠٩)

---

(١٠٨)ذكره الهيثمي في المجمع ١ /٤٦ وقال: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح خلا شيخي البزار وارجو إسناده أنه إسناد حسن أو صحيح.

والحديث في كشف الأستار ١ /٢٥ باب قواعد الدين (٢٥) وقال البزار: وهذا لا نعلمه مرفوعا إلا عن عمرو بن مرة بهذا الإسناد.

(١٠٩)أخرجه أحمد في المسند ٤ /٣٤٤،٥/٢٥ وأخرجه الطبراني في معجمه الكبير ١٩ /٢٩٢ وذكره المتقي الهندي في الكنز حديث (٤٥٥٣٨) وقال: أخرجه الطبراني وأحمد والبغوي وأبو نعيم ومالك.

حضرت ابی بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس آدمی نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا پھر وہ جہنم میں اس کے بعد داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو دور کردیں گے۔

والدین میں سے کسی کو پایا اور بخشش نہ ہوئی تو وہ خدا سے دور ہے

(۱۵/۱۱۷-حدیث):-عن مالک بن عمرو القشیری قال سمعتُ رسولَ اللہ ﷺ یقول: مَنْ ادرک احدَ والدیه. ثم لم یُغفر له فابعده اللہ عزّ وجلّ.(۱۱۰)

حضرت مالک بن عمرو القشیری فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا:
جس آدمی نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو پایا پھر اس کی بخشش نہ ہوئی تو اللہ اس کو (اپنے سے) دور کردیں گے۔

جس نے والدین کی خدمت نہ کی وہ جہنم میں جائے گا

(۱۶/۱۱۸-حدیث):-عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه ان رسول اللہ ﷺ صعد المنبر فقال: آمین. آمین. آمین. فلمّا نزل قیل: یا رسول اللہ انک حین صعدتَّ المنبرَ قلت: آمین. آمین. آمین. قال: انّ جبریل علیه السلام اتانی فقال مَنْ ادرک شهر رمضان فلم یُغفر له فمات فدخل النارَ فابعده اللہ، قل: آمین. فقلت: آمین. [قال] ومَنْ ادرک ابویهٖ او احدَھما فلم یَبرَّھما فمات

(۱۱۰)أخرجه أحمد فی المسند ۳۴۴/۱ ضمن حدیث مالك بن عمرو القشیری رضی اللہ عنه وأخرجه الطبرانی فی معجمه الکبیر ۳۰۰/۱۹، وذکره الهیثمی فی المجمع ۱۴۲/۸- ۱۴۳ وعزاه لأحمد۔

فدخل النار فابعده الله ، قل: آمین فقلتُ: آمین [قال] ومن ذُکِرتَ عنده فلم یصل علیک فمات فدخل النار فابعده الله قل: آمین فقلت: آمین.(۱۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے تو فرمایا آمین آمین آمین پھر جب اترے تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ جب منبر پر چڑھے تھے تو فرمایا تھا آمین آمین آمین تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور فرمایا تھا جس آدمی نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی اور اسی حالت میں وہ مرگیا تو جہنم میں جائے گا اور اللہ اس کو دور کردے گا آپ کہہ دیجئے آمین تو میں نے کہا آمین، فرمایا اور جس آدمی نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا پھر ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا اور اسی حالت میں مرگیا تو وہ جہنم میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سے دور کردیں گے۔ آپ کہہ دیجئے آمین تو میں نے کہا آمین فرمایا اور جس آدمی کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا اور اسی حالت میں مرگیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور اللہ اس کو دور کردیں گے آپ کہہ دیجئے آمین تو میں نے کہا آمین۔

والدین پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت

(۱۱۹/۱۷-حدیث): عن ابی الطُّفیل قال سُئل علیٌّ علیہ

(۱۱۱)أخرجه ابن حبان فی صحیحه۔ کما فی موارد الظمآن ٤٩٧ فی کتاب البر والصلة باب بر الوالدین (٢٠٢٨) وأخرجه ابن المبارك مرسلا من حدیث سعید بن المسیب فی کتاب البر والصلة (٤٧) وعزاه المنذری فی الترغیب والترهیب ٤ /٩٧(٢٣) من حدیث جابر بن سمرة رضی الله تعالی عنه للطبرانی وقال: رواه الطبرانی باسانید احدها حسن۔

السلام هل خصّكم النبيُّ ﷺ بشيء لم يخصّ به الناس كافةً ، قال: ما خصّنا بشيء لم يخصّ به الناسَ الا ما في قِراب سيفي ، ثم اخرج صحيفةً فاذا فيها مكتوبٌ: لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لغَيْرِ اللهِ لعن الله من سرق منارَ الارض، لعن اللهُ من لَعَنَ والدَه ، لَعَنَ اللهُ مَنْ آوَى مُحْدِثاً – لفظ البخاري. (۱۰۲ ا)

حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے کسی چیز سے باقی سب لوگوں کے علاوہ آپ کو مخصوص کیا تھا تو انہوں نے فرمایا ہمیں حضور علیہ السلام نے کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا سوائے اس کے کہ جو میری تلوار کے میان میں ہے پھر ایک کاغذ نکالا اس میں لکھا ہوا تھا اللہ اس شخص پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت کرے جو زمین کے راستے میں نشانات کی چوری کرتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت کرے جو اپنے والدین پر لعنت کرے، اللہ اس پر لعنت کرے جو کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے یا عزت دے۔

---

(۱۱۲) أخرجه مسلم ۱۵۶۷/۳ في كتاب الأضاحي باب تحريم الذبح لغير الله تعالى ولعن فاعله (۱۹۷۸/٤۳) وأخرجه أحمد في المسند ۱۰۸/۱، ۱۱۸، ۱۵۲، ۳۰۹، ۳۱۷ والنسائي في الأضاحي ۷ /۲۳۲ في باب من ذبح لغير الله عزوجل ٤٤۲۲) ولم يخرجه البخاري في الصحيح وانما أخرجه في الأدب المفرد ۶۷/۱ (۱۷) في باب لعن الله من لعن والديه۔

وقوله من غير منار الأرض قال في النهاية: المنار جمع منارة وهي العلامة تجعل بين الحدين۔ وقوله" من آوى محدثا " قال في النهاية: يروى بكسر الدال وفتحها فمعنى الكسر من نصر جانيا وآواه وأجاره من خصمه وحال بينه وبين أن يقتص منه ، وبالفتح هو الأمر المبتدع نفسه الذي ليس معروفا في السنة ويكون الإيواء فيه الرضا به، والصبر عليه فإنه إذا رضي بالبدعة وأقر فاعلها ولم ينكرها عليه فقد آواه۔

انظر حاشية السندي على المجتبى ۲۳۲/۷۔

والدین کے بڑھاپے میں خدمت نہ کرنے والا جہنم میں

(۱۸/۱۲۰-حدیث):-عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال: رَغِمَ اَنْفُه .. رَغِمَ اَنْفُه رَغِمَ اَنفه ، قالوا: يا رسولَ الله مَنْ ؟ قال: مَنْ ادرک والديه عنده الكِبَرِ او احدَهما فدخل النارَ.(۱۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی فرمایا جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا یا ان میں سے کسی ایک کو پھر جہنم میں داخل ہو گیا (ان کو ناراض کر کے)۔

ماں باپ کو گالیاں دینے دلانے والا ملعون ہے

(۱۹/۱۲۱-حدیث):-عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ : ملعونٌ مَنْ سبّ اباه، ملعونٌ مَنْ سَبّ اُمّه.(۱۱۴)

---

(۱۱۳)أخرجه مسلم ٤ /١٩٧٨ فی كتاب البر والصلة والآداب باب رغم أنف من أدرك أبويه (١٠ /٢٥٥١) ولفظه " رغم أنف ثم رغم أنف ثم رغم أنف قيل من يا رسول الله ؟ قال من أدرك أبويه عند الكبر أحدهما أو كليهما فلم يدخل الجنة " وأخرجه بلفظ المصنف رحمه الله البخاری فی الأدب المفرد ٧٧/١ (٢١) فی باب من أدرك والديه فلم يدخل الجنة، وأخرجه أحمد فی المسند ٣٤٦/٢۔

وقوله " رغم" أصله لصق أنفه بالرغام، ومعناه ذل وخزی، والمعنى أن برهما عند كبرهما وضعفهما بالخدمة والنفقة وغير ذلك مما يحتاجان إليه سبب لدخول الجنة فمن قصر فی ذلك فاته دخول الجنة وارغم الله أنفه۔

انظر شرح صحيح مسلم ١٠٩/١٦۔

(١١٤)أخرجه أحمد فی المسند ٢١٧/١ وفی المناوی فيض القدير ٥/٦ وفيه محمد بن سلمة فإن كان السعدی فواهی الحديث أو البنانی فتركه ابن =

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ملعون ہے وہ شخص جس نے اپنے باپ کو گالی دی ملعون ہے وہ شخص جس نے اپنی ماں کو گالی دی۔

والدین کے نافرمان پر ساتویں آسمان کے اوپر سے اللہ کی لعنت

(۱۲۲/۲۰-حدیث):-عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال: لعن الله سبعةً مِنْ خَلْقِه فوق سَبْعِ سموالِه، فقال: ملعونٌ مَنْ عقَّ والديه. (۱۱۵)وذكر باقي الحديث.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے سات قسم کے لوگوں پر ساتوں آسمان کے اوپر سے لعنت کرتا ہے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی۔ اور حدیث کا باقی حصہ ذکر کیا۔

(فائدہ) امام حاکم نے اس روایت کو مکمل طور پر اس طرح سے روایت کیا

=حبان، وفيه محمد بن إسحاق، وفيه عمرو بن أبي عمرو لينه يحيى بن معين ومع ذلك رمز له السيوطي بالحسن۔

(۱۱۵)أخرجه الحاكم في المستدرك ٤ /٣٥٦ في كتاب الحدود /باب لعن الله سبعة من خلقه وقال الذهبي: هارون ضعفوه۔ وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان ٤ /٣٧٩ في باب تحريم الفروج (٥٤٧٢) وذكره المتقي الهندي في كنز العمال رقم (٤٤٠٤٣) وقال، أخرجه الحاكم والبيهقي في الشعب والخرائطي في مساوئ الأخلاق۔

ولفظه عند الحاكم "لعن الله سبعة من خلقه" فرد رسول الله ﷺ على كل واحد ثلاث مرات ثم قال: "ملعون ملعون ملعون من عمل عمل قوم لوط ملعون من جمع بين المرأة وابنتها ملعون من سب شيئا من الوالدين ملعون من أتى شيئا من البهائم، ملعون من غير حدود الأرض، ملعون من ذبح لغير الله، ملعون من تولى غير مواليه"۔

ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے سات قسم کے لوگوں پر لعنت کرتے ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے بھی ان میں سے ہر ایک پر تین تین مرتبہ لعنت کرتے ہوئے فرمایا ملعون ہے، ملعون ہے، ملعون ہے وہ شخص جس نے لوط علیہ السلام کی قوم والا عمل کیا، ملعون ہے وہ شخص جس نے کسی عورت اور اس کی بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کیا، ملعون ہے وہ شخص جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو تھوڑا سا بھی برا کہا، ملعون ہے وہ شخص جس نے جانوروں سے بدکاری کی، ملعون ہے وہ شخص جس نے زمین کے حدود کو تبدیل کیا (یعنی دوسرے کی زمین کو اپنی زمین کی حدود میں داخل کر دیا)، ملعون ہے وہ شخص جس نے غیر اللہ کے نام پر (جانوروں کو) ذبح کیا، ملعون ہے وہ شخص جس نے اپنے موالی کے علاوہ کسی کو اپنا مولی بنایا۔

جس پر والدین ناراض ہوں اس کی نماز قبول نہیں

(۱۲۳/۲۱-حدیث):-عبد الله بن اسحاق بن میناء عن ابیه سمع ابا هریرة رضی الله عنه یخبر عن النبی ﷺ قال: لا تُقْبَلُ صلاةُ السَّاخِطِ علیه ابواه غَیْرَ ظالمین له. (۱۱۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں فرمایا اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوگی جس پر اس کے والدین ناراض ہوں لیکن ظالم نہ ہوں۔

جس نے والدین کو ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا

(۱۲۴/۲۲-حدیث):-دینار بن عبد الله عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: مَنْ اَرْضٰی والدیْه فقد ارْضَی الله، ومَنْ

---

(۱۱۶) ذکره المتقی الهندی فی کنز العمال حدیث (۴۵۵۲۵) وقال: أخرجه أبو الحسن بن معروف فی فضائل بنی هاشم وفی إسناده الواقدی۔ قال الحافظ فی التقریب ۱۹۴/۲: متروك علی سعة علمه (۵۶۷)۔

اَسْخَط والدیه فقط اَسْخَطَ الله.(۱۱۷)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے والدین کو راضی کیا اس نے اللہ کو راضی کیا اور جس نے اپنے والدین کو ناراض کیا تو اس نے اللہ کو ناراض کیا۔

والدین کے نافرمان کا کوئی عمل قبول نہیں

(۱۲۵/۲۳-حدیث):-عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ: **یقال للعاق اعملْ ما شِئْتَ فَانّی لا اَغْفِرُ لک، ویقالُ للبَارّ: اعمل ما شِئْتَ فانی ساغفرُ لک.(۱۱۸)**

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نافرمان کو کہا جاتا ہے جو چاہے عمل کرلے میں تجھے نہیں بخشوں گا اور نیک آدمی کو کہا جاتا ہے جو چاہے عمل کرلے میں تجھے عنقریب بخش دوں گا۔

والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا ہی میں مل جاتی ہے

(۱۲۶/۲۴-حدیث):-عن ابی بَكْرة قال قال رسول الله ﷺ: **کُلُّ الذنوبِ یُؤَخِّر اللهُ تعالی منها ما شاء الی یومِ القیامةِ الا عقوقَ الوالدین فانّه یُعَجِّلُهُ لصاحبه فی الحیاة.(۱۱۹)**

---

(۱۱۷)عزاه المتقی الهندی فی کنزالعمال حدیث (۴۵۵۹۷) لابن النجار فی تاریخه ورمز له السیوطی بالضعف۔ کذا فی الجامع الصغیر ۵۱/۵ (۸۳۹۵)۔

وقال المناوی قد شهدت نصوص أخری علی أن هذا عام مخصوص بما إذا لم یکن فی رضاهما مخالفة لشیء من أحکام الشرع وإلا فلا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ انظر الفیض ۵۱/۵۔

(۱۱۸)أخرجه أبو نعیم فی الحلیة ۲۱۵/۱۰ - ۲۱۶ ضمن ترجمة أحمد بن مسروق (۵۴۸) والحدیث فی کنزالعمال (۴۵۵۲۷)۔

(۱۱۹)أخرجه الحاکم فی المستدرک ۱۵۶/۴ فی کتاب البر والصلة باب=

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام قسم کے گناہوں کو جن کو اللہ چاہے گا قیامت تک کے لیے عذاب دینے سے مؤخر کردے گا مگر والدین کے نافرمان کو اس کی زندگی میں ہی عذاب دے گا۔

والدین کو کہنا ''میں نہیں آتا'' بڑا گناہ ہے

(۱۲۷/۲۵-حدیث):-عن انس قال قال رسول الله ﷺ: ان الله عزوجل اوحی الی موسی بن عِمرانَ علیه السلام: یا موسی.. انّ کلمة العاق لوالدیه عندی عظیمة، قلنا یا رسول الله وما الکلمة قال: ان یقول لوالدیه: لا لَبَّیْکما.(۱۲۰)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا اے موسیٰ والدین کے نافرمان کا جملہ میرے نزدیک بہت بڑا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سا کلمہ تو فرمایا کہ وہ اپنے والدین کو یہ کہے **لالَبَّیْکما** (میں تمہارے پاس نہیں آتا) یا اسی طرح سے اور کوئی لفظ کہے میں تمہاری بات نہیں سنتا وغیرہ وغیرہ۔

کلمہ حکمت:

وقال بعض الحکماء: لا تصادقْ عاقاً فانّه لَنْ یَبَرَّک وقد عقَّ مَنْ هو اوجبُ حقًّا مِنک علیه.(۱۲۰)

بعض حکماء نے کہا ہے جو والدین کا نافرمان ہو اس کے ساتھ دوستی نہ لگا کیونکہ وہ تیرے ساتھ کبھی اچھا سلوک نہیں کرے گا۔ جو تجھ سے بھی زیادہ حق دار (والدین) کی نافرمانی کر چکا ہے۔

= کل الذنوب یؤخر الله ما شاء منها، وقال: صحیح الإسناد ولم یخرجاه وتعقبه الذهبی، قال: بکار ضعیف۔

(۱۲۰) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۲۷)۔

باب نمبر: 14

والدین نافرمانی کی سزا پر واقعات

والد کی ناراضی پر خدا ناراض

(۱/۱۲۸-حدیث):-عن عبد الله بن عمرو عن النبی ﷺ قال: رضی الله فی رضی الوالد، وسخط الله فی سخط الوالد.(۱۲۱)

---

(۱۲۱)أخرجه الترمذی مرفوعا ۳۱۱/٤ فی کتاب البر والصلة باب ما جاء من الفضل فی رضی الوالدین (۱۸۹۹) وقال: هکذا روی أصحاب شعبة عن شعبة عن یعلی بن عطاء عن أبیه عن عبد الله بن عمرو موقوفا ولا نعلم أحداً رفعه غیر خالد بن الحارث عن شعبة، وخالد ثقة مأمون، ولکن أخرجه الحاکم فی المستدرک مرفوعا ١٥١/٤ فی البر والصلة من طریق عبدالرحمن بن مهدی وقال: صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه ووافقه الذهبی، وأخرجه أبو نعیم فی الحلیة ۲۱۵/۸ ضمن ترجمة محمد بن صُبیح بن السماك رقم (۳۹۹) من طریق أشعث بن سعد، وعزاه السخاوی فی المقاصد ص ٣٦٨ حدیث (٥٢٥) للطبرانی والبیهقی مرفوعا من طریق القاسم بن سلیم، وللبیهقی مرفوعا من طریق الحسین بن ولید۔ وقال البیهقی: ورویناه أیضا من روایة أبی إسحاق الغزاوی ویزید بن أبی الزرقاء وغیرهم مرفوعا وقال: وروایة أبی إسحاق عند أبی یعلی۔
وأخرجه البخاری فی الأدب المفرد موقوفا ۳۳/۱ (۲) باب قوله تعالی "ووصینا الإنسان بوالدیه حسنا" وأخرجه البغوی فی شرح السنة موقوفا ومرفوعا ۱۳/۱۱-۱۲ (۳٤۲۳) الموقوف والمرفوع (۳٤۲٤) وفی الباب عن ابن مسعود کما أشار له الترمذی فی سننه وأخرجه البزار من حدیث عبد الله بن عمر۔ کما فی کشف الأستار ۳٦٦/۲ فی کتاب البر والصلة باب بر الوالدین =

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

عشق میں باپ کو داؤ پر لگانے والی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے

حکایت

(۱۳۲/۵) عبداللہ بن مسلم بن قُتیبہ کہتے ہیں کہ میں نے ''سیر العجم'' میں پڑھا ہے کہ جب اردشیر کی حکومت مستحکم ہوگئی اور چھوٹے بادشاہوں نے اس کے زیرنگوں رہنے کا اقرار کیا تو اس نے مَلِک سریانیہ کا محاصرہ کیا، اس مَلِک سریانیہ نے حضر نامی شہر میں پناہ لے رکھی تھی۔ اردشیر کو باوجود محاصرہ کرنے کے فتح حاصل نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ اس بادشاہ کی بیٹی قلعہ کے اوپر چڑھی اور اردشیر کو دیکھ کر اس کے عشق میں مبتلا ہوگئی، پھر وہاں سے اتر کر ایک تیر اٹھایا اور اس پر لکھا۔

''اگر تم میری یہ شرط تسلیم کرو کہ مجھ سے شادی کرو گے تو میں
تمہیں وہ راستہ بتاتی ہوں جس کے ذریعے سے تم شہر کو
معمولی حیلہ اور تھوڑی سی تکلیف کے ساتھ فتح کر سکتے ہو۔''

پھر اس تیر کو اردشیر کی طرف پھینکا جس کو اردشیر نے پڑھا اور ایک تیر اٹھا کر اس پر لکھا

''جس کا تم نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے میں اس کو پورا کروں گا۔''

پھر اس شہزادی کی طرف پھینکا، تو شہزادی نے اردشیر کو وہ خفیہ راستہ بتلا دیا اور اردشیر نے اس شہر کو فتح کر لیا اور اس طرح سے شہر میں داخل ہوا کہ شہزادی بیاہ کر لے گیا۔

شادی کے بعد وہ ایک رات پلنگ پر سو رہی تھی لیکن اس کو بستر کے آرام وہ نہ

=(۱۸٦٥) وقال البزار عقب الحديث: لا نعلم رواه عن يحيى بن سعيد إلا عصمة قال الهيثمي في المجمع ۱۳٦/۸: رواه البزار، وفيه عصمة بن محمد، متروك۔

ہونے کی وجہ سے اکثر رات نیند نہ آئی اردشیر نے اس سے پوچھا تمہیں کیا ہے؟ (تمہیں نیند کیوں نہیں آرہی؟) کہا میرا بستر درست نہیں ہے، تو انہوں نے بستر کے نیچے دیکھا تو درخت مورو کے گچھے کی ایک لٹ نظر آئی جس نے شہزادی کی جلد پر نشان کر دیا تھا۔ تو بادشاہ کو شہزادی کے جسم کی ملائمت سے بڑی حیرت ہوئی اور اس سے پوچھا تمہارا باپ تمہیں کیا غذا کھلاتا تھا؟ کہا کہ اس کے پاس میری اکثر غذا شہد، ہڈیوں کا گودا اور مغز اور مکھن ہوتی تھی۔ تو اردشیر نے اس کو کہا کہ تیرے باپ سے زیادہ تیرے ساتھ کسی نے اتنا اچھا سلوک نہیں کیا، اگر تو نے اپنی طرف سے اس کے احسان کا بدلہ اس کی بیٹی ہونے اور اس کے حق عظیم ہونے کے باوجود اتنا گھناؤنا کردار ادا کیا ہے تو میں ایسی عورت سے اپنے کو محفوظ نہیں سمجھ سکتا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے سر کے بالوں کو تیز رفتار گھوڑے کی دم کے ساتھ باندھ دو پھر اس کو دوڑا دو چنانچہ اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گئی۔ (۱۲۲)

شادی کے لئے باپ کو زہر دے دیا

حکایت

(۱۳۳/۶) حضرت محمد بن حرب فرماتے ہیں قبیلہ ایاد بن نزار کی رقاش نامی عورت تھی جس کا والد اس سے بہت محبت کرتا تھا اس کی قوم کے ایک شخص نے اس عورت کو شادی کا پیغام بھیجا کیونکہ وہ اس کے دل میں اتر گئی تھی اور وہ مرد بھی اس عورت کے دل میں اتر گیا تھا لیکن اس عورت کے والد نے اس مرد سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو اس عورت نے اپنے والد کو زہر پلا یا جب باپ کو موت کا احساس ہوا تو کہا اے رقاش تو نے مجھے اس مرد کے لئے قتل کر دیا جو مجھ سے رشتے میں تجھ سے زیادہ دور کا تعلق رکھتا ہے تجھے عنقریب اس کا وبال پہنچے گا

(۱۲۲) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۳۲)۔

چنانچہ جب باپ مر گیا تو اس عورت نے اس مرد سے شادی رچالی پھر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس مرد نے اس عورت کو مارا تو اس سے کہا گیا اے رقاش تجھے تیرے خاوند نے مارا ہے تو اس نے کہا جس کے مددگار تھوڑے ہوں اس کو اپنی کمزوری کا اعتراف کر لینا چاہئے۔ پھر اس کے خاوند نے کچھ عرصے کے بعد ایک اور شادی کر لی تو اس عورت سے کہا گیا وہ تیرے اوپر سوکن لے آیا ہے تو اس سے طلاق کیوں نہیں مانگ لیتی۔ تو اس نے کہا میں شر کے ساتھ اور شر نہیں چاہتی۔ (۱۲۳)

اپنے باپ کسریٰ کے قتل پر شہزادہ شیرویہ کا انجام

حکایت

(۱۳۴/۷) حضرت علی بن یحییٰ المنجم نے بیان کیا کہ جب خلیفہ منتصر باللہ اپنی شاہی مجلس میں بیٹھا جس میں شاہی فرش بچھایا گیا تھا تو ان بچھائے ہوئے فرشوں میں سے ایک فرش میں بڑا دائرہ تھا جس میں گھوڑے کی شکل بنی ہوئی تھی اور اس پر ایک سوار تھا جس کے اوپر ایک تاج رکھا ہوا تھا اور اس دائرے کے ارد گرد فارسی زبان میں ایک تحریر لکھی ہوئی تھی جب منتصر باللہ اور اس کے رفقائے حکومت شاہی دربار میں بیٹھے اور منتصر کے سر پر بڑے بڑے غلام اور سپہ سالار کھڑے ہوئے تھے تو منتصر نے اس دائرے کی طرف اور اس کے ارد گرد کی لکھی ہوئی تحریر کی طرف دیکھا تو اپنے درباری بغاء سے کہا یہ کس چیز کی تحریر ہے اس نے کہا اے میرے آقا میں نہیں جانتا تو اس نے حاضر اہل دربار سے پوچھا تو کوئی ایک بھی اچھے طریقے سے نہ پہچان سکا ایک آدمی کو بلایا گیا اس نے وہ تحریر پڑھی تو اس کے ماتھے میں بل پڑ گیا تو اس سے منتصر نے کہا کیا لکھا ہے اس نے کہا اے امیر المؤمنین فارس کے لوگوں کی ایک بے وقوفی ہے اس نے کہا مجھے بتا وہ کیا ہے

(۱۲۳) اخرجہ ابن الجوزی فی کتاب البر والصلۃ (۱۳۳)۔

کہا اے امیر المؤمنین ایسی بات ہے جس کا کوئی معنی نہیں ہے لیکن امیر المؤمنین نے اس پر زور دیا اور غصے میں آنے لگا تو اس نے کہا اس میں لکھا ہے کہ میں شیرویہ بن کسریٰ بن ہرمز ہوں میں نے اپنے باپ کو مار ڈالا تھا پھر میں بھی چھ ماہ سے زیادہ حکومت نہ کر سکا یہ سنتے ہی منتصر کی شکل بگڑ گئی اور وہ اپنی مجلس سے اٹھ کر عورتوں کی طرف چلا گیا چنانچہ وہ بھی چھ ماہ سے زیادہ حکومت نہ کر سکا۔ (۱۲۴)

(١٢٤) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (١٣٤)۔

باب نمبر:15

ماں کے نافرمان کی سزا کے واقعات

ماں کی ناراضگی پر مرتے وقت کلمہ زبان پر نہ آیا (حکایت)

(۱۳۵/۱):-عبد الله بن ابی اوفی قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال: یا رسولَ الله ھاھنا غلام قد احتضَر یقالُ له: قل لا الهَ الا اللهُ فلا یستطیع انْ یقولَها ، قال: الیس کان یقولُها فی حیاته؟ قالوا: بلی قال: فما مَنَعَهُ منها عند موته؟ فنهض رسول الله ﷺ ونهضنا معه حتی اتی الغلام، فقال: یا غلام قل لا الـه الا اللهُ، قال: لا استطیع ان اقولها قال: وَلِمَ ؟ قال: لعقوق والدتی قال: اَحَیَّةٌ هی ؟ قال: نعم قال: ارایت لو ان ناراً اُججت فقیل لکِ ان لم تشفعی له قذفناه فی هذه النار؟ ، قالت: اذن کنت اشفع له، قال: فاشهدی اللهَ واشهدینا انک قد رَضِیتِ عنه ، قالت: اللهمّ انّی اشهدک واشهد رسولکَ انّی قد رضیت عن ابنی ، قال: یا غلام قل. لا الهَ الا اللهُ فقال: لا الهَ الا اللهُ ، فقال رسول الله ﷺ: الحمد لله الذی انقذه بی من النار.(۱۲۵)

(۱۲۵)عزاه المنذری فی الترغیب والترهیب (۱۱۰/٤)(۱٦) للطبرانی وأحمد مختصرا۔ وأخرجه البیهقی فی الشعب ٦ /۱۹۷-۱۹۸ فی باب بر الوالدین فضل فی عقوق الوالدین (۷۸۹۲) وقال: تفرد به فائد أبو الورقاء، لیس بالقوی۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہاں ایک جوان ہے جو موت کی کشمکش میں ہے اس کو لا الـــہ الا اللہ کہا جاتا ہے تو اس کی زبان پر یہ کلمہ جاری نہیں ہوتا آپ نے فرمایا کیا اس نے زندگی میں یہ کلمہ نہیں پڑھا تھا انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا پھر موت کے وقت اس کو کون سی چیز کلمے سے روک رہی ہے پھر حضور علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتی کہ آپ اس جوان کے پاس پہنچے اور فرمایا اے جوان کہو لا الـــہ الا اللہ کہا میں اس کے کہنے کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا کیوں کہا کیونکہ میں اپنی والدہ کا نافرمان ہوں فرمایا کیا وہ زندہ ہے عرض کی جی ہاں فرمایا (اس کی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے) تیرا کیا خیال ہے اگر آگ جلائی جائے اور تجھے کہا جائے کہ تو نہیں مانتی تو ہم اس کو آگ میں ڈال دیں گے تو اس نے کہا پھر میں مان لوں گی تو فرمایا پھر تو اللہ کو اور ہمیں حاضر ناظر جان کر کہہ کہ میں اس سے راضی ہوگئی تو اس عورت نے کہا اے الٰہی میں آپ کو گواہ بناتی ہوں اور آپ کے رسول کو بھی گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جوان کہو لا الـــہ الا اللہ تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہ بی مِنَ النَّار (تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اس جوان کو میری وجہ سے جہنم سے بچالیا)۔

گستاخ کی عبرت ناک سزا (حکایت)

(۱۳۶/۲)—عن ابی حازم عن رجل قال: امسیتُ فی ارض فَلاۃ، فَرُفِعَ لی بتیان من شَعَر فاتیت البیتین حتی اَنَخْتُ بفنائھما، فسلّمتُ، فخرج الیَّ امراتان شابّۃ وعجوز، فقلتُ ھل من عَشاء او

مبیت ؟ قالتا: لا واللہ ما عندنا عشاء، ولا لنا بهذا الوادی مالٌ ولا شاۃ ولا بعیر ولا حمار. قلتُ: فبایِّ شیءٍ تعیشان ؟ قالتا: باللہ وبالصالحین وبالطریق فلمّا هدا الناس بعض الهدوّ سمعت نَهِیق حِمارٍ فو اللہ مازِلْتُ اسمعہ حتی اصبحت وامتنع منی النوم، فخرجت امشی حیث سمعتُ نهیق الحمار فاجد قبرا فیہ رقبۃ حمار قد غیب الترابُ ما فوق عینیہ واذناہ وظهرہ مکشوف من التراب، فراعنی ذلک فرجعت الیهما فقلت لهما: اخبرانی خبر هذا الحمار الذی فی القبر، قالتا: لا یضرُّک ان لا تسالنا عنہ، قلت: فانی اسالکما. قالت الشابۃ: هو واللہ زوجی، وهو واللہ ابن هذہ، وهو واللہ الذی سمعتَ نهیقہ منذُ اللیل، وکان اعقَّ مَنْ رَأیت مِنْ خَلْقِ اللہ لها، کانت لا تنهاہ عن شیء الا قال: اذهبی فانهقی کما یَنْهَق حمار، فتقول: جعلک اللہ حماراً. فمات فدفناہ حیث رایت وهو واللہ الذی اَحَلَّنا هذا الوادی واسکناہ.(۱۲۶)

حضرت ابو حازمؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بیان کیا میں ایک بیابان میں پہنچا شام ہوگئی تو میں نے اون کے بالوں سے بنے ہوئے دو خیمے دیکھے تو میں وہاں پہنچا اپنی اونٹنی کو ان کے صحن میں بٹھایا اور سلام کیا تو میرے سامنے دو عورتیں نکل آئیں ایک جوان اور ایک بوڑھی تھی میں نے کہا کیا شام کا کھانا یا رات کی رہائش مل سکتی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہمارے پاس نہ شام کا کھانا ہے اور نہ ہمارے پاس وادی میں مال ہے نہ کوئی بکری اور نہ اونٹ اور نہ کوئی گدھا (سواری اور سامان برداری کے لیے) میں نے کہا پھر تم کس سہارے پر زندگی گزارتی ہو انہوں نے کہا اللہ کے اور صالحین کے اور راستے میں آنے جانے

(۱۲۶) اخرجہ ابن الجوزی فی کتاب البر والصلۃ (۱۳۶)۔

والوں کے سہارے پر، جب رات شروع ہوئی تو میں نے ایک گدھے کی آواز سنی اور میں سنتا ہی رہا حتی کہ صبح ہوگئی اور اس کی وجہ سے مجھے نیند نہ آئی پھر میں نکل کر پیدل جا رہا تھا کہ اس وقت بھی میں نے گدھے کی آواز سنی تو میں نے ایک قبر دیکھی اس میں گدھے کی گردن تھی جو مٹی میں دب چکی تھی صرف آنکھوں سے اوپر کا حصہ اور اس کے کان اور اس کی پشت مٹی سے باہر نظر آرہی تھی۔ مجھے اس حالت نے گھبراہٹ میں ڈال دیا پھر میں ان عورتوں کے پاس لوٹ گیا اور ان سے پوچھا کہ مجھے اس گدھے کی خبر کے بارے میں بتاؤ جو قبر میں ہے تو انہوں نے کہا تجھے اس سے کوئی فکر نہیں کرنی چاہئے تم اس کے بارے میں ہم سے نہ پوچھو میں نے کہا میں تم سے ضرور پوچھوں گا تو جوان عورت نے کہا خدا کی قسم یہ میرا خاوند ہے اور خدا کی قسم یہ اس عورت کا بیٹا ہے اور یہ خدا کی قسم جو تم نے آواز سنی ہے رات بھر سے یہ اسی کی رینک ہے۔ یہ اللہ کی مخلوق میں جن کو تم نے دیکھا ہوگا سب سے زیادہ ماں کا نافرمان ہے ماں اس کو جب بھی کسی چیز کے بارے میں روکتی تھی تو یہ کہتا تھا چلی جا اور گدھے کی طرح چیختی رہ جس طرح گدھا چیختا ہے تو وہ کہتی تھی خدا تجھے گدھا بنائے جب وہ مر گیا تو ہم نے اس کو وہاں دفن کیا جہاں تم نے دیکھا ہے خدا کی قسم اسی نے ہمیں اس وادی میں روک رکھا ہے اور ٹھہرا رکھا ہے۔

ماں کی بددعا پر گدھے کی صورت بن گیا (حکایت)

(۳ر۱۳۷۔روایت)۔عن مجاهد قال: اردت حاجة فبينما انا في الطريق اذ فجأني حمار قد اخرج عينيه من الارض فنهق في وجهي ثلاثا ثم دخل، فاتيت القوم الذين اردتهم فقالوا: مالنا نرى لونك قد حال؟ فاخبرتهم الخبر، فقالوا ما تعلم مَنْ ذاك؟ قلت: لا، قالوا ذاك غلام من الحيّ، وتلك امه في ذلك الخِباء،

وكان اذا امرته بشيء شتمها، وقال: ما انتِ الا حمار ثم نَهَقَ في وجهها، وقال: ها ها هاه فمات فَدَفنّاه في ذلك الحفير، فما من يوم الا وهو يخرج راسه في الوقت الذي دفناه فيه فينهق الى ناحية الخِباء ثلاث مَرّات ثم يدخل.(۱۲۷)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں کسی کام کے لیے جا رہا تھا ابھی میں راستے میں تھا کہ مجھے ایک گدھے نے پریشان کر دیا جس نے زمین سے اپنی آنکھیں نکالی ہوئی تھیں اور میرے سامنے تین دفعہ رینگ کر آواز نکالی پھر زمین میں چھپ گیا پھر میں لوگوں کے پاس آیا جن کے پاس میرا کام تھا تو انہوں نے کہا کیا بات ہے ہم آپ کا رنگ اڑا ہوا دیکھتے ہیں تو میں نے ان کو وہ بات بتائی تو انہوں نے کہا آپ کو معلوم نہیں یہ کون ہے میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا یہ ایک اس قبیلے کا لڑکا ہے اور یہ اس کی ماں ہے جو فلاں سامنے خیمے میں رہتی ہے۔ جب وہ اس کو کچھ حکم دیتی تھی تو یہ اس کو گالیاں دیتا تھا اور کہتا تھا تو گدھی ہے پھر اس کے منہ پر گدھے کی طرح رینکتا تھا اور کہتا تھا ہا ہا پھر یہ مر گیا تو ہم نے اس کو اس گڑھے میں دفن کر دیا پھر روزانہ اب یہ اسی وقت میں جس میں ہم نے اس کو دفن کیا تھا اپنا سر نکالتا ہے اور اسی کے خیمے کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ رینکتا ہے پھر گڑھے میں گھس جاتا ہے۔

نافرمان کا سر گدھے کی شکل میں قبر سے نکلتا اور چھپتا تھا

(۱۳۸/۴)-عن عبد الله بن ابي الهذيل قال: كان رجل اذا كلّمته امّه نَهَقَ في وجهها ثلاثا ثم قال لها: انّما انتِ حِمارٌ فمات

(۱۲۷)ذكره المنذري في المصدر السابق بنحوه (۱۷) وقال: رواه الأصبهاني وغيره۔ وقال الأصبهاني : حدث به أبو العباس الأصم إملاء بنيسابور بمشهد من الحفاظ فلم ينكروه۔

فکان کلَّ یوم بعدَ العصر یَخرج راسُه من قبرہ راْسَ حمار الیٰ صدرہ فَینْهَق ثلاثا ثم یعود الی قبرہ.(۱۲۸)

حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل فرماتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جب اس سے اس کی ماں بات کرتی تھی تو یہ اس کے منہ پر تین مرتبہ گدھے کی طرح رینکتا تھا پھر اس کو کہتا تھا تو گدھی ہے پھر جب مر گیا تو روزانہ عصر کے بعد اس کا سر اس کی قبر سے گدھے کے سر کی طرح اس کے سینے تک نکلتا تھا اور تین مرتبہ وہ گدھے کی طرح رینکتا تھا پھر اپنی قبر میں لوٹ جاتا تھا۔

واقعہ

(۱۳۹/۵)-عن ابی قزعة رجل من اهل البصرة عنه او عن غیرہ قال: مررنا ببعض المیاہ فسَمِعْنا نَهیقَ حمار، فقلنا لهم: ما هذا النهیق، قالوا: هذا رجل کان عندنا فکانت امه تکلمه بالشیء، فیقول: انهقی نهیقک قال غیر اسحاق فکانت امه تقول: جعلک الله حمارا. فلما مات سُمع هذا النِّهیقُ عند قبرہ کلَّ لیلة.(۱۲۹)

بصرہ کے ایک آدمی کا بیان ہے کہ ہم پانی کے ایک گھاٹ کے پاس سے گزرے تو ہم نے گدھے کے رینکنے کی آواز سنی تو ہم نے ان سے کہا یہ رینکنا کیسا ہے تو انہوں نے کہا یہ ایک آدمی ہے جو ہمارے پاس رہتا تھا اس کی ماں اس سے بات کرتی تھی تو یہ اس کو کہتا تھا گدھے کی طرح رینک لے اس کی ماں اس کو کہتی تھی خدا تجھے بھی گدھا بنا دے پس جب یہ مر گیا تو اس کی قبر سے ہر رات اس رینکنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔

---

(۱۲۸) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۳۸)۔

(۱۲۹) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۳۹)۔

والدہ کے قاتل کی حج سے بھی بخشش نہیں ہوگی

(۱۴۰/۲)-سعید العمانی وکان من المجتهدین قال: حججتُ فی بعض السنین فلما انقضی الحج رایت لیلة الروس بِمِنی قائلا یقول: یا هذا؟ اعلم ان الله قد غفر لکل مَنْ حَجّ فی هذه السنة الا ابا صالح البَلْخی، قال فعاودت المنام فعاودنی ثانیة وثالثة، فلما اصبحتُ سالتُ عن مضارب البلخیین بمنی فاتیتُها، وسالتُ عن الرجل فاذا هو من اصحاب السلطان، فاردت لقاء ه فَعَسُرَ ذلک لکثرة غِلمانه واَتْبَاعِه، واَبَتْ نفسی الا لقاء ه، فمضیتُ الی مضربه فحاذیته فاذا الجندُ قیامٌ علی راسه فَدَنَوْتُ فدفعونی فسمع کلامی، فقال:/ ادنوه منی فتقدمت الی فُسطاطه فاذا هو رجل یَخْضِبُ بالوَسِمَة، فقلتُ: اخلنی معک فامر اصحابه فَبَعُدُوا فقلت: انتَ ابو صالح البَلْخِی؟

قال: نعم انا ابو الصالح البلخی . الویل لی. فقلتُ له : انی رایتُ فی منامی کذا و کذا ، فقال انی کنت فی شبابی اشرب الشَّراب فانصرفت لیلةً سکران، فقرعتُ الباب وطال وقوفی به، ففتحتْ لی والدتی ومعی خَنْجَر فوَجَاتُها به وَجْاَةً فقتلتُها، فقلتُ له : تبًا لکَ.(۱۳۰)

حضرت سعید العمانی عبادت گذار نیک لوگوں میں سے تھے یہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا جب حج سے فارغ ہوا تو میں نے پہلی رات منیٰ میں خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے اے صاحب! جان لو اللہ نے ہر اس شخص کو معاف کردیا ہے جس نے اس سال حج کیا ہے۔ مگر ابوصالح بلخی کو تو میں دوبارہ

(۱۳۰) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱٤۰)۔

لیٹ گیا تو دوبارہ مجھے یہی خواب آیا اور تیسری مرتبہ بھی پھر جب صبح ہوئی تو میں نے منیٰ میں بلخ کے خیموں کے بارے میں پوچھا اور وہاں پہنچ گیا پھر اس آدمی کے بارے میں پوچھا تو وہ بادشاہ کے اہل دربار میں نکلا میں اس سے ملنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے غلام اور نوکر چاکر ملازم آفیسران بہت زیادہ تھے جس سے مجھے بڑی دقت ہوئی اور میرے نفس نے بھی اسے ملے بغیر انکار کر دیا تو میں اس کے خیمے کی طرف آگے بڑھا تو سامنے دیکھا ایک لشکر اس آدمی کے سر پر کھڑا ہے جب میں اس کے قریب ہوا تو انہوں نے مجھے دھکا دیا لیکن اس آدمی نے میری بات کو سن لیا اور کہا اس کو میرے قریب کر دو تو میں اس کے خیمے کے قریب ہو گیا تو وہ ایک ایسا آدمی تھا جس نے وسمہ کے ساتھ اپنے بالوں کو رنگ رکھا تھا میں نے کہا تنہائی میں میری بات سنو تو اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا تو وہ دور ہو گئے تو میں نے کہا کیا آپ ہی ابو صالح البلخی ہیں اس نے کہا ہاں میں ہی ابو صالح البلخی ہوں میرے لیے ہی تباہی ہے میں نے اس کو کہا میں نے رات خواب میں ایسا اور ایسا دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں جوانی میں شراب پیتا تھا ایک رات نشے کی حالت میں گھر واپس ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا اور کافی دیر دروازے پر میں کھڑا رہا میری ماں نے میرے لیے دروازہ کھولا تو میرے پاس جو خنجر تھا اس کو گھونپ دیا اور اس کو مار ڈالا۔ سعید العمانی فرماتے ہیں میں نے اس کو کہا تو ہلاک ہو جائے۔

والدہ کو تنور میں جلانے والے کا عبرتناک واقعہ

(۱۴۱/۷):- عن مالک بن دینار قال: بَیْنَا انا اطوف بالبیت الحرام وقد اعجبنی کثرةُ الحاجّ والمعتمرین، فقلت یالیتَ شعری من المَقْبُولُ منهم فَاُهَنِّیه، ومَن المردودُ منهم فاُعَزِّیه، فلمّا کان اللیلِ اُرِیتُ فی منامی کانّ قائلا یقول: مالکَ بنَ دینارٍ تتفکر فی

الحجاج والمعتمرين، قد والله غفر الله للقوم اجمعين الصغير والكبير والذكر والانثى الاسود والابيض العربى والاعجمى، ما خلا رجلا واحدا فان الله تعالى عليه غضبان، وقد رَدّ عليه حجه وضرب به وجهه. قال مالك : فنمتُ بليلةٍ لا يعلمُها الا الله جلّ وعزّ، وخَشِيتُ اَنْ اكونَ انا ذلك الرجل، فلمّا كان في الليلة الثانية رايت في منامى مثل ذلك غير انه قيل لي ولستَ ذلك الرجل، بل هو رجل من اهل خُراسان من مدينة تُدْعَى بَلْخ ، يقال له : محمد بن هارون البَلْخى ، الله عليه غضبان ، وقد رَدّ عليه حَجَّه ، وضرب به وَجْهَه ، فلما اصبحتُ اتيتُ قبائل اهل خُراسان، فقلت: افيكم البلخيون ؟ قالوا: نعم . فاتيتهم فسلّمتُ وقلت: افيكم رجل يقال له محمد بن هارون، قالوا: بَخٍ بَخٍ يا مالك تسال عن رجل ليس بخراسان اعبدَ ولا ازهدَ ولا اقرأ منه ، فعَجِبْت من جميل الثناء عليه وما رأيت في منامى، فقلت ارشدوني اليه، فقالوا: إنه منذ أربعين سنة يصوم النهار ويقوم الليل ولا يأوى إلا الخِراب نظنه في خراب مكة، فجعلتُ أجول في الخرابات وإذا به قائم خلف جدار وإذا يده اليمنى مقطوعة معلقة في عنقه ، وقد نقب ترقوته وشدها إلى قيديْن غليظين في قدمه وهو راكع وساجد، فلما احسّ بهمس قدمى انفتل، وقال: مَنْ تكون؟ قلت: مالك بن دينار. قال: يا مالك فماذا جاء بك اليّ رايت رؤيا ؟ اقصصها عليّ قلت: استحيى أن استقبلك بها قال: لا تستحيى. فقصصتُها عليه ، فبكى طويلا وقال: يا مالك هذه الرؤيا تُرى لي منذ أربعين سنةً، يراها في كل سنة رجل زاهد

مثلک، إنی من أهل النار. قلت: بینک وبین الله ذنب عظیم؟
قال: نعم، ذنبی أعظم من السماوات والأرض والجبال والعرش
والکرسی. قلت: حدثنی احذّر الناسَ لا یعلمون به قال: یا مالک
کنتُ رجلا أکثر شُرْبَ هذا المُسْکِر، فشربتُ یوما عند خدن لی
حتی إذا ثَمِلْتُ وزال عقلی أتیت منزلی، فدخلتُ فإذا والدتی
تحصب تنّوراً لنا قد ابیض جوفه، فلما راتنی اتمایل بسکری
اقبلت تعظنی تقول: هذا آخر یومٍ من شعبان واول لیلة من رمضان
یصبح الناس غدا صوّاما، وتصبح انت سکراناً. أما تستحیی من
الله ؟ فرفعتُ یدی فلکزْتها، فقالتْ: تعِسْتَ؟ فغضِبْتُ من قولها
فحملتُها بسُکری فرمیت بها فی التنور، فلمّا راتنی امرأتی
حملتنی فأدخلتنی بیتا وأجافتْ الباب فی وجهی، فلما کان آخر
اللیل وذهب سکری دعوت زوجتی لتفتح الباب، فأجابتنی
بجواب فیه جَفاء، فقلت ویکِ ما هذا الجفاء الذی لم أعرفه
منک؟ قالت: تستاهل أن لا أرحمک. قلت: ولم قالت: قد
قتلتَ أمّک رَمَیْتَ بها فی التنور فقد احترقت، فلما سمعتُ
ذلک لم أتمالک أن قلعتُ الباب وخرجت إلی التنور فإذا هی
فیه کالرغیف المحترق، فالتفتُ فإذا قدوم فوضعت یدی علی
عتبة الباب فقطعتها بیدی الشمال، ونقبت ترقوتی فأدخلت فیها
هذه السلسلة، وقیدت قدمیَّ بهذین القیدین، وکان مِلْکی ثمانیة
آلاف دینار فتصدقتُ بها قبلَ مغیب الشمس، وأعتقت ستا
وعشرین جاریة، وثلاثة وعشرین عبدا، ووقفت ضِیاعی فی سبیل
الله، وأنا منذ أربعین سنة أصوم النهار وأقوم اللیل لا أفطر إلا علی

قبضة حمص، وأحج البيت في كل سنة، ويرى لي في كل سنة رجل عالم مثلك مثل هذه الرؤيا وإني من أهل النار. قال مالك: فنفضت يدى في وجهي وقلت: يا مشؤم كدتَّ تحرق الأرض ومَنْ عليها بنارك، وغبتُ عنه بحيث أسمع حِسَّه ولا أرى شَخْصَه. فرفع يديه إلى السماء وجعل يقول: يا فارج الهمّ وكاشف الغمّ مجيبَ دعوة المضطرين، أعوذ برضاك من سَخطِك، وبمعافاتك من عقوبتك، لا تقطع رجائي ولا تخيّب دعائي. قال مالك: فأتيت منزلي فنمت فرأيت النبيَّ ﷺ في منامي وهو يقول: يا مالك لا تقنّط الناسَ من رحمة الله، ولا تؤيسهم من عفوه، إن الله قد اطّلع من الملأ الأعلى على محمد بن هارون فاستجاب دعوته، وأقاله عَثْرَته، اغْدُ إليه فقل له: إنّ الله يجمع الأولين والأخرين يومَ القيامة وينتصر للجَمّاء من القَرْناء ويجمع بينك يا محمد بن هارون وبين أمّك فيحكم لها عليك، ويأمر الملائكة فيقودونك بسلاسل غِلاظ إلى النار، فإذا وجدتَ طَعْمَها بمقدار ثلاثة أيام من أيام الدنيا ولياليها لأني آليتُ على نفسي لا يشربُ المُسْكِرَ عبدٌ من عبيدي ويقتل النفسَ التي حَرَّمْتُ إلا أذقته طَعْم النار، ولو كان خليلي إبراهيم، ثم أطرح في قلب أمك الرحمة فألهمها أن تستوهبك مني، فاهبُك لها فتدخلان الجنة. فلما أصبحتُ غدوتُ إليه فأخبرتُه برؤياي فكأنما كانت حياته حصاةً طُرحت في طَسْتِ ماءٍ فمات فكنت فيمن صلّىٰ عليه. (۱۳۱)

---

(۱۳۱) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (۱٤۱)۔

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں میں بیت اللہ شریف کا طواف کررہا تھا
مجھے حاجیوں کی اور عمرے والوں کی کثرت بڑی پسند آرہی تھی میں نے کہا کاش
مجھے معلوم ہوتا کہ ان میں سے کون مقبول ہے کہ میں اس کو مبارک دوں اور کون
مردود ہے میں اس کو افسوس کروں جب رات ہوئی تو مجھے خواب میں دکھایا گیا گویا
کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے اے مالک بن دینار تم نے حاجیوں اور عمرے والوں
کے بارے میں فکر کی ہے اللہ تعالیٰ نے خدا کی قسم تمام لوگوں کو چھوٹوں کو اور بڑوں
کو مردوں کو اور عورتوں کو اور کالوں کو اور گوروں کو عربیوں کو اور عجمیوں کو معاف کر
دیا ہے سوائے ایک آدمی کے کیونکہ اللہ اس پر ناراض ہیں اور اس کا حج رد کردیا ہے۔
اور اس کے منہ پر ماردیا ہے حضرت مالک نے فرمایا کہ معلوم نہیں میں رات کو کتنی
دیر سویا مجھے ڈر تھا کہ میں ہی وہ آدمی ہوں گا جب دوسری رات ہوئی تو میں نے
خواب میں اسی طرح سے دیکھا لیکن مجھے یہ کہا گیا کہ تم وہ آدمی نہیں ہو بلکہ وہ
خراسان (افغانستان) کے شہر بلخ کا ہے اس کا نام محمد بن ہارون بلخی ہے اللہ اس پر
ناراض ہے اس کا حج اس پر لوٹا دیا ہے اور اس کو اس کے منہ پر ماردیا ہے جب صبح
ہوئی تو میں افغانستان کے قبیلوں کی طرف آیا اور پوچھا کیا تم میں بلخی ہیں تو انہوں
نے کہا ہاں تو میں ان کے پاس گیا اور ان کو سلام کیا اور کہا کیا تم میں ایسا آدمی ہے
جس کا نام محمد بن ہارون ہے انہوں نے کہا ہاں کیا خوب کیا خوب اے مالک آپ
اس آدمی کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ خراسان میں اس سے زیادہ عابد اور اس
سے زیادہ زاہد اور اس سے زیادہ ماہر دین کوئی نہیں تو میں لوگوں پر اس کی اچھی
تعریف اور اپنے خواب دیکھنے پر حیران ہو رہا تھا تو میں نے ان سے کہا مجھے اس
کا پتہ بتاؤ تو انہوں نے کہا وہ چالیس سال سے دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو
عبادت کرتا ہے ویرانے کو اپنا ٹھکانہ بناتا ہے ہمارا خیال ہے کہ وہ مکہ کے کسی
گھرانے سے ہے پس میں مکہ کے گھرانوں میں ڈھونڈنے لگا اچانک میں نے

ایک آدمی کو دیوار کے پیچھے کھڑا ہوا دیکھا اس کا دایاں ہاتھ کٹا ہوا تھا اور گردن کے ساتھ لٹکا ہوا تھا اور اس نے اپنی ہنسلی کی ہڈی میں سوراخ کر رکھا تھا اپنے قدموں کو باندھ رکھا تھا جب کہ وہ رکوع اور سجدہ بھی کرتا تھا پس جب اس نے میرے قدموں کی کھسکھساہٹ سنی تو مڑ کر پوچھا کون ہو میں نے کہا مالک بن دینار اس نے کہا کیا آپ کو میری طرف کوئی خواب لے آیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے اس کو میرے سامنے بیان کرو میں نے کہا مجھے خدا سے حیا آتی ہے کہ میں تمہارے سامنے اس کی بات کروں اس نے کہا مت حیاء کرو تو میں نے اس کو اس کے سامنے بیان کر دیا پھر وہ کافی دیر روتا رہا اور کہا اے مالک یہ وہ خواب ہے جو میرے لیے چالیس سال سے دکھایا جاتا ہے جس کو ہر سال آپ جیسا زاہد آدمی دیکھتا ہے میں دوزخ والوں میں سے ہوں میں نے کہا تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی بڑا گناہ واقع ہوا ہے اس نے کہا ہاں میرا گناہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں اور عرش اور کرسی سے بھی بڑا ہے میں نے کہا مجھے بتاؤ میں لوگوں کو ڈراؤں گا تا کہ وہ ایسا نہ کریں اس نے کہا اے مالک میں جوان آدمی تھا کثرت سے نشے والی شراب پیتا تھا میں نے ایک دن ایک دوست کے پاس شراب پی لی حتیٰ کہ جب مجھے شراب کی مستی ہوئی اور میری عقل زائل ہو گئی تو میں اپنے گھر میں آ گیا جب میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ تنور جلا رہی تھی اور تنور کا اندر جل کر سفید ہو چکا تھا جب اس نے مجھے نشے سے لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو میری طرف متوجہ ہو کر مجھے نصیحت کرنے لگی اور کہنے لگی یہ شعبان کا آخری دن ہے اور رمضان کی پہلی رات ہے صبح کو لوگ روزے کی حالت میں ہوں گے اور تم نشے کی حالت میں تمہیں خدا سے حیا نہیں آتی تو میں نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس کو تھپڑ مار دیا تو اس نے کہا تو تباہ ہو جائے پھر مجھے اس کی اس بات سے غصہ آیا تو میں نے اس کو اپنے نشے کی حالت میں اٹھا کر اسی تنور میں پھینک دیا جب میری بیوی نے دیکھا تو مجھے

اٹھا کر میرے کمرے میں ڈال دیا اور سامنے کا دروازہ بند کر دیا جب رات کا آخری حصہ ہوا اور میرا نشہ بے اثر ہو گیا میں نے اپنی بیوی کو بلایا تا کہ وہ دروازہ کھولے اس نے مجھے ایسا جواب دیا جس میں بڑی کڑک اور سختی تھی تو میں نے کہا تو ایسا جواب کیوں دیتی ہے جو میں نے کبھی تجھ سے نہیں سنا اس نے کہا تو اس کا اہل نہیں تجھ پر رحم کیا جائے میں نے کہا تو نے ایسا کیوں کہا تو اس نے کہا تو نے اپنی ماں کو قتل کر دیا ہے اور اس کو اس تنور میں پھینک دیا ہے اور وہ جل چکی ہے جب میں نے یہ بات سنی تو میں اپنے آپ سے بے قابو ہو گیا تو میں نے اپنے گھر کا دروازہ اکھیڑا اور تنور کی طرف نکلا تو وہ واقعی جلی ہوئی روٹی کی طرح ہو چکی تھی تو میں ایک کلہاڑے کی طرف پھرا اپنا ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر رکھ کر اس کو بائیں ہاتھ سے کاٹ دیا اور اپنی ہنسلی کی ہڈی کے نیچے سے سوراخ کر کے میں نے یہ زنجیر ڈالی اور اپنے پیروں کو ان زنجیروں کے ساتھ باندھ دیا میری ملک میں آٹھ ہزار اشرفیاں تھیں میں نے ان کو سورج چھپنے سے پہلے پہلے صدقہ کر دیا اور چھبیس لونڈیوں کو بھی آزاد کر دیا اور تیئس غلاموں کو بھی آزاد کر دیا اور اپنا سارا سامان اللہ کی راہ میں وقف کر دیا اور اب میں چالیس سال سے دن کو روزہ رکھتا ہوں اور رات کو عبادت میں مصروف رہتا ہوں میں ایک مشت بھر چھولوں پر روزہ افطار کرتا ہوں اور ہر سال بیت اللہ کا حج کرتا ہوں اور ہر سال میرے لیے آپ کی طرح کا ایک آدمی اس طرح کا خواب دیکھتا ہے کہ میں دوزخ والوں میں سے ہوں حضرت مالکؒ نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ کے سامنے جھاڑے اور کہا اے بدبخت قریب ہے کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے تیری آگ کی وجہ سے جل جائیں اور میں اس سے ایسی جگہ چلا گیا کہ میں اس کی آواز تو سن سکوں لیکن اس کی شکل نہ دیکھ سکوں تو اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعا کرنے لگا:

يَا فَارِجَ الْهَمِّ وَكَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ لَا تَقْطَعْ رَجَائِيْ وَلَا تُخَيِّبْ دُعَائِيْ.

(ترجمہ) اے غم کو کھولنے والے اور پریشانی کو دور کرنے والے لاچاروں کی دعا کو سننے والے میں آپ کی رضا کے ساتھ آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ کی معافی کے ساتھ آپ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں آپ میری امید کو نہ توڑیں اور میری دعا کو ناکام نہ لوٹائیں۔

تو حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر لوٹا پس سویا تو نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ فرما رہے تھے اے مالک لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرو اور ان کو اس کی معافی سے مایوس نہ کرو اللہ تعالیٰ نے ملاء اعلیٰ سے محمد بن ہارون کی طرف جھانک کر دیکھا ہے اور اس کی دعا کو سنا ہے اور اس کی لغزش کو معاف کیا ہے صبح کو اس کے پاس جاؤ اور اس کو کہو اللہ قیامت کے دن پہلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا اور سینگ والی سے بے سینگ والی بکری کے لیے بھی انصاف کرے گا اے محمد بن ہارون تیرے اور تیری ماں کے درمیان بھی وہ فیصلہ کرے گا اس کا فیصلہ تیرے خلاف ہوگا اور تیری ماں کے حق میں ہوگا اور وہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ تجھے بیڑیاں پہنا کر جہنم کی طرف لے جائیں پس جب تو جہنم کی مصیبت کو دنیا کے تین دن اور راتوں کے برابر دور سے دیکھے گا کیونکہ میں نے اپنی ذات پر قسم کھائی ہے کہ کوئی بندہ میرے بندوں میں سے جو نشہ کی چیز پئے گا اور اس جان کو قتل کرے گا جس کا قتل کرنا میں نے حرام کیا ہے تو میں اس کو

جہنم کا مزہ چکھاؤں گا اگرچہ وہ میرا دوست ابراہیم بھی کیوں نہ ہو (اعاذنا اللہ منہ) پھر میں تیری ماں کے دل میں مہربانی ڈالوں گا اور اس کے دل میں یہ بات ڈالوں گا کہ وہ تجھے مجھ سے مانگ لے تو میں تجھے اس کو دے دوں گا پھر تم دونوں جنت میں داخل ہو جاؤ گے چنانچہ جب میں نے صبح کی تو اس کی طرف گیا اور اس کو اپنا یہ خواب سنایا تو گویا کہ اس کی زندگی ان کنکریوں کی طرح تھی جو پانی کے تھال میں ڈال دی گئی ہوں چنانچہ وہ اتنے ہی مختصر وقت میں فوت ہوا اور میں اس کے جنازہ پڑھنے والوں میں شریک ہوا۔

باب نمبر:16

والدین کی نافرمانی کی اقسام

نافرمانی یہ ہے کہ والدین جب کسی مباح چیز کا حکم دیں تو اس کی مخالفت کی جائے زبان اور اپنے عمل سے ان کی بے ادبی کی جائے۔

والدین کورلانا

(۱۴۲/۱):-عن ابن عمر قال: بکاء الوالدین من العقوق.
(۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ والدین کا رونا بھی نافرمانی میں سے ہے۔

(فائدہ) جب آدمی والدین کو دکھ دیتا ہے تو وہ اس کا بچپن اور اپنی مہربانیاں یاد کر کے روتے ہیں تو یہ بھی اولاد کی طرف سے نافرمانی شمار ہوتی ہے۔

والدین کو تیز نگاہ سے دیکھنا

(۱۴۳/۲):-عن عروۃ بن الزبیر قال: ما بَرَّ والدیہ مَنْ اَحَدَّ النَّظَرَ اِلَیْھِمَا.(۱۳۳)

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جس شخص نے والدین کی طرف تیز نگاہ

(۱۳۲)أخرجه البخاری فی الأدب المفرد ۱ /٤٤ باب لین الکلام لوالدیه، وعزاہ فی فضل اللہ الصمد للطبری فی التفسیر وعبد الرزاق والخرائطی فی مساوئ الأخلاق۔

(۱۳۳) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱٤۳)۔

سے دیکھا اس نے اپنے والدین کی فرمانبرداری نہیں کی۔

والد کے آگے چلنا یا اس کا نام لینا

(۱۴۴/۳):-سمعت ابن محيريز يقول: من مشى بين يَدَىْ أبيه فقد عقّه، إلا أن يمشي فيميط له الأذى عن طريقه، ومَنْ دعا أباه باسمه أو بِكُنيته فقد عَقّه ، إلا أن يقول يا أبه.(۱۳۴)

حضرت ابن محیریز فرماتے ہیں جو آدمی اپنے باپ کے آگے چلا تو اس نے بھی نافرمانی کی ہاں اگر اس لیے چلا کہ اس کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹائے گا تو مستثنیٰ ہے اور جو آدمی اپنے باپ کو اس کے نام سے پکارے گا یا کنیت سے تو اس نے بھی باپ کی نافرمانی کی ہاں اگر یوں کہے ابا جان۔

تیز نگاہ سے دیکھنا اور غم پہنچانا

(۱۴۵/۴):-عن مُجاهد قال: لا ينبغي للولد أنْ يدفع يد والده عنه إذا ضربه، قال ومَنْ شَدّ النظرَ إلى والديه فلم يَبِرَّهما، ومَنْ أدخل عليهما حزنا فقد عقَّهما.(۱۳۵)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اولاد کے لیے مناسب نہیں کہ وہ باپ کے ہاتھ کو روکے جب باپ اس کو مارنا چاہے اور جس نے والدین کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اس نے والدین کی فرمانبرداری نہیں کی اور جس نے والدین میں غم داخل کیا تو اس نے بھی نافرمانی کی۔

باپ کے خلاف مقدمہ پیش کرنا

(۱۴۶/۵):-عن الحسن قال: إليه منتهى القطيعة أن يجافي

(۱۳۴) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۴۴)۔

(۱۳۵) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۴۵)۔

الرجل أباه عند السلطان. (١٣٦)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں والدین سے قطع تعلق کی انتہاء یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے مقابلے میں بادشاہ کے سامنے جھگڑا اور مقدمہ لے کر جائے (یا کسی جج اور پنچائیت کے سامنے)۔

والدین کے کچھ آداب

(١٤٧/٦):-الحسين بن أحمد الضبعي قال سمعت أبي قال سمعت فرقدا قال: قرأت في بعض الكتب: ما بَرّ وَلَدٌ مَدَّ بَصَرَه إلى والديه، وأن النظر إليهما عبادةٌ، ولا ينبغي للولد أن يمشي بين يدى والديه، ولا يتكلم إذا شَهِدَا، ولا يمشي عن يمينهما ولا عن يسارهما إلا أن يدعوانه فيجيبهما، أو يامرانه فيطيعهما ولكن يمشي خلفهما مثل عَبْدٍ ذليل. (١٣٧)

حضرت فرقد فرماتے ہیں میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس اولاد نے فرمانبرداری نہیں کی جس نے اپنی نگاہ والدین کی طرف تیز کر کے دیکھی جب کہ والدین کی طرف پیار سے دیکھنا بھی عبادت ہے اور اولاد کے لیے مناسب نہیں کہ وہ والدین کے آگے چلیں اور جب وہ موجود ہوں تو بات نہ کرے اور نہ ان کے دائیں چلے اور نہ بائیں ہاں اگر وہ سامنے بلائیں تو ان کو جواب دے یا کوئی حکم دیں تو ان کی فرمانبرداری کرے لیکن وہ ان کے پیچھے عاجز غلام کی طرح چلے۔

---

(١٣٦) أخرجه ابن المبارك في البر والصلة رقم (١١١) وعند ابن المبارك بحاني، ومعنى المحافة المخاصمة، والمحانة معيبة الوالدين عند السلطان۔ ومعناهما قريب وهي والمخاصمة والعيب عند السلطان۔

(١٣٧) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (١٤٧)۔

والد کے خلاف حجت قائم کرنا

(۱۴۸/۷):-عن يزيد بن أبي حبيب قال: إيجابُ الحُجَّة على الوالد عقوق. (۱۳۸)

حضرت یزید بن حبیب فرماتے ہیں کہ والد کے خلاف حجت کو قائم کرنا بھی نافرمانی ہے۔

والدین سے جھڑک کر بولنا

(۱۴۹/۸):-عمارة يقول سألت الحسن عن البِرّ، فقال الحُبُّ والبَذْل. قلتُ: فما العُقوق. قال: تهجرهما وتحرمهما. (۱۳۹)

حضرت عمارہ بن میران فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بصریؒ سے والدین کی نافرمانی کے بدلے میں پوچھا تو فرمایا ان سے محبت کرنا اور خرچ کرنا ان کی فرمانبرداری ہے میں نے کہا نافرمانی کیا ہے فرمایا ان سے جھڑک کر بولنا اور ان کو محروم رکھنا۔

ماں باپ کا حکم نہ ماننا

(۱۵۰/۹):-عن كعب أنه سئل عن العقوق فقال: إذا أمرك أبواك فلم تطعهما فقد عققتهما، وإذا دَعَوا عليك فقد عققتَهما العقوقَ كلَّه. وفي لفظ عن كعب إنه قال: إذا أقسم عليه فلم يفعل، وساله فلم يعطه، وشكى إلى الله ما يلقى منه، فذلك العقوق كُلُّه. (۱۴۰)

---

(۱۳۸) اخرجه ابن الجوزی فی كتاب البر والصلة (۱٤۸)۔

(۱۳۹) أخرجه ابن المبارك في البر والصلة رقم (۱۱۸)۔

وزاد " ثم قال: قال الحسن: النظر إلى وجه الأم عبادة فكيف ببرها "۔

(۱٤۰) اخرجه ابن الجوزی فی كتاب البر والصلة (۱٥۰)۔

حضرت کعبؓ سے والدین کی نافرمانی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا تیرے والدین تجھے حکم دیں اور تو نے ان کی بات کو نہ مانا تو تو نے ان کی نافرمانی کی اور جب وہ تیرے خلاف بددعا کریں تو تو کامل طور پر ان کا نافرمان ہوا اور حضرت کعبؓ سے اس طرح بھی مروی ہے کہ جب باپ قسم دے کر بیٹے کو حکم دے اور وہ نہ مانے اور اس سے کوئی ضرورت مانگے اور وہ نہ دے اور جو اولاد کی طرف سے اس کو مصیبت پہنچے باپ اس کی اللہ کے سامنے شکایت کرے تو یہ سب نافرمانی میں داخل ہے۔

باب نمبر:17

اولاد کے حق میں والدین کی دعا کی قبولیت

والد کی دعا رد نہیں ہوتی

(۱۵۲/۱):-عن ابن مسعود قال: ثلاثة لا تُرَدُّ دعوتُهم: الوالدُ، والمظلومُ، والمسافرُ.(۱۴۱)

حضرت عبداللہ مسعودؓ فرماتے ہیں تین قسم کی دعائیں رد نہیں ہوتیں والد کی دعا مظلوم کی دعا اور مسافر کی دعا۔

والد کی دعا سے مال اور اولاد کا بقاء

(۱۵۳/۲):-الحسن يقول: دعاءُ الوالدين يثبّت المالَ والولد.(۱۴۲)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ والدین کی دعا مال کو اور اولاد کو ثابت اور قائم رکھتی ہے۔

والد کی دعا نجات ہے

(۱۵۴/۳):-حفص بن أبي حفص السرّاج قال سمعت رجلا يسأل الحسن: ما دعاء الوالد لولده؟ قال: نجاة.(۱۴۳)

(۱٤۱) اخرجه ابن الجوزى فى كتاب البر والصلة (۱٥۲)۔
(۱٤۲) اخرجه ابن الجوزى فى كتاب البر والصلة (۱٥۳)۔
(۱٤۳)أخرجه ابن المبارك في البر والصلة رقم (٤٥)۔

ایک آدمی نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا والد کی اولاد کے لیے دعا کا کیا مقام ہے؟ فرمایا نجات (کا درجہ رکھتی ہے)۔

والد کی دعا کے آگے کوئی رکاوٹ نہیں

(۱۵۵/۴):-عن مجاهد قال: دعوةُ الوالِد لا تُحجَبُ عن الله عزّوجلّ. (۱۴۴)

حضرت مجاہدؒ نے فرمایا والد کی دعا کی خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی آڑ نہیں ہوتی۔

(۱۵۶/۵):-عن مجاهد قال: ثلاثٌ لا يُحجَبْنَ عن الله عزّوجلّ: دعوةُ الوالد لولده، والمظلوم، وشهادة أن لا إلهَ إلا اللهُ. (۱۴۵)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں تین قسم کے کلمات ایسے ہیں جن کی اللہ کے سامنے رکاوٹ نہیں ہوتی والد کی اولاد کیلئے دعا اور مظلوم کی بد دعا اور لا اله الا الله کی گواہی۔

والدہ کی دعا کی عجیب تاثیر (حکایت)

(۱۵۷/۶):-عبدالرحمن بن أحمد يقول: سمعت أبي يقول: جاءتْ امرأةٌ إلى ابن مَخْلَد، فقالت: إنّ ابني قد أَسَرَه الرومُ ولا أَقْدِرُ على مالٍ أكثر من دُوَيْرةٍ، ولا أقدر على بيعها، فلو أشرتَ إلى من يفديه بشيء فليس له ليل ولا نهار ولا نوم ولا قرار، فأطرق الشيخ وحَرَّكَ شفتيه، فلَبِثْنا مدةً فجاءتِ المرأةُ ومعها ابنُها وأخذتْ تدعو له، وقالت: حديثٌ يحدثك به، فقال الشابّ: كنتُ في يدي بعض ملوك الروم مع جماعة من الأسارى، وكان له إنسان يستخدمنا كل يوم، فخرج إلى الصحراء لنخدمه ثم

---

(۱۴۴) أخرجه ابن المبارك في البر والصلة رقم (۵۰)۔

(۱۴۵) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (۱۵۶)۔

یـردّنـا وعـلـیـنـا قیـوذُنـا، فبینما نحن نجیئ من العمل بعد المغرب انـفـتـح القید من رجلي ووقع علي الارض ووصف الیوم والساعة، فـوافـق الـوقـتَ الـذی جـاء ت الـمرأة ودعی الشیخ، قال: فنهض الـذی کان یحفظنی فصاح عَلَیَّ وقال: کسرتَ القیْدَ؟ قلت: لا انه سـقـط مـن رجـلـی؟ قـال: فتـحَیروا خبر صاحبه، وأحضر الحدّاد وقیّدونی فلما مشیت خطواتٍ سقط القَیْد من رجلی، فتَحیّروا فی أمری، فدَعَوْا رُهبانَهم، فقالوا لی: ألک والدةٌ؟ قلت: نعم. قالوا: قد وافق دعاؤها الإجابة، وقالوا: أطلقک الله فلا یمکننا نقیّدک، فَرَدُّونی وأصحبونی إلی ناحیة المسلمین.(۱۴۶)

حضرت عبدالرحمٰن بن احمد بیان کرتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک عورت حضرت ابن مخلدؒ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا میرے بیٹوں کو رومیوں نے قید کرلیا ہے میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ میں دے کر کے خرید کرسکوں اگر آپ کسی کی طرف اشارہ کردیں جو کچھ فدیہ میں دے دے کیونکہ میرے بیٹے کا نہ دن ہے نہ رات نہ نیند ہے نہ قرار ہے۔ تو شیخ نے سر جھکایا اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دی تو ہم کچھ دن ٹھہرے کہ وہ عورت اپنے ساتھ اپنے بیٹے کو لے آئی حضرت ابن مخلد کو دعا دینے لگی اور کہا عجیب بات ہوئی جو آپ کو یہ بیٹا سنائے گا تو جوان نے بیان کیا کہ میں روم کے ایک بادشاہ کے قبضے میں تھا جس میں اور بھی کئی قیدی تھے اس کا ایک افسر تھا جو روزانہ ہم سے خدمت لیتا تھا وہ صحرا میں لے جاتا تا کہ ہم اس کی خدمت کریں پھر وہ واپس لے آتا تھا اور بیڑیاں ہمارے پاؤں میں پڑی ہوتی تھیں ہم اسی حالت میں ایک دن مغرب کے بعد آرہے تھے کہ میرے پاؤں سے بیڑیاں کھل گئیں اور زمین پر گرگئیں پھر اس نے وہ دن اور وقت

---

(۱۴۶) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۵۷)۔

بیان کیا۔ تو وہ وہی وقت نکلا جس میں وہ عورت اس بزرگ کے پاس آئی تھی اور بزرگ نے دعا کی تھی وہ جوان بیان کرتا ہے کہ وہ شخص جو میری نگہداشت کرتا تھا وہ مجھ پر چلایا اور کہا تم نے بیڑیاں کاٹ دیں؟ میں نے کہا نہیں خود میرے پاؤں سے گر گئی ہیں تو وہ اس بات سے حیران ہوئے پھر لوہار کو بلایا اور مجھے بیڑیاں ڈال دیں میں پھر چند قدم چلا اور بیڑیاں پھر گر گئیں تو وہ میرے معاملے سے حیران ہوئے پھر اپنے راہبوں کو بلایا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تیری والدہ زندہ ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ تیری والدہ کی دعا قبول ہوئی اور انہوں نے کہا کہ جس کو اللہ چھوڑیں ہم اس کے قید کرنے کی قدرت نہیں رکھتے پھر انہوں نے مجھے کچھ آدمیوں کے ساتھ کر کے مسلمانوں کے علاقے تک پہنچا دیا۔

باب نمبر:18

اولاد کے خلاف والدین کی بددعا کی قبولیت

والدین کی بددعا پوری ہو کر رہتی ہے

(۱۵۸/۱): عن أبی جعفر انه سمع اباهريرة يقول قال النبی ﷺ: ثلاثُ دعواتٍ مستجاباتٌ لاشکَّ فيهنّ، دعوةُ المظلوم، ودعوة المسافر، ودعوة الوالدين علی ولدِهما.(۱۴۷)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کی دعائیں مقبول ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں مظلوم کی دعا مسافر کی دعا اور والدین کی اولاد پر بددعا۔

حضرت جنیدؒ پر والدہ کی بددعا کا وبال

(۱۵۹/۲-حدیث): عن أبی هريرة رضی الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: كان جُريج راهبا فی صَومَعَةٍ له، وكان راعی بقر

---

(۱٤۷) أخرجه أحمد فی المسند ۲۵۸/۲، وأبو داود الطيالسی فی المسند ص ۳۲۹ والبخاری فی الأدب المفرد ص (۲۸) باب دعوة الوالدين (۳۲) وأبو داود ۱۸۷/۲ كتاب الصلاة باب الدعاء بظهر الغيب (۳٦٤) والترمذی ٤/ ۳۱٤ كتاب البر والصلة باب ما جاء فی دعوة الوالدين (۱۹۰٥) وابن ماجة ۲/ ۱۲۷۰ كتاب الدعاء باب دعوة الوالد (۳۸٦۲) وصححه ابن حبان، أورده الهيثمی فی موارد الظمآن ص ۵۹۷ حديث (۲٤۰٦)۔

يَـأْوِى إلى أسفلِ صومعته، وكانت امرأةٌ من أهل القرية تختلف إلى الـراعـي، فأتته أمّه يوما فقالت: جُريجُ. وهو يصلى فقال في نفسه: أمـي وصلاتي. فرأى أن يؤثر صلاته، ثم صرخت به الثانية والثالثة، فـلـمّـا لم يجبها قالت: لا أمالك الله يا جريجُ حتى تنظر في وجوه الـمُـومسـات. ثـم انـصرفت، فولدتْ تلك المرأة فقالوا: ممّنْ؟ قـالت: من جُريج. فضربوا صومعته بالفؤوس حتى وقعت وجعلوا يده إلى عـنقه بحبل ثم مُر به على المومسات فرآهن فتبسّم وهن ينظرنَ إليه فقال الملك: ما تزعم هذه قال: ماتزعم؟ قال: تزعم ان ولـدهـا منك قـال: أين هـذا الـصـغـيـر فأقبل عليه، فقال: مَنْ أبـوك؟ قـال: راعـي البقر. قال الملك أنجعل صومعتك من ذهـب؟ قـال: لا رُدُّوها كما كانت، قال: فما الذى تبسّمتَ؟ قال أمْرٌ عَرَفْتُهُ، ادركتني دعوةُ أمّي ثم أخبرهم.(۱۴۸)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جریج راہب اپنے عبادت خانے میں تھا اور گائیوں کا چرانے والا اس کے عبادت خانے کے نیچے رہتا تھا اس بستی کی ایک عورت اس چرواہے کے پاس آتی جاتی تھی

(۱٤۸)أخرجه البخاری ٦ /٥٤٩ كتاب الأنبياء باب قول الله " واذكر في الكتاب مريم " (٣٤٣٦) وأخرجه أيضا في الأدب المفرد. كذا في فضل الله الصمد ١ /٩٧ ومسلم ٤ /١٩٧٦-١٩٧٧ كتاب البر والصلة باب تقديم بر الوالدين (٨ /٢٥٠٠) قال الحافظ في الفتح: إن الصلاة إن كانت نفلا وعلم تأذى الوالد بالترك وجبت الإجابة وإلا فلا، وإن كانت فرضا وضاق الوقت لم تجب الإجابة، وإن لم يضق الوقت وجبت عند إمام الحرمين، وخالفه غيره لأنها تلزم بالشروع، وعند المالكية أن إجابة الوالد في النافلة أفضل من التمادى فيها. كذا يجب عند الحنفية في النفل لا الفرض فإن علم انه يصلى لا بأس من أن لا يجيبه، وإن لم يعلم أجابه.

ایک دن جریج کے پاس اس کی والدہ آئی اور کہا جریج، جریج نماز پڑھ رہا تھا اس نے دل میں کہا ایک طرف میری ماں پکارتی ہے اور دوسری طرف میں نماز پڑھ رہا ہوں تو اس نے یہی سوچا کہ وہ نماز کو ترجیح دے اس نے دوسری دفعہ بھی اس کو پکارا اور تیسری دفعہ بھی پس جب جریج نے ماں کو جواب نہ دیا تو ماں نے کہا اللہ تجھے اس وقت تک نہ مارے حتی کہ تو کنجریوں کا منہ دیکھ لے پھر وہ واپس چلی گئی اور اس عورت نے بچہ جنا تو لوگوں نے کہا کس کا ہے اس نے کہا جریج کا تو لوگوں نے جریج کے عبادت خانوں کو کلہاڑوں سے توڑا حتی کہ وہ گر گیا۔ اور جریج کے ہاتھ کو اس کی گردن کے ساتھ رسی سے باندھا پھر اس کو کنجریوں کے پاس سے گزارا جب جریج نے ان کو دیکھا تو مسکرا پڑے جب کہ کنجریاں جریج کی طرف دیکھ رہی تھیں بادشاہ نے کہا اس کنجری کا کیا خیال ہے جریج نے کہا کیا خیال ہے؟ تو بادشاہ نے کہا اس کا خیال ہے کہ اس کا بچہ تجھ سے پیدا ہوا ہے تو جریج نے کہا وہ بچہ کہاں ہے تو جریج نے بچے کی طرف دیکھا اور کہا تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے کہا گائیوں کا چرواہا اس وقت بادشاہ نے کہا کیا ہم تیرا عبادت خانہ سونے سے بنوادیں کہا نہیں اس کو ویسے ہی تعمیر کردو جیسے پہلے تھا پھر بادشاہ نے کہا تم کس وجہ سے مسکرائے تھے کہا ایک بات تھی جس کو میں جانتا ہوں مجھے میری ماں کی بددعا لگ گئی تھی۔ پھر وہ بات ذکر کردی۔

جھولے میں گفتگو کرنے والے تین بچے

(۱۶۰/۳-حدیث): عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال: لم یتکلم فی المھد إلا ثلاثۃ: عیسی ابنُ مریم.

وصاحب جُریج وکان جریجٌ رجلا عابدا فاتخذ صومعۃ فکان فیھا فاتتہ امّہ وھو یصلی، فقالت: یاجریجُ فقال: یارب اُمّی

وصلاتي فاقبل على صلاته فانصرفتْ أمُه فلما كان الغَدُ أتته، فقالت: يا جريج. فقال: يا رب أمي وصلاتي، فأقبل على صلاته. فقالت: اللهمّ لا تُمِتْه حتى ينظر في وجوه المومسات فتذاكر بنوا إسرائيل جُريجا وعبادتَه. وكانت امرأة بغيًا يُتَمَثَّلُ بحسنها. فقالتْ إنْ شئتم لأفتننّه لكم، قال: فتعرضتْ له فلم يلتفتْ إليها فأتتْ راعيا كان يأوي إلى صومعته فأمكنتْه من نَفْسِها فوقع عليها فحملت، فلما ولدتْ قالتْ: هو من جُريج. فأتَوْه فاستنزلوه وهدموا صومعته وجعلوا يضربونه. فقال: ما شأنكم قالوا زَنَيْتَ بهذه البغيّ فولدتْ منك. قال: أين الصبيّ؟ فجاؤوا به، قال دعوني حتى أصلّي، فصلّى فلما انصرف أتى الصبيّ فطعن في بطنه

فقال: بالله يا غلام مَنْ أبوك؟ قال فلانٌ الراعي، فأقبلوا على جُريج يُقَبِّلُونَه ويتمسّحون به، وقالوا نبني لك صومعتك من ذهب قال: لا.. أعيدوها من طِينٍ كما كانت، ففعلوا.

وبَيْنَا صبيٌّ يرضع أمَّه فمَرّ رجل راكب على دابة فارهة وشارة حسنة، فقالتْ أمُّه: اللهم اجعل ابني مثل هذا. فترك الثَّدْيَ، وأقبل إليه فنظر إليه، فقال: اللهمّ لا تجعلْني مِثْلَه. ثم أقبل على ثديه فجعل يرتضع. قال فكأنّي أنظرُ إلى رسولِ الله ﷺ وهو يحكي ارتضاعه باصبعه السبابة في فمه فجعل يمصّها قال: ومرّوا بجارية وهم يضربونها ويقولون زَنَيْتِ سَرَقْتِ وهي تقول: حَسْبِيَ اللهُ ونِعْمَ الوكيل. قالتْ أمُّه: اللهمّ لا تجعلِ ابنيَ مِثْلَها، فترك الرّضاع ونظر إليها، وقال: اللهمّ اجعلْني مِثْلَها. فهناك تراجعا الحديث فقالتْ: حَلْقَي ... مرّرجل حسن الشارة فقلتُ: اللهم

اجعل ابنی مثله فقلت: اللهم لا تجعلنی مثله، ومروا بهذه فقلت: اللهم لا تجعل ابنی مثلها، فقلت: اللهم اجعلنی مثلها قال: إنّ ذاک الرجلُ کان جباراً فقلتُ: اللهمّ لا تجعلنی مِثْلَه، وإنّ هذه یقولون لها زَنَیْتِ ولم تَزْنِ، وسَرَقْتِ ولم تسرق، فاقول: اللهمّ اجعلنی مثلها. (۱۴۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھولے میں سوائے تین بچوں کے کسی نے بات نہیں کی ایک عیسیٰ بن مریم تھے اور دوسرا جریج والا (بچہ) اور واقعہ یہ ہوا کہ جریج نیک آدمی تھا اس نے عبادت خانہ بنایا وہ اس میں رہتا تھا اس کے پاس اس کی ماں آئی اس نے کہا جریج تو وہ نماز پڑھ رہا تھا تو جریج نے کہا یا رب ایک طرف ماں بلا رہی ہے دوسری طرف نماز ہے پھر وہ اپنی نماز کی طرف متوجہ ہو گیا اور ماں واپس چلی گئی پھر کل کو آئی تو پکارا اے جریج تو اس نے کہا ایک طرف ماں ہے اور دوسری طرف نماز ہے پھر وہ اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوا پھر ماں نے کہا اے اللہ تو اس کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ کنجریوں کا منہ نہ دیکھے پھر بنی اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت کا تذکرہ چل پڑا ایک کنجری عورت تھی جس کے حسن کی مثالیں دی جاتی تھیں اس نے کہا اگر تم چاہو تو میں اس کو تمہارے لیے امتحان میں ڈال دیتی ہوں چنانچہ وہ جریج کے سامنے آئی لیکن جریج نے اس کی طرف توجہ نہ کی پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو جریج کے عبادت خانے میں رہتا تھا اس نے اپنے آپ کو اس کے قابو میں دے دیا اور وہ چرواہا اس پر واقع ہو گیا جس سے اس عورت کو حمل ہو گیا پھر اس عورت نے بچہ جنا تو وہ عورت کہنے لگی یہ جریج کا ہے تو لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کو عبادت خانے سے نیچے اتارا اور اس کے عبادت خانے کو گرایا اور اس کو مارنے

(۱۴۹) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۶۰)۔

لگے تو اس نے کہا تمہیں کیا ہے تو انہوں نے کہا تو نے اس رنڈی کے ساتھ زنا کیا ہے اور اس نے تیرا بچہ جنا ہے اس نے کہا وہ بچہ کہاں ہے تو وہ بچے کو لے آئے جریج نے کہا مجھے چھوڑ دو حتی کہ میں نماز پڑھ لوں اس نے نماز پڑھی اور سلام پھیرا پھر بچے کو لایا گیا تو اس کے پیٹ میں انگلی چبھو کر جریج نے کہا تجھے خدا کی قسم اے بچے تیرا باپ کون ہے اس نے کہا فلاں چرواہا پھر وہ جریج کی طرف متوجہ ہوئے اس کو چومنے لگے اور اس کو (تبرکا) ہاتھ سے چھونے لگے اور کہنے لگے ہم تیرے لیے تیرا عبادت خانہ سونے سے بنا دیں اس نے کہا نہیں اس کو ویسا ہی بنا دو مٹی کا جیسا یہ تھا تو انہوں نے ویسا ہی کیا۔

اسی طرح سے ایک بچہ ماں کا دودھ پی رہا تھا ایک سوار تیز رفتار موٹی سواری پر سوار ہو کر گذرا تو اس کی ماں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے تو بچے نے پستان چھوڑا اور اس کی طرف متوجہ ہوا اور دیکھا پھر کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا پھر پستان کی طرف متوجہ ہوا اور دودھ پینا شروع کر دیا۔ راوی حدیث کہتے ہیں گویا کہ میں حضور علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا ہوں جب کہ حضور ﷺ شہادت کی انگلی کو اپنے منہ میں ڈال کر دودھ پینے کی شکل دکھا رہے ہیں اور اس کو چوس رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا پھر کچھ لوگ ایک لونڈی کو لے کر جا رہے تھے اور اس کو مار رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے اور وہ کہہ رہی تھی مجھے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے ماں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا تو اس نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس لونڈی کی طرف دیکھا اور کہا اے اللہ مجھے اس جیسا بنا دے اس وقت دونوں ماں بیٹے کا تکرار ہوا تو ماں نے کہا............ ایک آدمی تیز رفتار سواری والا گزرا تو میں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے تو تو نے کہا مجھے اس جیسا نہ بنایا اور یہ لوگ اس لونڈی کو لے کر گزرے تو میں نے کہا میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا تو تو نے کہا

اے اللہ مجھے اس جیسا بنا دے تو بچے نے کہا وہ آدمی ظالم جابر تھا تو میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنا اور جس عورت کو لوگ کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا اور کہہ رہے تھے تو نے چوری کی ہے حالانکہ اس نے چوری نہیں کی اس لیے میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا بنا دے۔

والدین کی بددعا مال اور اولاد کو تباہ کر دیتی ہے

(۱۶۱/۴-حدیث):- الحسن یقول: دعاء الوالدین یستاصل المال والولد.(۱۵۰)

وفی روایة عن الحسن قیل له ما دعاء الوالدین للولد؟ قال نجاة قیل: فعلیه؟ قال: استئصاله.

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ والدین کی بددعا مال اور اولاد کی جڑ کو کاٹ دیتی ہے۔

اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ والدین کی اولاد کے حق میں دعا کا انجام کیا ہے فرمایا نجات کہا گیا بددعا کا فرمایا جڑ کاٹ دینا۔

(۱۵۰) أخرجه ابن المبارك فی البر والصلة(٤٥).

باب نمبر:19

اپنے والد یا اپنی اولاد سے بیزاری کا گناہ

والدین سے بیزار پر اللہ کی رحمت نہیں ہوگی

(۱۶۲/۱-حدیث):-عن سهل بن معاذ بن أنس الجهنی عن أبیه عن النبی ﷺ أنه قال: إنّ لله تعالی عبادا لا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یُزکّیهم ولا ینظر إلیهم. قیل: مَنْ أولئک یا رسول الله قال: متبرىء من والدیه راغبٌ عنهما، ومتبرئ من ولده، ورجل أنعم علیه قوم فکفر نعمتَهم وتبرأ منهم.(۱۵۱)

حضرت سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن نہ بات کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا اپنے والدین سے برأت کا اظہار کرنے والا اور ان سے منہ موڑنے والا اور اپنی اولاد سے برأت کا اظہار کرنے والا اور وہ آدمی جس پر کچھ لوگوں نے انعام کیا ہو پھر وہ ان کے انعام کا انکار کردے اور ناشکری کرے اور ان سے برأت کا اظہار کرے۔

(۱۵۱)أخرجه أحمد فی المسند ۴۴۰/۳ ضمن مسند معاذ بن أنس الجهنی رضی الله عنه۔

اولاد سے بیزاری کا وبال

(۱۶۳/۲-حدیث):-عن أبی هریرة رضی الله عنه أنه سمع رسول الله ﷺ یقول: أیما رجل جحد ولده وهو ینظر إلیه، احتجب الله عزّ وجلّ عنه، وفضحه الله تعالی علی رؤوس الأولین والأخرین.(۱۵۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنی اولاد کا (اپنے آپ سے ہونے کا) انکار کرے جب کہ اولاد اس کی طرف دیکھ رہی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے پردہ کرلیں گے اور اس کو اولین و آخرین کے سامنے رسوا کریں گے۔

---

(۱۵۲)أخرجه النسائی ٦ /۱۷۹-۱۸۰ کتاب الطلاق باب التغلیظ فی الانتفاء من الولد والدارمی ۲ /۱۵٤ باب من جحد ولده وهو یعرفه، والدر المنثور للسیوطی ٥/۲٤۔

باب نمبر:20

اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرنا

کسی اور کو باپ بنانے اور کہنے پر خدا کی لعنت

(۱۶۴/۱-حدیث):-عن إبراهيم التيمي عن أبيه قال خطبنا عليٌّ عليه السلام فقال: مَنْ زعم أنّ عندنا شيئا نقرأه إلا كتابَ الله ، وهذه الصحيفة صحيفة فيها أسنان الإبل وأشياء من الجراحات. فقد كذب، قال: وفيها قال رسول الله ﷺ : ومَن ادّعى إلى غيرِ ابيه اوْ تولّى غيرَ مواليه فعليه لعنةُ الله والملائكةِ والناسِ أجمعين، ولا يقبلُ الله منه يومَ القيامةِ صَرْفاً ولا عَدْلًا .(۱۵۳)

حضرت ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت علیؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا جو آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارے پاس کتاب اللہ اور اس صحیفہ جس میں اونٹ کے دانت توڑے جانے کے متعلق دیت کا حکم ہے اور زخموں کے متعلق احکام ہیں، کے سوا کوئی اور چیز ہے جسے ہم پڑھتے ہیں تو اس نے جھوٹ بولا۔ اس صحیفے میں یہ بات ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس آدمی نے اپنے

(۱۵۳)أخرجه البخاري ۴/۹۷-۹۸ بنحوه كتاب فضائل المدينة باب حرم المدينة (۱۸۷۰) ومسلم ۲ /۹۹۴-۹۹۶ كتاب الحج باب فضل المدينة (۱۳۷۰/۴۶۷) والترمذي ۴ /۳۸۱ كتاب الولاء باب ما جاء فيمن تولى غير مواليه (۲۱۲۷)۔

باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے بیٹے ہونے کی نسبت کی یا اپنے مولیٰ (مالک) کے علاوہ کسی اور کو اپنا مالک گردانا اور خود کو اس کا غلام بتایا تو اس پر خدا کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن نہ نفلی اعمال قبول کرے گا اور نہ فرض اعمال۔

کسی اور کو باپ بنانے پر جنت سے محروم رہے گا

(۱۶۵/۲-حدیث):-عن أبي عثمان النَّهْدي قال سمعت سعدا يقول سَمِعَتْ أذناي ووعَى قلبي من محمدٍ ﷺ: أنه مَن ادَّعَى إلى غير أبيه وهو يعلمُ انه غيرُ أبيه، فالجنَّةُ عليه حرامٌ، قال: فلقيتُ أبابَكرةَ فحدثتُه، فقال: وأنا سمعته أذناي ووعاه قلبي من محمد ﷺ. (۱۵۴)

حضرت ابوعثمان النھدیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت سعدؓ سے سنا فرما رہے تھے کہ میرے کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے حضور علیہ السلام سے اس بات کو ٹھکانے میں رکھا ہے کہ جس نے اپنے بیٹے ہونے کی نسبت اپنے باپ

(۱۵٤)أخرجه البخاري ۱۲/ ٥٤-٥٥ كتاب الفرائض باب من ادعى إلى غير أبيه (٦٧٦٦)، (٦٧٦٧) ومسلم ۱/ ۸۰ كتاب الإيمان باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي (١١٥/ ٦٣) قال ابن بطال: ليس المعنى أن من اشتهر بالنسبة إلى غير أبيه أن يدخل في الوعيد كالمقداد بن الأسود، وإنما المراد من تحول عن نسبته لأبيه الى غير أبيه عالما عامدا مختارا، وكانوا في الجاهلية لايستنكرون أن يتبنى الرجل ولد غيره ويصير الولد ينسب إلى الذي تبناه حتى نزل قوله تعالى ﴿ادعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله﴾ فنسب كل واحد إلى أبيه الحقيقي وترك الانتساب إلى من تبناه، لكن بقي بعضهم مشهورا بمن تبناه فيذكر به لقصد التعريف لا لقصد النسب الحقيقي كالمقداد بن الأسود وليس الأسود أباه، وإنما كان تبناه، واسم أبيه الحقيقي عمرو بن ثعلبة بن مالك بن ربيعة البهراني، انظر فتح الباري ۱۲/ ٥٦۔

کے علاوہ کسی اور کی طرف کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے فرمایا کہ پھر میں حضرت ابوبکرہؓ سے ملا اور ان کو یہ بات سنائی تو انہوں نے بھی کہا کہ میرے بھی کانوں نے یہ بات سنی ہے حضور علیہ السلام سے اور میرے دل نے اس بات کو بھی محفوظ کیا ہے۔

کسی اور کی طرف اپنے بیٹے ہونے کی نسبت کرنا کفر ہے

(۳/۱۶۶-حدیث):-عن أبي ذرّ أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: ليس من رجلٍ ادّعى لغير أبيه وهو يعلمه إلا كَفَرَ.(۱۵۵)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا آدمی کو یہ بات درست نہیں کہ وہ اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کرے جب کہ وہ جانتا ہو تو اس نے کفر کیا۔

(۴/۱۶۷-حدیث):-عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: لا ترغبوا عن آبائكم فمن رَغِبَ عن أبيه فهو كُفرٌ الأحاديث الأربعة في الصحيحين.(۱۵۶)

---

(۱۵۵)أخرجه البخاري ٦/٦٢٣ كتاب المناقب (٣٥٠٨) مع زيادة قوله "بالله" وأخرجه مسلم ١/٧٩ كتاب الإيمان باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم (١١٢/٦١) وقوله "كفر" المراد من استحل ذلك مع علمه بالتحريم، وقيل: المراد كفر النعمة، وظاهر اللفظ غير مراد، وإنما ورد على سبيل التغليظ، والزجر لفاعل ذلك أو المراد بإطلاق الكفر أن فاعله فعل فعلا شبيها بفعل أهل الكفر۔

انظر فتح الباري ٦/٦٢٤۔

(۱۵٦)أخرجه البخاري ١٢/٥٥ كتاب الفرائض باب من ادعى إلى غير أبيه (٦٨٦٨) ومسلم ١/٨٠ كتاب الإيمان باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه (١١٣/٦٢)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے باپوں سے منہ نہ موڑو جس نے اپنے باپ سے منہ موڑا تو اس نے کفر کیا۔

(فائدہ) اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کا اپنے آپ کو اولاد بتانا بڑا گناہ ہے اور یہ احادیث میں کفر بتایا گیا ہے یہ اس وقت ہے جب بتانے والا حلال سمجھے اور حضور علیہ السلام نے بھی بطور تحدید اور تنبیہ کے فرمایا ہے یا یہ معنی ہے کہ ایسا کرنے والا کافروں کے طریقے کے مشابہ کام کر رہا ہے۔

(فائدہ دوم) اگر کسی کی نسبت باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف مشہور ہو جائے جیسے زمانہ جاہلیت میں آدمی اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کر لیتا تھا اور اس کو کوئی برا نہیں سمجھا جاتا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰہ ۔ (لے پالکوں کو ان کے اصلی باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارو یہی اللہ کے نزدیک انصاف ہے) تو ہر ایک نے اپنی نسبت اپنے حقیقی باپ کی طرف کی اور جس کا منہ بولا بیٹا کہا جاتا تھا اس کی طرف نسبت کو چھوڑ دیا لیکن بعض لوگ جو غیر باپ کی طرف مشہور ہو گئے تھے۔ تو صرف تعارف کی نسبت کی وجہ سے اس نسبت کو باقی رکھا اور نہ نسب حقیقی کی نسبت کے اعتبار سے اس کو باقی نہیں رکھا گیا جیسا کہ کہ حضرت مقداد بن اسودؓ تھے یہ اسود ان کے باپ نہیں تھے بلکہ منہ بولے باپ تھے ان کے حقیقی باپ کا نام عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ البحرانی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔

(فتح الباری ج ۱۲ صفحہ نمبر ۵۶)

باب نمبر:21

[illegible]

(۱/۱۶۸-حدیث):-عن عبد الله بن عمرو قال: قال النبی ﷺ: إنّ مِنْ أكبرِ الكبائر أنْ يَلْعَنَ الرجلُ والديْه، قيل: يا رسولَ الله وكيف يلعنُ الرجلُ والديه قال: يَسُبُّ الرجلُ أبا الرجل فيَسُبّ أباه ويَسبّ أمّه فيسبّ أمّهُ.(۱۵۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو لعنت کرے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آدمی اپنے والدین کو کیسے لعنت کر سکتا ہے فرمایا آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور آدمی اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

اپنے والدین کو گالی کیسے دلائی جاتی ہے

(۲/۱۶۹-حدیث):-عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول

(۱۵۷)أخرجه البخاری ۴۱۷/۱۰ كتاب الأدب باب لا يسب الرجل والديه (۵۹۷۳) ومسلم ۹۲/۱ كتاب الإيمان باب بيان الكبائر وأكبرها (۹۰/۱۴۶)۔

قال ابن بطال: هذا الحديث أصل في سد الذرائع ويؤخذ منه أن من آل فعله إلى محرم يحرم عليه ذلك الفعل، وان لم يقصد إلى ما يحرم۔ والأصل في هذا الحديث قوله تعالى " ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله " الآية۔ انظر فتح الباري ۴۱۸/۱۰۔

اللہ ﷺ: إنّ من أكبر الكبائر أنْ يسبَّ الرجلُ والديه، قيل: يا رسول الله وكيف يسبّ والديه، قال يُسابُّ الرجلَ فَيَسبّ أباه ويسبّ أمّه فيسبّ أمّهُ.(۱۵۸)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کبیرہ گناہوں میں بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ اپنے والدین کو کیسے گالی دے گا؟ فرمایا وہ کسی آدمی کو برا بھلا کہے گا اور اس کے باپ کو گالی دے گا اور اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دے گا۔

---

(۱۵۸) أخرجه ابن المبارك في البر والصلة رقم (۱۰۱) وأخرجه أبو داود ۳۳۶/٤ كتاب الأدب في باب بر الوالدين (٥١٤١) والترمذي ٤/۲۷٥-۲۷٦ كتاب البر والصلة باب عقوق الوالدين ۲/۲۱٦، وابن حبان في صحيحه ۳۸۳/۱ وقال ابن أبي جمرة: في الحديث دليل على عظم حق الأبوين، وفيه العمل بالغالب لأن الذي يسب أبا الرجل يجوز أن يسب الآخر أباه، ويجوز أن لا يفعل لكن الغالب أن يجيبه بنحو قوله۔

باب نمبر:22

باپ اپنی اولاد کو ہبہ کی ہوئی چیز میں رجوع کرسکتا ہے

(۱/۱۷۰-حدیث):-عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ: لا يَحِلُّ لرجلٍ يؤمنُ بالله واليومِ الآخِرِ أنْ يَرْجِعَ في هبتِه إلا الوالدَ.(۱۵۹)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی آدمی کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کہ وہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیز میں رجوع کرے سوائے والد کے۔

(۲/۱۷۱-حدیث):-عن النبي ﷺ أنه قال: لا يحلُّ لرجلٍ أنْ يُعْطِي العطيةَ فيرجعَ فيها إلا الوالدَ فيما يُعْطِي ولده.(۱۶۰)

---

(۱۵۹)أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه ۴۷۷/۶۔

(۱۶۰)أخرجه أحمد في المسند ۲۳۷/۱ ضمن مسند ابن عباس عن ابن عمر وابن عباس مرفوعا وأخرجه أبو داود۸۰۸/۳ كتاب البيوع باب الرجوع في الهبة (۳۵۳۹) والترمذي ۴۴۲/۴ كتاب الولاء والهبة باب ما جاء في كراهية الرجوع في الهبة (۲۱۳۲) وقال هذا حديث حسن صحيح واخرجه النسائي ۲۶۵/۶ كتاب الهبة باب رجوع الوالد فيما يعطي، وابن ماجة ۷۹۵/۲ كتاب الهبات باب من أعطى ولده ثم رجع (۲۳۷۷)، وابن حبان ذكره الهيثمي في موارد الظمآن ص ۲۸۰ كتاب البيوع باب هبته للأولاد (۱۱۴۸) والحاكم في المستدرك ۴۶/۲-۴۷ كتاب البيوع باب ولد الرجل من كسبه وقال: هذا حديث صحيح الإسناد وأقره الذهبي، والبيهقي في السنن ۱۸۰/۶ كتاب الهبات باب من قال لا يحل لواهب أن يرجع فيما وهب۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کسی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ عطیہ دے پھر اس میں رجوع کرے مگر والد (جو اپنی اولاد کو دیتا ہے واپس لے سکتا ہے)۔

(فائدہ) احناف کے ہاں ہر ایک کو ہبہ کی ہوئی چیز میں رجوع کیا جاسکتا ہے مگر اس کے لئے شرائط ہیں مثلاً اس چیز میں تعمیر وغیرہ نہ کی گئی ہو، آگے فروخت نہ کی گئی ہو وغیرہ ذلک۔

باب نمبر:23

والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک

نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے

(۱/۱۷۲-حدیث):-عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: اذا مات الإنسانُ انقطع عنه عملُه إلا من ثلاثٍ: إلا من صدقةٍ جارية، أو علمٍ يُنتفعُ به، او ولدٍ صالحٍ يدعو له. أخرجه مسلم.(١٦١)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

سات قسم کے صدقات جاریہ

(۲/۱۷۳-حدیث):-عن أنس عن النبي ﷺ أنه قال: سَبْعٌ

(١٦١)١٢٥٥/٣ كتاب الوصية باب مًا يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته (١٦٣١/١٤) وأبو داود ١١٧/٣ كتاب الوصايا باب ما جاء في الصدقة عن الميت (٢٨٨٠) والترمذي ٦٦٠/٣ كتاب الأحكام باب في الوقف (١٣٧٦) والنسائي ٢٥١/٦ كتاب الوصايا باب فضل الصدقة عن الميت، وأحمد في المسند ٣٧٢/٢ والبيهقي ٢٧٨/٦۔

يجري أجرُها للعبدِ بعد موتِه وَهو في قبره؛ من علّم علمًا، أو كرى نهرا، أو حفر بئرا، أوْ غرس نخلا، أو بنى مسجدا، أو وَرَّث مُصْحفا أو ترك ولدًا يستغفر له. (١٦٢)

حضرت قتادہؒ، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات چیزیں ایسی ہیں جن کا اجر بندے کے لیے اس کی موت کے بعد اس کی قبر میں پہنچتا رہتا ہے۔ ایک جس نے کچھ علم سکھایا، (۲) جس نے نہر کھودی، (۳) یا کنواں کھودا، (۴) یا کوئی درخت لگایا، (۵) یا کوئی مسجد بنائی، (۶) یا وراثت میں پیچھے قرآن پاک چھوڑ گیا (اور اس پر بعد کے لوگ پڑھتے رہے)، (۷) یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے لیے بخشش کی دعا کرتی رہے۔

(۲/۱۷۴-حدیث):-عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: سَبْعٌ يَتْبَعْنَ المَيِّتَ بعد موتِهِ رجلٌ سَنَّ سُنَّةً حسنةً صالحة فله أجرُه ومِثْلُ أجر مَنْ يَتْبَعُه من غير أن ينقصَ من أجورِهم شيئا، ورجلٌ كان له عَقِبٌ يَدْعُون الله عزّوجلّ له مِن بعده ورجل تصدق بصدقة تجري من بعده ورجل غرس غرساً كان له اجر ما يصاب منه من بعده، ورجل احتفر بئرا أو حفر عَيْنا كان له أجر ما سقى منه وشرب، ورجل ترك مصحفا يقرأ فيه كان له أجر ذلك، ورجل بنى بُنيانا. (١٦٣)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

---

(١٦٢) أخرجه البيهقي في شعب الإيمان ٣/٢٤٨ فصل في الاختيار في صدقة التطوع (٣٤٤٩) وأبو نعيم في الحلية ٢/٣٤٤ ضمن ترجمة قتادة بن دعامة. وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ١/١٧٢ وقال: رواه البزار، وفيه محمد بن عبيد الله العرزمي وهو ضعيف.

(١٦٣) أخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (١٧٤).

سات چیزیں میت کو اس کی موت کے بعد پہنچتی ہیں۔ (۱) وہ آدمی جس نے نیک اور اچھا طریقہ اختیار کیا تو اس کو اس پر چلنے کا اجر ملے گا اور جن لوگوں نے اس کے راستے کی پیروی کی ان کا بھی اجر اس کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان پیروی کرنے والوں کے اجر سے کچھ کم کیا جائے۔ (۲) اور وہ آدمی جس کی پیچھے اولاد تھی اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی موت کے بعد دعا کرتی رہے، (۳) وہ آدمی جس نے کوئی ایسا صدقہ جاری کیا جو اس کی موت کے بعد بھی چلتا رہا، (۴) وہ آدمی جس نے کوئی درخت لگایا تو اس کے بعد اس سے جتنا بھی فائدہ اٹھایا گیا اس کو اجر ملے گا، (۵) وہ آدمی جس نے کنواں کھودا یا کوئی چشمہ نکالا تو اس کو اس کا اجر ملے گا جس جس جانور نے اس سے پیا، (۶) وہ آدمی جس نے (وراثت میں) قرآن پاک چھوڑا اور اس میں پڑھا جاتا رہا اس کی موت کے بعد تو اس کو بھی اس کا اجر ملے گا، (۷) اور وہ آدمی جس نے عمارت بنائی (اور اس کے بعد اس کے ورثاء یا طلباء دین یا اس طرح کے کوئی اور لوگ اس میں ٹھہرے)۔

والدین کی وفات کے بعد ان کے حقوق

(۱۷۵/۴-حدیث):-أخبرني أسيد بن علي بن عبيد عن أبيه أنه سمع أبا أسيد قال قال رجل: يا رسولَ الله هل بقي من بِرّ أبويَّ بعد موتِهما؟ قال: نَعَمْ، خِصالٌ أربعٌ. الدعاءُ لهما والاستغفار لهما، وإنفاذ عهدهما، وإكرام صديقهما، وصلة الرحم التي لا رَحِمَ لك إلا مِنْ قِبَلِهما.(۱۶۴)

---

(١٦٤)رواه أبو بكر ابن أبي شيبة في الأدب ١/١٥١ حدثنا الفضل بن دكين: حدثنا ابن الغسيل حدثني أسيد بن علي مولى أسيد عن أبيه أنه سمع أسيداً قال: فذكره۔ والخطيب في الموضح ١/٤١-٤٢ وأبو عبدالرحمن السلمي في آداب الصحبة ص ٤١ كذا ذكره صاحب السلسلة الضعيفة رقم (٥٩٧) وقال: هذا =

حضرت ابواسیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے والدین کی فرمانبرداری میں سے کچھ ان کی وفات کے بعد بھی باقی رہ گیا ہے فرمایا ہاں چار قسم کی چیزیں باقی ہیں۔ ان کے لیے دعا اور ان کے لیے استغفار کرنا، (۲) اور ان کے عہد معاہدے کو پورا کرنا، (۳) ان کے دوستوں کا اکرام کرنا، (۴) رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا جو تمہارے رشتہ دار نہیں تھے سوائے تمہارے والدین کی طرف سے رشتہ داری کے۔

اولاد کے استغفار پر والدین کیلئے جنت کے درجات میں اضافہ

(۵/۱۷۶-حدیث):-عن أبی هريرة قال قال رسول الله ﷺ إنّ الله عزوجل ليرفع الدرجة للعبد الصالح فی الجنّة، فيقول: يا رب أنّٰی لی هذه ؟ فيقول: باستغفارِ ولدک لک.(۱۶۵)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل نیک آدمی کا جنت میں درجہ بڑھادیتے ہیں تو وہ پوچھتا ہے یارب یہ مجھے کہاں سے حاصل ہوا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تیرے لیے تیری اولاد کے استغفار کی وجہ سے۔

وفات کے بعد والدین سے حسن سلوک کا طریقہ

(۶/۱۷۷-حديث):-عن أبی كاهل قال قال لی رسول الله ﷺ: مَنْ بَرَّ والديْه حيينِ وميتينِ كان حقًّا علی الله أن يُرْضِيَهٗ يومَ

=إسناد ضعيف رجاله ثقات كلهم غير علی مولی أبی أسيد لم يوثقه غير ابن حبان لم يرو عنه غير ابنه أسيد۔

(۱۶۵)أخرجه أحمد فی المسند ۲ /۵۰۸ وذكره الهيثمی فی مجمع الزوائد ۱۰/۲۱۳ باب استغفار الولد لوالده وقال: أخرجه أحمد والطبرانی فی الأوسط ورجالهما رجال الصحيح غير عاصم بن بهدلة وقد وثق۔

القیامة، قلنا: وکیف یَبَرُّ والدیُه میتین؟ قال یبرهما أن یستغفر لو الدیه ولا یسب والدیٰ اَحَدٍ فیسب والدَاہ.(١٦٦)

حضرت ابو کاہلؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے اپنے والدین کے ساتھ ان کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد نیک سلوک کیا تو اللہ پر لازم ہے کہ وہ بھی اس کو قیامت کے دن راضی کرے ہم نے عرض کیا آدمی اپنے والدین کے ساتھ ان کی وفات کے بعد کس طرح سے حسن سلوک کرے گا تو فرمایا ان کے ساتھ اس طرح سے حسن سلوک کرے کہ والدین کے لیے استغفار کرے اور کسی کے والدین کو برا نہ کہے کہ اس کے والدین کو بھی برا کہا جائے۔

مردوں کے لئے زندوں کا ہدیہ

(۱۷۸/۶۷-حدیث): عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ: هَدیةُ الأحیاءِ إلی الأموات الاستغفارُ لهم، وإنّ اللهَ تعالیٰ لیُدْخِلُ علی أهلِ القبورِ من دعاءِ الدُّور أمثالَ الجبال.(١٦٧)

حضرت مجاہد حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کے لیے زندوں کا ہدیہ ان کے لیے استغفار کرنا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ قبر والوں پر گھر کے لوگوں کی دعا سے پہاڑوں کے برابر اجر داخل کرتا ہے۔

والدین کیلئے صدقہ کا ثواب

(۱۷۹/۸-حدیث): عن عمرو بن شُعیب عن أبیه عن جده

---

(١٦٦) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (١٧٧)۔

(١٦٧) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (١٧٨)۔

عن رسول الله ﷺ قال: ما علی أحدِکم إذا أراد أنْ یتصدق أن یجعلَها لوالدیه إذا کانا مسلمین، فیکون لوالدیه أجرهما ویکون له مِثلُ أجورهما من غیر أن ینتقصَ من أجورهما شیئا.(١٦٨)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی پر کیا مشقت ہے جب کوئی صدقہ کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اس کو اپنے والدین کے لیے کردیا کرے جب والدین مسلمان ہوں تو اس کے والدین کے لیے صدقے کا اجر ہوگا اور ان دونوں کے ثواب کے برابر اس صدقہ کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور اس کے والدین کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہ کیا جائے گا۔

حضرت سعدؓ کا والدہ کی طرف سے صدقہ کرنا

(۱۸۰/۹-حدیث):-عِکْرِمة یقول أنبأنا ابن عباس أن سعد بن عبادة توفیت أمه وهو غائب عنها فقال: یا رسول الله إنّ أمی تُوُفِّیَتْ وأنا غائبٌ عنها فهل ینفعها إنْ تَصَدَّقْتُ بشیءٍ عنها؟ قال: نعم. قال: فإنّی أُشهِدُک أنّ حائطَ المخراق صدقةٌ عنها.(١٦٩)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ کی وفات ہوئی تو وہ اس وقت موجود نہیں تھے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ کی وفات ہوگئی ہے اور میں اس وقت ان کے پاس نہیں تھا کیا ان کو کوئی چیز نفع دے گی اگر میں کچھ ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟ فرمایا ہاں تو حضرت سعد بن عبادہؓ

---

(١٦٨)أخرجه الطبرانی فی الأوسط من حدیث عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده بسند ضعیف دون قوله" إذا کانا مسلمین" أفاده الحافظ العراقی فی تخریجه علی الإحیاء ٢/٢١٦۔

(١٦٩)أخرجه عبدالرزاق فی مصنفه رقم (١٦٣٣٧)۔

نے فرمایا پھر میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ مخراق والا باغ میں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کے طور پر دیتا ہوں۔

حضرت سعدؓ کا والدہ کیلئے کنواں صدقہ کرنا

(۱۰/۱۸۱-حدیث):- عن سعد بن عُبادة أنّ أمه ماتتْ فقال لرسول الله ﷺ: ان أمي ماتت أفأتصدّق عنها ؟ قال: نعم قال: فأيُّ الصدقةِ أفضلُ ؟ قال: سَقْيِ الماء قال: فتلك سقاية آل سعد بالمدينة.(۱۷۰)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ کی وفات ہو گئی ہے کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں فرمایا ہاں عرض کیا کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی پلانا تو فرمایا پس یہ آل سعد کا مدینہ میں پانی پلانے کا جو کنواں ہے (وہ مدینہ والوں کے لیے ہے)۔

مردوں کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے

(۱۱/۱۸۲-حدیث):-عن الحسن أن سعد بن عبادة قال: يا رَسول الله إنّي كنت أبَرُّ أمّي، وإنها ماتتْ فإن تَصَدَّقتُ عنها واعتقت عنها ينفعها ذلك؟ قال: نعم. قال: فمُرْني بصدقة. قال اسقِ الماءَ. قال فَنَصَبَ سعد سِقَايتينِ بالمدينة.(۱۷۱)

---

(۱۷۰)أخرجه النسائي ٦/٢٥٤-٢٥٥ كتاب الوصايا باب ذكر الاختلاف على سفيان، وأحمد في المسند ٥/٢٨٤-٢٨٥ ضمن مسند سعد بن عبادة رضي الله عنه۔

(۱۷۱)أخرجه ابن المبارك في البر والصلة رقم (۹۳) وأخرج الحاكم ١/٤١٤ كتاب الزكاة بعضه عن الحسن، وسعيد بن المسيب عن سعد بن عبادة أنه أتي النبي فقال: أي الصدقة أعجب إليك؟ فقال: سقي الماء۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میں اپنی ماں کی خدمت کرتا تھا اب وہ فوت ہوگئی ہیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں اور ان کی طرف سے کچھ غلام آزاد کردوں تو اس کا ان کو نفع پہنچے گا۔ فرمایا ہاں تو حضرت سعدؓ نے عرض کیا پھر مجھے آپ صدقے کا حکم دیں فرمایا پانی پلایا کرو تو حضرت سعدؓ نے مدینہ میں پانی پینے کی دو جگہیں بنادی تھیں۔

والدہ کیلئے کھجوروں کا باغ صدقہ کرنا

(۱۸۳/۱۲-حدیث): -عن ابن عباس رضی اللہ عنهما انّ رجلا قال: یا رسول اللہ إن أمي تُوفِّيَتْ اَفَيَنْفَعُهَا إنْ تَصَدَّقْتُ عنها ؟ قال: نعم. قال: فإن لي مَخرَفاً فأُشْهِدُك إني تَصدَّقْتُ به عنها.(۱۷۲)

حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ میری والدہ فوت ہوگئی ہیں کیا ان کو نفع پہنچے گا اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں فرمایا ہاں تو انہوں نے عرض کیا میرا کھجوروں کا ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو اپنی والدہ کی طرف سے صدقے میں دے دیا۔

والد کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے

(۱۸۴/۱۳-حدیث): -من حدیث أبي هريرة رضي الله عنه أن رجلا قال للنبيّ ﷺ: إنّ أبي مات ولم يُوصِ أفينفعُه أنْ أتصدّق

---

(۱۷۲)أخرجه الترمذي ۳ /۵٦-۵۷ كتاب الزكاة باب ما جاء في الصدقة (٦٦٩) وقال: هذا حديث حسن، وأبو داود ۳ /۱۱۸ كتاب الوصايا باب ما جاء فيمن مات عن غير وصية يتصدق عنه (۲۸۸۲)، والنسائي ٦ /۲۵۲-۲۵۳ كتاب الوصايا باب فضل الصدقة عن الميت۔

عنه ؟ قال: نعم.(۱۷۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا میرے باپ کی وفات ہوگئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کرکے اس کو نفع پہنچا سکتا ہوں فرمایا ہاں۔

ماں کو بھی صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے

(۱۸۵/۱۴-حدیث):-عن عائشة رضي الله عنها أن رجلا قال للنبي ﷺ : إنّ أمي افتُلِتتْ نَفْسُها، وأظنها لو تكلّمت تصدّقتْ فهل لها أجرٌ إنْ تَصدَّقتُ عنها ؟ قال: نعم - أخرجاه.(۱۷۴)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا میری والدہ کی اچانک وفات ہوگئی ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو صدقہ کا حکم دیتیں کیا ان کے لیے اجر ہوگا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں فرمایا ہاں۔

والدین کا حج یا قرض ادا کرنے کی فضیلت

(۱۸۶/۱۵-حدیث):-عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ: مَنْ حجّ عن أبويه أو قضا عنهما مَغْرَمًا، بُعِثَ يومَ القيامة مع الأبرار.(۱۷۵)

---

(۱۷۳)أخرجه مسلم ۱۲۵٤/۳ كتاب الوصية باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت (۱٦۳۰/۱۱)۔

(۱۷٤)أخرجه البخاري ۲۹۹/۳ كتاب الجنائز باب موت الفجاءة البغتة (۱۳۸۸) ومسلم ٦۹٦/۲ كتاب الزكاة باب وصول ثواب الصدقة عن الميت إليه (۱۰۰٤/٥۱)۔

(۱۷٥)أخرجه الدارقطني في السنن ۲٦۰/۲ باب المواقيت (۱۱۰)۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے والدین کی طرف سے حج کیا یا ان کی طرف سے قرضہ ادا کیا تو قیامت کے دن وہ ابرار (نیکوکار) کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اولاد کے نیک عمل پر باپ کی مغفرت

(۱۲/۱۸۷-حدیث): -عن جعفر بن محمد عن أبيه أن عيسى ابن مريم عليهما السلام مرّ بقبر يعذَّب صاحبه فيه فجاء ه عيسى ابن مريم من قابل فإذا هو ليس يعذّب فقال عيسى عليه السلام مررت عام اول بهذا القبر فاذا هو يعذب و مررت العام فإذا ليس يعذب، فأوحى الله تعالى إليه أنه أدرك له ولدٌ: اَصْلَحَ طَرِيقًا و آوى يتيماً، فغفرتُ له بما عمل ابنه مِن بعده.(۱۷۶)

حضرت امام جعفر صادقؒ اپنے باپ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں مدفون آدمی کو عذاب ہو رہا تھا پھر اس قبر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگلے سال گزرے تو اس کو عذاب نہیں ہو رہا تھا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ میں پچھلے سال اس قبر سے گذرا تھا تو اس کو عذاب ہو رہا تھا اور اس سال گذرا ہوں تو اس کو عذاب نہیں ہو رہا۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اس کا ایک بچہ جوان ہو گیا ہے اس نے (چلنے کا) ایک راستہ درست کر دیا ہے اور ایک یتیم کو ٹھکانہ دیا ہے تو میں نے اس کے بعد اس کے بیٹے کے اس عمل سے اس شخص کی مغفرت کر دی ہے۔

---

(۱۷۶) اخرجه ابن الجوزی فی کتاب البر و الصلة (۱۸۷)۔

مردے صدقات کا ثواب چنتے ہیں

(۱۸۸/۱۷-حدیث):-حدثني علي بن محمد بن خلف أبو الحسن العُكْبَري بها قال حدثني بعض شيوخنا: أنه رأى في منامه كأنه مجتاز لمقبرة مشهورة بعكبراء تُعرف بمقبرة بنيّ يقطين، وأنه وقف بها فرأى القبور قد تفتحت وخرج أهلها وهم مُنْحَنِيُون يدورون في المقبرة يلتقطون شيئا، لا أدرى ما هو، فاذا رجل منهم مُحْتَبٍ جالس على شَفِيرِ قبره لا يلتقط معهم، فدنوتُ منه فسلّمت فردّ السلام، فقلتُ: مالي أراك جالسا في مكانك وهؤلاء يلتقطون، فقال لي: هذا تَرَحُّمَ الناسُ عليهم يُنْثَرُ عليهم في كل ليلةِ جمعةٍ ويُوْذَنُ لهم في الخروج فيخرجون فيلتقطون، فقلت له: فلم لا تلتقطُ معهم، فقال لي في الدنيا ولدٌ صالح يصلّي في كل ليلة جمعة ركعتين يقرأ فيهما خمسين مرةً قل هو الله أحد ويهديهما إليَّ فأنا مستغنٍ بذلك عن أخذ صدقات الناس، قال: فانتبهت ومضى علي هذا مدّة يسيرة فرأيت في المنام كأني مجتاز بتلك المقبرة وكأن القوم على تلك الحال حتى بلغت إلى موضع الرجل فرأيتهٗ يلتقط معهم، فسلّمتُ عليه فردّ عليَّ السلام، فقلتُ له: لم صِرتَ تلتقطُ؟ فقال: ذاك الولد الصالح الذي أخبرتك خبره جاء إلينا وخرج من الدنيا فانقطعت عني هديته فأنا أحتاج أنْ ألتقط معهم من صدقات الناس وانتبهت. (۱۷۷)

حضرت علی بن محمد بن خلف ابوالحسن العکبری بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ایک استاذ نے بیان کیا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مشہور مقبرے

(۱۷۷) اخرجه ابن الجوزي في كتاب البر والصلة (۱۸۸)۔

سے گزر رہے تھے جس کا نام عکمرا ہے اور بنو یقطین کے قبرستان کے نام سے مشہور ہے یہ وہاں رک گئے اور قبروں کو دیکھا تو وہ کھل گئیں اور قبر والے قبروں سے نکلے اور قبرستان میں کچھ چننے لگے مجھے معلوم نہیں وہ کیا چیز تھی پھر ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا جو حبوہ باندھے ہوئے اپنی قبر پر بیٹھا ہوا ہے وہ ان کے ساتھ چننے میں شامل نہ ہوا تو میں اس کے قریب ہوا اور سلام کیا تو اس نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر میں نے کہا کیا ہوا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ لوگ چن رہے ہیں تو اس نے مجھے کہا یہ لوگوں کی ان پر مہربانی ہے جوان پر ہر جمعہ کے دن نثار کی جاتی ہے اور ان کو قبروں سے نکلنے کی اجازت دی جاتی ہے تو یہ نکل کر کے اس مہربانی (ایصال ثواب) کو چنتے ہیں تو میں نے اس سے کہا پھر تم ان کے ساتھ کیوں نہیں چنتے تو اس نے کہا کہ میرا دنیا میں ایک نیک بیٹا ہے جو ہر جمعہ کی رات کو دو رکعتیں پڑھتا ہے اس میں پچاس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اور ان کا مجھے ثواب ہدیہ کر دیتا ہے تو میں اس عمل کی وجہ سے لوگوں کے صدقات لینے سے مستغنی ہوں چنانچہ میں نیند سے جب بیدار ہوا اور کچھ عرصہ بیت گیا پھر میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں اسی قبرستان سے گزر رہا ہوں اور گویا کہ وہ لوگ بھی اسی حالت میں ہیں حتی کہ جب میں اس آدمی کی جگہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ بھی لوگوں کے ساتھ چن رہا تھا تو میں نے اس کو سلام کیا اس نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر میں نے اس سے کہا اب تو کیوں چن رہا ہے تو کہا وہ نیک بچہ جس کی میں نے تمہیں خبر دی تھی وہ بھی ہمارے پاس آ گیا ہے اور دنیا سے نکل چکا ہے اور اس کا ہدیہ اب بند ہو گیا ہے مجھ سے۔ اب میں بھی محتاج ہوں کہ ان کے ساتھ لوگوں کے صدقات کو چنوں پھر میری جاگ ہو گئی۔

باب نمبر: 24

والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور دوستوں کی خاطر مدارات

باپ کے دوست سے حسن سلوک

(۲-۱۹۰):-عن ابن عمر: أنّه مَرّ أعرابیٌّ فی سفر و کان أبو الأعرابی صدیقا لعمر فقال للأعرابی: ألستَ ابنَ فلان. قال: بلی. فأمر له ابن عمر بحمارٍ کان یستعقب به و نزع عمامته عن رأسه فأعطاه . فقال بعض مَنْ معه : إنما یکفیه درهمان. فقال: قال رسول الله ﷺ: احفظ وُدَّ أبیک لا تقطعه فیطفی الله نورَک.(۱۷۸)

حضرت عبداللہ بن دینار حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی سفر میں گذرا اور اس دیہاتی کا باپ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا دوست تھا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس دیہاتی سے کہا کیا تو فلانے کا بیٹا نہیں ہے اس نے کہا ہاں تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کے لیے اپنے گدھے کا حکم دیا جس پر وہ سواری کرتے تھے اور اپنی پگڑی بھی اپنے سر سے اتار کر اس کو دے دی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بعض ساتھیوں نے کہا اس دیہاتی کو تو دو درہم دینا بھی

---

(۱۷۸)أخرجه البخاری فی الأدب المفرد والطبرانی فی الأوسط، والبیهقی عن ابن عمر کذا فی کشف الخفاء ۱/۶۰(۱۴۵)۔

کافی تھے تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اپنے باپ کی دوستی کی حفاظت کر اس کو مت توڑنا ورنہ اللہ تیرے نور کو بجھا دے گا۔

والد کے دوست کا اکرام

(۴/۱۹۲-حدیث): -عن النبی ﷺ أن رجلا قال له : یا رسول اللہ هل بقی علیّ من برّ أبویّ شیءٌ بعد موتهما؟ فقال: نعم، خصال أربع فذکر منهن : وإکرام صدیقهما.(۱۷۹)

حضرت ابو اسیدؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے عرض کیا کیا والدین کی وفات کے بعد کوئی چیز مجھ پر ان کی فرمانبرداری میں سے اور حسن سلوک میں سے رہ گئی ہے۔ فرمایا ہاں چار چیزیں پھر ان میں سے ایک یہ بھی ذکر کیا والدین کے دوستوں کا اکرام کرو۔

وفات کے بعد والد سے صلہ رحمی کا طریقہ

(۵-۱۹۳): -عن ثابت البنانی قال: بلغنا أنّ عمر بن الخطاب قال: من أحبَّ أن یصل أباه فی قبره فلیصلُ إخوانَ أبیه مِنْ بعده.(۱۸۰)

حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا جو آدمی پسند کرتا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ اس کی قبر میں صلہ رحمی اور تعلق قائم رکھے اس کو چاہئے کہ وہ اس کی وفات کے بعد اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ تعلق جوڑ کر رکھے۔

---

(۱۷۹)أخرجه أحمد فی المسند ۴۹۸/۳ والطبرانی فی الکبیر ۲۶۸/۱۹۔
(۱۸۰)ذکره البغوی فی شرح السنة ۳۳/۱۳۔

باب نمبر:25

والدین کی قبروں کی زیارت

حضورؐ کو والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت

(۱/۱۹۴-حدیث):-روی بُریدة: أن رسول الله ﷺ استأذن رَبَّه فی زیارة قبر أمه فاَذِنَ له.(۱۸۱)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے اجازت مانگی تو آپ کو اللہ عز وجل نے اجازت عطا فرمائی۔

مُردوں کو قبر پر آنے والوں کا علم ہوتا ہے

(۵-۱۹۸):-الفضل بن موفق قال کنت آتی قبر أبی کثیرًا، فشهدتُ جنازة فلما قُبِرَ صاحبها تعجّلتُ لحاجةٍ ولم آتِ قبر أبی، فأُریتُه فی المنام فقال: یا بنیّ لِمَ لَمْ تأتنی، قال: قلت یا أبه وإنک لتعلم بی ؟ قال: إی واللہ إنّک لتأتینی فما أزال أنظر إلیک من حین تطلع من القنطرة حتی تقعد الی و تقوم من عندی فلا ازال انظر الیک مولّیا حتی تجوز القنطرة.(۱۸۲)

---

(۱۸۱) اخرجه ابن الحوزی فی کتاب البر والصلة (۱۹٤)۔

(۱۸۲) اخرجه ابن الحوزی فی کتاب البر والصلة (۱۹۸)۔

حضرت فضل بن موفق فرماتے ہیں میں اپنے والد کی قبر پر بہت آتا تھا پھر میں ایک جنازے میں شریک ہوا جب اس جنازے کو قبر میں دفن کیا گیا تو میں نے اپنے کسی کام کے لیے جلدی کی اور اپنے والد کی قبر پر حاضر نہ ہوا تو مجھے خواب میں نظر آیا کہ میرے والد نے کہا اے بیٹے تم میرے پاس کیوں نہیں آئے میں نے کہا اے ابا جان کیا آپ کو میرا علم ہو گیا تھا فرمایا ہاں خدا کی قسم تو میرے پاس جب آتا ہے تو میں تجھے دیکھتا رہتا ہوں پل کے اوپر سے گزر رہا ہوتا ہے حتی کہ میرے پاس آکر بیٹھتا ہے حتی کہ جب تو میرے پاس سے اٹھ جاتا ہے تو میں تجھے منہ موڑ کر جاتے ہوئے دیکھتا ہوں حتی کہ تو پل کو عبور کر جاتا ہے۔

والدین کی قبروں پر اولاد کے آنے سے والدین کو خوشی ہوتی ہے

(۶-۱۹۹): یحیی بن بسطام قال حدثنی عثمان بن سودة الطفاوی وکانت أمه من العابدات یقال لها راهبة قال: لما احتضرت رفعت رأسها إلی السماء فقالت: یاذُخرِی وذخیرتی ویا مَنْ علیه اعتمادی فی حیاتی وبعد موتی، لا تخذلنی عند الموت، ولا توحشنی فی قبری، قال: فماتت فکنتُ آتیها فی کل جمعة فأدعوا لها وأستغفر لها ولأهل القبور، قال: فرأیتُها ذات لیلةٍ فی منامی، فقلت: یا أمّاه کیف أنتِ؟ قالت: أیْ بنیَّ إن للموت لکُرْبةً شدیدة، وأنا بحمد الله لفی بَرْزَخٍ محمود، نفترش فیه الرَّیحان، ونتوسد فیه السُّندس والإستبرق إلی یوم النشور، فقلتُ ألک حاجةٌ؟ قالت: نعم، لا تَدَعْ ما أنتَ علیه من زیارتنا والدعاء لنا، فإنّی لأُبَشَّرُ بمجیئک یومَ الجمعة إذا أقبلتَ من عند أهلک، یقال لی: یا راهبة هذا ابنک قد أقبل من أهله زائرا لک فأُسَرُّ

بذلک ویُسَرُّ بذلک مَنْ حولی مِن الأموات.(۱۸۳)

حضرت عثمان بن سودہ الطفاوی کی والدہ نہایت ہی ولیہ خاتون تھیں جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے میرا ذخیرہ وہ جس پر مجھے موت کا بھروسہ ہے۔ مجھے موت کے وقت رسوانہ کرنا اور نہ مجھے میری قبر میں وحشت زدہ کرنا یہ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ فوت ہوگئیں میں ان کے پاس ہر جمعے کو آتا تھا اور ان کے لیے دعا کرتا تھا اور استغفار کرتا تھا اور باقی قبر والوں کے لیے بھی ایک دن میں نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا اور کہا اے اماں آپ کیسی ہیں انہوں نے کہا اے بیٹے موت کی بڑی سختی ہے میں الحمد للہ برزخ محمود میں ہوں جس میں ریحان بچھائے گئے ہیں اور سندس اور استبرق اور ریشم قیامت تک کے لیے ہمارے تکیے میں لگادیے گئے ہیں میں نے کہا آپ کو کوئی حاجت؟ فرمایا تو جو ہماری زیارت کرتا ہے ہمارے لیے دعا کرتا ہے اس کو کبھی نہ چھوڑنا۔ کیونکہ جب تو جمعے کے دن آتا ہے جب اپنے گھر والوں سے نکل کر جمعہ کے دن میرے پاس آتا ہے۔ تو مجھے کہا جاتا ہے اے نیک خاتون یہ تیرا بیٹا ہے اپنے گھر سے آیا ہے تیری زیارت کے لیے تو مجھے اس سے خوشی ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے میرے اردگرد کے مُردوں کو بھی خوشی ہوتی ہے۔

بوڑھے باپ کی بیٹے سے تمنا

(حدیث) مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ میرا باپ میرا مال کم کر رہا ہے اور اپنے گھر بار پر خرچ کرتا ہے۔ تو بوڑھا باپ رو پڑا اور کہا یارسول اللہ میں کون سے گھر بار پر خرچ کرتا ہوں خدا کی قسم وہ تو کوئی نہیں ہے سوائے اس کی ماں کے اور اس کی دو بہنوں کے پھر بوڑھے نے یہ شعر کہے ۔

(۱۸۳) اخرجہ ابن الجوزی فی کتاب البر والصلة (۱۹۹)۔

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَمُنْتُکَ یَافِعًا
تُعَلُّ بِمَا أُجْرِیْ عَلَیْکَ وَتُنْهَلُ
إذا لیلۃٌ ضَافَتکَ بالسُّقْمِ لم أبِت
لِسُقمِکَ إلا ساھرًا أتَمَلْمَلُ
کأنِّی أنا الْمَطْرُوقُ دُونکَ بِالَّذِی
طُرِقْتَ بِہ وجعًا فعینایَ تَھْمُلُ
تَخَافُ الرَّدی نفسی علیکَ وإنّنی
لأعلمُ أن الموتَ دینٌ مُؤَجَّلُ
فلمَّا بلغتَ السنَّ وَالغایۃَ الَّتِی
إلیھا رجاءً کنت فیکَ أؤمِّلُ
جعلتَ رجائی غِلظۃً وفظاظۃً
کأنکَ أنتَ المنعمُ المتفضِّلُ
وسمَّیتَنِیْ باسمِ المفنَّدِ رأیُہ
وفی رأیکَ التفنیدُ لو کنتَ تعقِلُ
فلیتکَ إذلم تَرْعَ حقَّ أبوَّتِی
فعلتَ کما الجارُ المجاوِرُ یفعلُ
فأولیتنی حقَّ الجوارِ ولم تکنْ
علیَّ بمالِی دونَ مالِکَ تبخَلُ
حیاتکَ ھمٌّ ثم موتکَ فجعۃٌ
وخیرُکَ مزوِیٌّ وشرکَ ینزِلُ

(ترجمہ)

(۱) میں نے تجھے جب تو پیدا ہوا غذا کھلائی تھی اور جوانی چڑھتے تک تجھ پر

احسان کرتا رہا تیری ضروریات میں میں خرچ کرتا رہا اور تجھ پر تحفے اور ہدیے نچھاور کرتا رہا۔

(۲) جب کسی رات تجھ پر کوئی بیماری آتی تھی میں تیری بیماری کی وجہ سے نہیں سوتا تھا مگر بے قرار جاگتے ہوئے۔

(۳) گویا کہ تیری نسبت میں تکلیف کے زیادہ گرز سہہ رہا ہوں اور میرے آنسو بہتے تھے۔

(۴) تو اپنے آپ کو میرے نفس کے ہلاک ہو جانے سے ڈرتا تھا جب کہ میں جانتا تھا کہ موت ایک وقت تک ادھار ہے۔

(۵) جب تو جوانی کو پہنچا اور طاقت کو پہنچا جس پر میری آرزوئیں لگی تھیں اور میں تیرے بارے میں امیدوار تھا۔

(۶) تو نے میری امید کو سختی اور سخت کلامی میں بدل دیا گویا کہ تو ہی نعمت دینے والا اور مجھ پر فضل کرنے والا ہے۔

(۷) تو نے میرا نام اس شخص کے نام پر رکھ دیا جس کی رائے خطا کار ہے۔ حالانکہ اگر تو عقل رکھتا ہو تو تیری رائے ہی خطا میں ہے۔

(۸) کاش کہ تو اگر میرے باپ ہونے کے حق کی رعایت نہ کرتا تو تو میرے ساتھ ایسا کرتا جیسا کہ کوئی پڑوسی کسی پڑوسی سے کرتا ہے۔

(۹) اور تو مجھے پڑوس کے حق کی طرح اولیت دیتا اور تو اپنے مال کی نسبت میرے متعلق مال خرچ کرنے پر بخل نہ کرتا۔

(۱۰) تیری زندگی دکھ ہے پھر تیرا مر جانا ناگہانی مصیبت ہے اور تیری خیر کمٹی ہوئی ہے اور تیرا اشرار اتر رہا ہے۔

تو حضور ﷺ اس بوڑھے کی بات پر مغموم ہوئے اور اس کے بیٹے سے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔ (۱۸۴)

یوسفؑ پر یعقوبؑ کا غم اور بنیامین سے بچے کی آرزو

حضرت عمر بن ذر فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم اہل کوفہ کے بارہ آدمی تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا جب حضرت یوسف پر آپ کے بھائی داخل ہوئے تھے۔ تو حضرت یوسف نے بنیامین کو اپنے پاس روک لیا اور اس کے ساتھ باتیں کرنے لگے۔ اس سے حضرت یوسف نے فرمایا کیا یہ سب تمہارے بھائی ہیں۔ فرمایا ہاں فرمایا کیا تمہارا باپ شریک بھائی کوئی نہیں فرمایا نہیں میرا ایک بھائی تھا جس کا نام یوسف تھا آپ نے پوچھا پھر اس کا کیا ہوا؟ کہا اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے حضرت یوسف نے پوچھا کیا اس پر اس کا والد یعقوبؑ غمگین ہوا تھا فرمایا ہاں بہت غمگین ہوا حضرت یوسف نے پوچھا کہ کتنے غمگین ہوئے فرمایا ان کی نگاہ چلی گئی اور وہ ہر وقت غم میں گھٹے ہوتے ہیں پوچھا کیا آپ کو بھی اس پر غم ہوا تھا کہا ہاں ہاں بہت شدید غم ہوا تھا تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کیا تم نے شادی کر لی فرمایا ہاں تو آپ نے پوچھا کیا غمگین لوگ بھی شادی کرتے ہیں فرمایا کہ بوڑھے یعقوبؑ نے مجھے اس کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا اے بیٹے شادی کر لے شاید کہ تیرا کوئی بچہ پیدا ہو اور اس کے تسبیح ادا کرنے سے زمین بھاری ہو جائے۔ (۱۸۵)

(فائدہ-۱) یہ جو حضرت یوسفؑ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے بنیامین سے پوچھا کہ آپ کا کوئی باپ شریک بھائی ہے یہ غلط لکھا گیا ہے یہاں ماں شریک ہونا چاہئے کیونکہ بارہ بھائی یہ سب باپ شریک تو تھے لیکن ماں شریک بھائی حضرت یوسفؑ کے بنیامین ہی تھے۔

(فائدہ-۲) تسبیح سے زمین کا بوجھل ہونا اس طرح سے ہے کہ اللہ کے نام اور

---

(۱۸۴) سنن الصالحین روایت: ۱۲۷۵۔

(۱۸۵) سنن الصالحین روایت: ۱۲۷۶۔

اس کی تسبیح میں جو وزن ہے وہ زمین میں نہیں ہے اور یہی تسبیح اور یہی ذکر اور اللہ کی حمد وثناء اور ایسے نیک اعمال جب قیامت کے دن میزان اعمال میں تلیں گے تو ان کا وزن ہوگا یہ چیزیں حقیقی وزن رکھتی ہیں اگرچہ اس وقت یہ لوگوں کو صرف زبان کے کلمات محسوس ہوتے ہیں اور بوجھ نہیں ہوتا اور اگر اس بوجھ کو محسوس کرنے کا اندازہ لگایا جائے تو ایسے ہوسکتا ہے کہ جیسے کسی نافرمان سے کہو تسبیح پڑھو نماز پڑھو روزہ رکھو تو اس پر کتنا بھاری اور مشکل ہو جائے گا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اللہ کی تسبیح اور تحمید اور اس کے نام میں وزن ہے اور ایسا وزن جو کہ مخلوقات میں کسی کا نہیں ہے۔

کافرماں سے بھی نیک سلوک کرو

(حدیث) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میری والدہ قریش کے زمانے میں جالت شرک میں میرے گھر آئیں۔ جب کہ نبی کریم ﷺ سے انہوں نے معاہدہ کر رکھا تھا تو میں نے نبی کریم ﷺ سے فتویٰ پوچھا اور عرض کیا کہ میری والدہ آئی ہیں اور ان کو میری طرف رغبت ہے کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں فرمایا ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔(۱۸۶)

صدقہ دیتے وقت والدین کی نیت کرلیا کرو

بعض علماء فرماتے ہیں کہ تم میں سے کسی پر کیا بوجھ ہے جب وہ کچھ صدقہ دینے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے مسلمان والدین کو ان میں شریک کرلے تاکہ اس کے والدین کو بھی اس کا اجر پہنچ جائے اور اس صدقہ دینے والے کو بھی اس کے والدین کو اجر کے برابر اجر مل جائے بغیر اس کے کہ والدین کے اجر میں سے کچھ کمی کی جائے۔(۱۸۷)

---

(۱۸۶) سنن الصالحین روایت:۱۲۸۱۔

(۱۸۷) سنن الصالحین روایت:۱۲۸٤۔

(فائدہ) یعنی جب صدقہ دینے لگو تو تم والدین کی طرف سے صدقہ کرنے کی نیت کیا کرو تمہیں بھی صدقے کا ثواب پہنچے گا اور انہیں بھی، اور کسی کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔

سو مائیں بھی اسلام پر قربان (حکایت)

حضرت ابو عثمان فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے فرمایا جب یہ آیت میرے بارے میں اتری۔

وَاِنْ جَاهَدَاکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فلا تطعهما. (العنکبوت:۸)

(ترجمہ) اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہیں ماننا۔

فرمایا کہ میں اپنی ماں کے ساتھ بڑا حسن سلوک کرتا تھا جب میں مسلمان ہوا تو اس نے کہا اے سعد یہ کون سا دین ہے جو تو نے اختیار کر لیا ہے یا تو تو اس دین کو چھوڑ دے ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی حتیٰ کہ مر جاؤں گی تو مجھے لوگ عار دلاتے تھے کہ دیکھو تیرے پیچھے تیری ماں مر جائے گی اور لوگ کہتے تھے او ماں کے قاتل تو میں نے ماں سے کہا اے اماں ایسا نہ کریں میں اس دین کو کسی وجہ سے بھی نہیں چھوڑ سکتا تو ایک دن اس نے ایسا گزارا کہ اس میں نہ کھایا نہ پیا رات بھی ایسے گزار دی صبح ہوئی تو بڑی مشقت میں پڑی ہوئی تھی میں نے جب اس کو دیکھا تو میں نے کہا اے اماں جان تو جان لے خدا کی قسم اگر تیری سو جانیں بھی ہوتیں اور ایک ایک کر کے نکل جاتیں تو میں پھر بھی اپنا دین نہ چھوڑتا۔ اگر تو چاہے تو کھالے اگر نہ چاہے تو نہ کھا پس جب اس نے یہ دیکھا تو پھر کھانا شروع کر دیا۔ (۱۸۸)

---

(۱۸۸) سیر أعلام النبلاء (۱۰۹/۱)۔

بیٹے کو قتل سے بچانے کی تدبیر (حکایت)

حضرت ابو مسہر فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن عبدالعزیز کا ایک ساتھ بیٹھنے والا تھا اس کا نام تھا ہشام بن یحییٰ الغسانی اس نے کہا کہ ہمارے پاس عبدہ بن ریاح جو پولیس کا افسر تھا موجود تھا اس کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا بیٹا بڑا نافرمان ہے تو پولیس کے اس افسر نے اس کے ساتھ کچھ مددگار بھیج دیئے راستے میں انہوں نے اس عورت کو کہا کہ تیرے بیٹے کو یہ پولیس افسر پکڑوا کر قتل کر دے گا۔ اس نے کہا اچھا ایسا کرے گا' انہوں نے کہا ہاں تو وہ ایک گرجا گھر کے چراغ روشن کرنے والے کے پاس سے گزرے تو کہنے لگی یہی میرا بیٹا ہے تو وہ لوگ اس کو پکڑ کر لے گئے اور اس سے افسر نے پوچھا کہ تو اپنی ماں کی نافرمانی کرتا ہے؟ اس نے کہا یہ تو میری ماں نہیں ہے۔ اس نے کہا اچھا تو انکار بھی کرتا ہے! مارو اس کو پھر اس عورت کو اس کی گردن پر بٹھا دیا اور کہا کہ اس کو اٹھا کر چل پھر آواز دی گئی دیکھو یہ ہے اس کی سزا جو ماں کا نافرمان ہو۔ جب اس کے دوست نے اس کو کہا یہ کیا ہے اس نے کہا جس کی ماں نہ ہو وہ عبدہ کے پاس چلا جائے وہ اس کی کوئی نہ کوئی ماں بنا دے گا۔ (۱۸۹)

ماں کے پاؤں کے نیچے رخسار رکھ دیتے تھے

حضرت محمد بن منکدرؒ کی حالت یہ تھی کہ آپ اپنا رخسار زمین پر رکھ دیتے تھے پھر اپنی ماں سے کہتے تھے اماں اٹھ اپنا پیر میرے رخسار پر رکھ کر چل۔ (۱۹۰)

---

(۱۸۹) سیر أعلام النبلاء (۱۵/۴٦۲-۴٦۳)۔

(۱۹۰) سیر أعلام النبلاء (۵/۳۵٦)۔

ساری رات عبادت سے ماں کے پاؤں دبانا پسند ہے (حکایت)

حضرت محمد بن منکدرؒ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی عمرو نے ساری رات نماز (نوافل) پڑھتے ہوئے گزار دی اور میں اپنی ماں کے قدم دباتا رہ گیا اور مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنی ساری رات کا ثواب اس کی رات کے بدلے میں بدل لوں۔ (۱۹۱)

ماں کی بات ماننے پر علم میں برکت آ گئی

حضرت محمد بن بشار فرماتے ہیں کہ میں طلب علم کے لئے نکلنا چاہتا تھا لیکن میری ماں نے منع کر دیا اور میں نے اس کا کہا مانا تو میرے لئے علم میں برکت دے دی گئی۔ (۱۹۲)

ماں پر علم کو قربان کر دیا

حضرت جعفر الخلدی فرماتے ہیں کہ حضرت ابارؒ لوگوں میں زیادہ عابد تھے اپنی ماں سے حضرت قتیبہ کی طرف طلب علم کے لئے جانے کی اجازت مانگی پھر جب وہ فوت ہو گئیں تو آپ خراسان کی طرف چلے گئے اور بلخ گئے جب کہ حضرت قتیبہ فوت ہو چکے تھے۔ اور لوگ اس کو اس پر تعزیت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا یہ علم کا پھل ہے میں نے اپنی ماں کی رضامندی کو پسند کیا تھا۔ (۱۹۳)

آباء کی محبت اولاد میں رشتہ داری میں بدل جاتی ہے

حضرت ابن سلامہ فرماتے ہیں کہ اسماعیل بن عباد سے کہا گیا کہ تم معتزلی آدمی ہو اور ابن مقری محدث تھے اور تم ان سے محبت کرتے ہو اس نے کہا کیونکہ

---

(۱۹۱) سير أعلام النبلاء (۳۵۹/۵)۔

(۱۹۲) سير أعلام النبلاء (۱۴۵/۱۲)۔

(۱۹۳) سير أعلام النبلاء (۴۴۳/۱۳)۔

وہ میرے والد کا دوست تھا اور مشہور ہے کہ آباء کی محبت بیٹوں میں رشتہ داری میں بدل جاتی ہے اور اس لئے بھی کہ میں سویا ہوا تھا اور مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا تو سویا ہوا ہے اور اللہ کے اولیاء میں سے ایک ولی تیرے دارواز ے پر ہے تو میری آنکھ کھل گئی تو میں نے پکار کر کہا کون ہے؟ تو فرمایا ابوبکر بن المقر ی (۱۹۴)

ولی کی صحبت کے بجائے ماں کی خدمت میں رہو

حضرت ابو سعد سمعانی ؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بوڑھے نے بیان کیا کہ تمہارے دادا حضرت ابوالمظفر نے حضرت سعد زنجانی کی صحبت میں رہنے کا عزم کیا تھا تو انہوں نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا گویا کہ اس کا سر کھلا ہوا ہے اور وہ کہہ رہی ہے اے بیٹے تجھ پر میرے حق کی قسم تو میری طرف لوٹ آ میں تیرے فراق کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تو میں مغموم ہو کر اٹھ گیا اور کہا کہ میں شیخ سے مشورہ کروں گا اور میں حضرت سعد کے پاس آیا اور رش کی وجہ سے میں ان سے کوئی بات نہ کہہ سکا جب وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو میں ان کے پیچھے جانے لگا تو آپ نے مجھے مڑ کر فرمایا اے ابوالمظفر بڑھیا تمہارا انتظار کر رہی ہے پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور میں نے جان لیا کہ ان کو میرے بارے میں کشف ہوا ہے چنانچہ میں اس سال واپس لوٹ گیا۔ (۱۹۵)

نافرمان کی گردن اتاردی

پولیس کے افسر بادیس بن حبوس کے پاس ایک عورت اس کے دروازے پر آئی اور کہا اے ہمارے سردار میرا بیٹا میرا نافرمان ہے تو اس نے اس کے بیٹے کو بلوایا اور تلوار بھی منگوائی تو عورت نے کہا میرا مقصد تو آپ کی طرف شکایت کا تھا

---

(۱۹٤) سیر أعلام النبلاء (۱٦/٤٠١)۔

(۱۹۵) سیر أعلام النبلاء (۱۸/۳۸۵-۳۸٦)۔

کہ آپ اس کو سمجھادیں گے فرمایا میں کتاب پڑھانے والا استاد نہیں ہوں پھر حکم اس کے لئے دیا تو اس کی گردن اتار دی گئی۔ (۱۹۶)

محدث نے ماں کے روکنے پر طلب حدیث کا سفر چھوڑ دیا

ابن نجار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معمر بن فاخر کی مجم میں ان کے ہاتھ سے لکھا ہوا یہ مضمون پڑھا کہ مجھے ابوالقاسم الحافظ نے منیٰ میں املاء کراتے ہوئے خبر دی تھی جب کہ وہ ان سب لوگوں سے زیادہ حافظ تھے جن کو میں نے دیکھا ہے اور ہمارے شیخ اسماعیل بن محمد الامام ان کو ان تمام لوگوں پر فضیلت دیتے تھے جن سے میں نے ملاقات کی ہے یہ اصبہان میں آئے اور میرے گھر میں مہمان ٹھہرے میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ اس سے زیادہ حافظ حدیث اور زیادہ پرہیزگار اور مضبوط حافظے کا کوئی نہیں تھا وہ فقیہ بھی تھا ادیب بھی تھا سنی المسلک بھی تھا میں نے اس سے پوچھا کہ تم اصبہان دیر سے کیوں آئے ہو اس نے کہا میں نے اپنی ماں سے اس طرف سفر کی اجازت مانگی تھی مگر اس نے نہیں دی۔ (۱۹۷)

اویس قرنیؒ کو ماں کی خدمت نے حضورؐ کی خدمت میں جانے سے روک دیا

حضرت اصبغ بن زید فرماتے ہیں کہ حضرت اویس اس لئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت میں مصروف تھے۔ (۱۹۸)

---

(۱۹٦) سیر أعلام النبلاء (۱۸/ ۵۹۰)

(۱۹۷) سیر أعلام النبلاء (۲۰/ ۵٦۷)

(۱۹۸) سیر أعلام النبلاء (٤/ ۲۹)

اپنی پشت کو والد کے لئے پل بنا دیا

حضرت عمرو بن میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کا ہاتھ پکڑ کر بصرے کی کسی گلی میں لے جا رہا تھا میں ایک کھائی کے پاس سے گزرا میرا بوڑھا باپ وہاں سے نہ گذر سکا تو میں اس کے لئے لیٹ گیا اور اپنی کمر کو اس کے لئے پل بنا دیا۔(۱۹۹)

سارا دن کما کر والدہ کے لئے پھل لے آتے تھے

حضرت کہمس بن حسن سارا دن جس کوٹتے تھے اور دن بھر کی کمائی دو دانق لاتے تھے جب شام ہوتی تھی تو اس کے پھل خریدتے تھے اور ان کو ماں کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔(۲۰۰)

ماں کی خدمت پر حضرت خضر کی زیارت

حضرت بلال الخواص فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت خضرؑ کی زیارت کی اور ان سے پوچھا آپ حضرت بشر حافیؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا انہوں نے اپنے بعد اپنے جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا میں نے پوچھا آپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا وہ صدیقیت کے درجے پر ہیں میں نے پوچھا آپ حضرت ابو ثورؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ ایک ایسا شخص تھا جس نے حق تعالیٰ کی طلب کی تھی میں نے پوچھا کہ میں نے آپ کی کس وسیلے سے زیارت کی؟ فرمایا تم نے اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے مجھے دیکھا ہے۔(۲۰۱)

---

(۱۹۹)حلیة الاولیاء ۸۲/٤۔

(۲۰۰)حلیة الاولیاء: ۲۱۲/٦۔

(۲۰۱)حلیة الاولیاء: ۱۸۷/۹۔

ماں کو مرنے کے بعد بھی بیٹے کی فکر تھی

حضرت محمد بن ہیثم فرماتے ہیں کہ میں حضرت بشر حافی ؒ کی بہن کی خدمت میں جب کہ وہ چھوٹی تھیں جاتا تھا انہوں نے مجھے ایک دن کاتے ہوئے سوت کا ایک گولا دیا اور فرمایا کہ اس گولے کو بیچ دو اور اس کے بدلے میں روٹی اور مچھلی خرید کر لے آؤ تو میں نے تعمیل کی پھر حضرت بشر تشریف لائے اور روٹی اور مچھلی سامنے رکھی ہوئی پائی تو پوچھا یہ کیا کھانا ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے اپنی ماں کو اور تمہاری ماں کو خواب میں دیکھا تھا انہوں نے کہا اگر تم مجھے خوش کرنا چاہتی ہو تو اس کاتے ہوئے سوت کو بیچ دو اور اس کے بدلے میں روٹی اور مچھلی خریدو کیونکہ تیرے بھائی بشر کو اس کی خواہش ہے۔ چنانچہ حضرت بشر کی بہن نے فرمایا جب میں نے اپنی اور ان کی ماں کا ذکر کیا تو حضرت بشر رو پڑے اور فرمایا اللہ ان دونوں پر رحم فرمائے میری ماں میرے لئے زندگی میں بھی غم کھاتی تھی اور مرنے کے بعد بھی فکر میں ہے۔ (۲۰۲)

(فائدہ) یہ حضرت بشر کی بہن باپ شریک تھیں ماں دونوں کی الگ الگ تھیں اس لئے فرمایا میری ماں اور تیری ماں دونوں کو خواب میں دیکھا۔

حضرت بشر ؒ دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش تھے اور خواہش نفس کے باوجود لطف اندوزی سے بچتے تھے اور کنارہ کشی کرتے تھے چاہے آپ کو مچھلی اور روٹی کی بڑے عرصے سے خواہش تھی مگر اس خواہش کی تکمیل کے لئے فکر نہ کی۔

تین قسم کے لوگوں سے بچ کر رہو

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت میمون بن مہران سے فرمایا اے میمون تم ان امیروں کے پاس نہ جانا اگرچہ تم یہ کہو کہ ہم ان کو نیکی کا حکم کریں گے اور کسی

(۲۰۲) حلیۃ الاولیاء: ۳۵۳/۸۔

عورت کے ساتھ علیحدگی میں نہ بیٹھنا اگرچہ تم یہ کہو کہ میں اس کو قرآن پڑھاؤں گا اور کبھی ماں باپ کے نافرمان کے ساتھ دوستی نہ لگانا کیونکہ وہ اس کے قابل نہیں کیونکہ اس نے اپنے ماں باپ کے ساتھ بھی تعلق توڑ دیا ہے۔(۲۰۳)

بڑھیا کو آزاد کرنے سے ماں مل گئی

حضرت عبداللہ بن یوسف فرماتے ہیں کہ ابوعبدرب غلاموں کو خریدتا تھا اور ان کو آزاد کر دیتا تھا ایک دن اس نے ایک بوڑھی رومی عورت کو خریدا اور اس کو آزاد کر دیا تو اس بوڑھی نے کہا مجھے پتہ نہیں اب میں کہاں ٹھکانہ پاؤں گی تو ابن عبد رب نے اس کو اپنے گھر بھیج دیا جب وہ خود مسجد سے لوٹ کر گھر آیا تو اس کے سامنے کھانا رکھا گیا اس نے اس بوڑھی عورت کو بھی بلایا اور اس کو کھانا کھلایا پھر اس سے بات چیت ہوتی رہی تو معلوم ہوا کہ وہ تو اس کی اپنی ماں ہے تو اس سے اسلام کا مطالبہ کیا کہ وہ مسلمان ہو جائے تو بوڑھی ماں نے انکار کیا لیکن یہ اس کے ساتھ حد درجے کا سلوک کرتے رہے ایک دن وہ جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ کر آئے تو ان کو بتایا گیا کہ یہ بوڑھی ماں مسلمان ہو چکی ہے تو آپ عصر کے بعد سے جو سجدے میں گرے تو سورج غروب ہو گیا مگر یہ سجدے میں پڑے رہے۔(۲۰۴)
(فائدہ) واقعی بہت بڑے شکر کا مقام تھا اور اس کے لئے اتنا ہی بڑا سجدہ کرنا چاہئے تھا اللہ پاک ہمیں بھی والدین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲۰۳)حلية الاولياء:٥/٣٤٥۔
(۲۰٤)حلية الاولياء:٥/١٦٠۔

اضافہ

ماخوذ از: بہشتی زیور آخری صفحات
تسہیل وغیرہ: امداداللہ انور

تعدیل حقوق والدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم.

قال اللہ تعالیٰ:

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل. الآیۃ.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کرو۔اور جب تم لوگوں میں حکم کروانصاف سے حکم کرو۔

اس آیت کے عموم سے دو حکم سمجھ میں آئے۔ایک یہ کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق واجبہ کا ادا کرنا واجب ہے دوسرے یہ کہ ایک کے حق کے لئے دوسرے شخص کا حق ضائع کرنا ناجائز ہے۔

ان دونوں حکم کے متعلقات میں سے وہ دو خاص موقعے یہ بھی ہیں جن کے متعلق اس وقت تحقیق کرنے کا ارادہ ہے (۱) ایک ان میں سے والدین کے حقوق واجبہ کی تعیین ہے۔(۲) دوسرے والدین کے حقوق اور زوجہ یا اولاد کے حقوق میں تعارض تقابل کے وقت ان حقوق کی اصلاح ہے۔

اس تحقیق کی ضرورت یہ ہوئی کہ بے شمار واقعات سے معلوم ہوا کہ جس طرح بعض بے قید لوگ والدین کے حق میں کوتاہی کرتے ہیں اور ان کے وجوب اطاعت کے دلائل کو نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے حقوق کا وبال اپنے سر لے

لیتے ہیں اسی طرح بعضے دیندار والدین کے حق میں مبالغہ کرتے ہیں جس سے دوسرے صاحب حق مثلاً زوجہ یا اولاد کے حقوق تلف ہوتے ہیں اور ان کے وجوب رعایت آیات واحادیث کو نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے اتلاف حقوق کا وبال اپنے سر لیتے ہیں اور بعضے کسی صاحب حق کا حق تو ضائع نہیں کرتے لیکن حقوق غیر واجبہ کو واجب سمجھ کر ان کی ادائیگی کا قصد کرتے ہیں اور چونکہ بعض اوقات ان کا تحمل نہیں ہوتا اس لئے تنگ ہوتے ہیں اور اس سے وسوسہ ہونے لگتا ہے کہ بعض احکام شریعت میں ناقابل برداشت سختی اور تنگی ہے اس طرح سے ان بے چاروں کے دین کو ضرر پہنچتا ہے اور اس حیثیت سے اس کو بھی صاحب حق کے حقوق واجبہ ضائع کرنے میں داخل کر سکتے ہیں اور وہ صاحب حق اس شخص کا نفس ہے کہ اس کے بھی بعض حقوق واجب ہیں کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ان لنفسك عليك حقًا (تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے) اور ان حقوق واجبہ میں سب سے بڑھ کر اپنے دین کی حفاظت ہے۔ پس جب والدین کے غیر واجب حق کو واجب سمجھنا اس مذکورہ گناہ کا سبب ہوا تو حقوق واجبہ اور غیر واجبہ کا فرق کرنا لازمی ہو گیا اس فرق کے بعد پھر اگر عملی طور پر ان حقوق کو اپنے اوپر لازم کرلے گا مگر اعتقاداً واجب نہ سمجھے گا تو وہ شرعی قباحت تو لازم نہیں آئے گی۔ اس تنگی کو اپنے ہاتھوں کی خریدی ہوئی سمجھے گا۔ اور جب تک برداشت کرے گا اس کی عالی ہمتی ہے اور اس تصور میں بھی ایک گونہ مزہ ہوگا کہ میں باوجود میرے ذمہ نہ ہونے کے اس کو برداشت کرتا ہوں اور جب چاہے گا سبکدوش ہو سکے گا غرض علم احکام میں ہر طرح کی مصلحت ہی مصلحت ہے اور جہالت میں ہر طرح کا نقصان ہی نقصان ہے پس اسی تمیز کی غرض سے یہ چند سطور لکھتا ہوں۔

اب اس تمہید کے بعد اوّل اس کے متعلق ضروری روایات حدیثیہ وفقہیہ جمع کر کے پھر ان سے جو احکام نکلتے ہیں ان کی وضاحت کردوں گا اور اس کو اگر

''تعدیل حقوق الوالدین'' کے لقب سے نامزد کیا جائے تو نازیبا نہیں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان

فی المشکوۃ عن ابن عمر قال کانت تحتی امرأۃ احبها وکان عمرؓ یکرهها فقال لی طلقها فابیت فاتی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلقها رواہ الترمذی۔

فی المرقاۃ طلقها امر ندب او وجوب ان کان هناک باعث اخر۔

وقال الامام الغزالی فی الاحیاء ج ۲ ص ۲٦ مطبوعہ تنوری: فی هذا الحدیث۔

فهذا یدل علی ان حق الوالد مقدم ولکن والدیکرهها لالغرض فاسد مثل عمرؓ۔

فی المشکوۃ:

عن معاذ قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وساق الحدیث وفیہ لا تعصن والدیک وان امراک ان تخرج من اهلک ومالک الحدیث۔

فی المرقاۃ شرط للمبالغة باعتبار الاکمل ایضا اما باعتبار اصل الجواز فلا یلزمہ طلاق زوجة امراۃ بفراقها وان تاذیا ببقاء ها ایذاء شدید الانہ قد یحصل لہ ضرر بها فلا یکلفہ لا جلهما اذ من شان شفقتهما انهما لو تحققا ذلک لم یا مراہ بہ فالزامهما لہ بہ مع ذلک حمق منهما ولا یلتفت الیہ وکذلک اخراج مالہ انتهی مختصرا۔

قلت والقرینة علی کونہ للمبالغة اقترانہ بقولہ علیہ السلام فی ذلک الحدیث لاتشرک باللہ وان قتلت او حرقت فهذا للمبالغة قطعا

والافنفس الجواز بتلفظ کلمة الکفروان یفعل ما یقتضی الکفر ثابت بقوله تعالٰی من کفر باللّٰہ من بعد ایمانه الامن اکره الآیة فافهم۔

فی المشکوٰة عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من اصبح مطیعا للّٰہ فی والدیه الحدیث وفیه قال رجل وان ظلماه قال وان ظلماه وان ظلماه وان ظلماه رواه البیهقی فی شعب الایمان۔

فی المرقاة فی والدیه ای فی حقهما وفیه ان طاعة الوالدین لم تکن طاعة مستقلة بل هی طاعة اللّٰہ التی بلغت توصیتها من اللّٰہ تعالٰی بحسب طاعتهما لطاعته الی ان قال ویؤیده انه وردلا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق وفیها وان ظلماه۔

قال الطیبی یراد بالظلم ما یتعلق بالامور الدنیویة لا الاخرویة۔

قلت وقوله صلی اللّٰہ علیه وسلم هذا وان ظلماه کقوله علیه السلام فی ارضاء المصدق ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم رواه ابوداود لقوله علیه السلام فیهم وان ظلموا فعلیهم الحدیث رواه ابوداود معناه علی ما فی اللمعات قوله وان ظلموا ای بحسب زعمکم او علی الفرض والتقدیر مبالغة ولو کانوا ظالمین حقیقة کیف یامرهم بارضائهم۔

فی المشکوٰة عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی قصة ثلثة نفریتما شون واخذهم المطرفما لوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارهم صخرة فاطبقت علیهم فذکر احدهم من امره فقمت عند رؤسهما (ای الوالدین الذین کانا شیخین کبیرین کما فی هذا الحدیث) اکره ان او قظهما واکره ابدأبا لصبیة قبلهما والصبیة

یتضاغون عند قدمی الحدیث متفق علیہ۔

فی المرقاۃ تقدیما لاحسان الوالدین علی المولودین لتعارض صغرھم بکبرھما فان الرجل الکبیر یبقی کالطفل الصغیر۔

قلت وھذا التضاغی کما فی قصۃ اضیاف ابی طلحۃ قال فعلیھم بشیء ونومیھم فی جواب قول امرأتہ لما سئلھا ھل عندك شیء قالت لا الا قوت صبیانی ومعناہ کما فی اللمعات قالو وھذا محمول علی ان الصبیان لم یکونوا محتاجین الی الطعام وانما کان طلبھم علی عادۃ الصبیان من غیر جوع والاوجب تقدیمھم وکیف یتر کان واجبا وقد اثنی اللّٰہ علیھما اھ۔

قلت ایضا ومما یؤید وجوب الاضطراری الی ھذا التاویل تقدم حق الولد الصغیر علی حق الوالد فی نفسہ کما فی الدرالمختار باب النفقۃ ولولہ اب وطفل فالطفل احق بہ وقیل (بصیغۃ التمریض) یقسمھما فیھما۔

فی کتاب الآثار للامام محمدؒ ص ۱۵۴ عن عائشۃ قالت افضل ما اکلتم کسبکم وان اولادکم من کسبکم۔

قال محمد لا باس بہ اذا کان محتاجا ان یاکل من مال ابنہ بالمعروف فان کان غنیا فاخذ منہ شئیا فھو دین علیہ وھو قول ابی حنیفۃ، محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم قال لیس للاب من مال ابنہ شیء الا ان یحتاج الیہ من طعام او شراب او کسوۃ قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃؒ۔

فی کنز العمال ج ۸ ص۲۸۳ عن الحاکم وغیرہ ان اولادکم ھبۃ اللّٰہ تعالی لکم یھب من یشاء اناثا ویھب من یشاء الذکور فھم

وامو الهم لکم اذا احتجتم الیها اھ (سندہ صحیح ۱۲ محشی)۔

قلت دل قولہ علیہ السلام فی الحدیث اذا احتجتم علی تقیید الامام محمد قول عائشۃ ان اولادکم من کسبکم مما اذا کان محتاجا ویلزم التقیید کونہ دیناعلیہ اذا اخذمن غیر حاجۃ کما ھو ظاہر۔

قلت و ایضا فسر ابوبکر الصدیق بھذا قولہ علیہ السلام انت و مالک لابیک قال ابوبکر انما یعنی بذلک النفقۃ رواہ البیھقی کذا فی تاریخ الخلفاء ص ۶۵۔

وفی الدرالمختار لا یفرض (القتال) علی صبی و بالغ لہ قبلھا اواحدھما لان طاعتھما فرض عین الی ان قال لایحل سفر فیہ خطر الاباذنھما وما لا خطر فیہ یحل بالاذن ومنہ السفر فی طلب العلم۔

فی ردالمحتار انھما فی سعۃ من منعہ اذا کان یدخلھما من ذلک مشقۃ شدیدۃ وشمل الکافرین ایضاً اواحدھما اذاکرہ خروجہ مخافۃ ومشقۃ والابل لکراھۃ قتال اھل دینہ فلا یطیعہ مالم یخف علیہ الضیعۃ اذو کان معسرا محتاجا الی خدمتہ فرضت علیہ ولو کافرا ولیس من الصواب ترک فرض عین لتوصل الی فرض کفایۃ۔

قولہ فیہ خطر کالجھادو سفر البحر۔

قولہ وما لا خطر کالسفر للتجارۃ والحج والعمرۃ یحل بلا اذن الا ان خیف علیھما الضیعۃ سرخسی۔

قولہ ومنہ السفر فی طلب العلم لانہ اولی من التجارۃ اذا کان الطریق آمنا ولم یخف علیھما الضیعۃ (سرخسی) اھـ

قلت ومثلہ فی البحر الرائق والفتاوی الھندیۃ وفیھا فی مسئلۃ فلا

بد من الاستيذان فيه اذا كان له منه بد ج ٦ ص ٢٤٢ ـ

فی الدرالمختار باب النفقة و كذا تجب لها السكنى فى بيت خالٍ عن اهله وعن اهلها الخ۔

وفی ردالمحتار بعد مانقل الاقوال المختلفة ما نصه ففی الشريفة ذات اليسار لا بد من افراد ها فی دارو متوسطة الحال يكفيها بيت واحد من دارو اطال الی ان قال واهل بلادنا الشامية لا يسكنون فی بيت من دار مشتملة علی اجانب و هذا فی او ساطهم فضلا عن اشرافهم الا ان تكون داراموروثة بين اخوة مثلا فيسكن كل منهم فی جهته منها مع الاشتراك فی مرافقها ثم قال لاشك ان المعروف يختلف باختلاف الزمان والمكان فعلی المفتی ان ينظر الی حال اهل زمانه وبلده اذ بدون ذلك لا تحصل المعاشرة بالمعروف اھ

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی میں اس سے خوش تھا اور اس سے محبت رکھتا تھا مگر میرے باپ حضرت عمر اس سے ناخوش تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دیدے میں نے انکار کیا اس کے بعد حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ ذکر کیا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دیدے۔

مرقاۃ میں لکھا ہے کہ یہ طلاق کا امر بطور استحباب کے تھا۔ یا اگر وہاں پر کوئی اور سبب بھی موجود تھا تو وجوب کے لئے تھا۔

امام غزالی احیاء میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ والد کا حق مقدم ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ والد اس عورت کو کسی غرض فاسد کی وجہ سے برا نہ سمجھتا ہو جیسا کہ حضرت عمر کسی غرض فاسد کی وجہ سے اسے برا نہ سمجھتے تھے۔

مشکوۃ میں ہے حضرت معاذ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کر اگرچہ وہ تجھ کو یہ حکم کریں کہ اہل و عیال اور مال سے علیحدہ ہو جا۔

مرقاۃ میں لکھا ہے کہ یہ مبالغہ اور کمال اطاعت کا بیان ہے ورنہ اصل حکم کے لحاظ سے لڑکے کے لئے والدین کے فرمانے کی بنا پر اپنی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں اگرچہ ماں باپ کو بیوی کے طلاق نہ دینے سے سخت تکلیف ہو کیونکہ اس کی وجہ سے کبھی لڑکے کو سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور ماں باپ کی شفقت سے یہ بعید ہے کہ وہ بیٹے کی تکلیف کو جانتے ہوئے اس کا حکم کریں کہ وہ بیوی یا مال کو علیحدہ کر دے پس ایسی صورت میں ان کا کہا ماننا ضروری نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ مبالغہ کے لئے ہونے کا یہ قرینہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ خدا کے ساتھ شرک نہ کر اگرچہ تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ اور یہ یقیناً مبالغہ ہے ورنہ کلمۂ کفر ایسی مجبوری کی حالت میں کہنا اللہ تعالی کے قول مَنْ كَفَرَ بِاللهِ بَعْدَ اِيْمَانِه سے ثابت ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ میں اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے تو اگر دونوں ہوں تو دو (۲) دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک۔ اور اگر نافرمانی کرتا ہے تو اگر دونوں کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے لئے دو (۲) دروازے دوزخ کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک کی نافرمانی کرتا ہے تو ایک کھل جاتا ہے۔

اسی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر ماں باپ اس پر ظلم ہی کرتے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ اگرچہ وہ دونوں ظلم ہی کرتے ہوں۔

مرقاۃ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی کی اطاعت ماں باپ میں کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق میں اللہ تعالی کی اطاعت کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا

ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ والدین کی اطاعت مستقل ان کی اطاعت نہیں ہے
بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے وصیت فرمائی
ہے اس لئے ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت سمجھتے ہوئے کرنی چاہئے۔ یعنی
جو بات وہ خدا کے حکم کے مطابق کہیں اس کو ماننا چاہئے اور جو اس کے حکم کے
خلاف کہیں اسے نہ ماننا چاہئے۔ کیونکہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں
مخلوق کی فرمانبرداری نہیں۔

اور مرقاۃ میں لکھا ہے کہ ماں باپ کے ظلم سے مراد حدیث میں دنیوی ظلم
ہے اُخروی ظلم نہیں۔

یعنی دنیوی امور میں اگرچہ وہ زیادتی کریں تب بھی ان کی فرمانبرداری
لازم ہے اور اگر وہ دین کے خلاف کوئی بات کریں تو اس میں ان کی فرمانبرداری نہ
کرنی چاہئے۔

میں کہتا ہوں کہ حدیث میں حضورؐ کا یہ فرمانا کہ اگرچہ وہ دونوں ظلم کریں ایسا
ہے جیسا کہ آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے والے کے متعلق فرمایا ہے کہ اپنے زکوٰۃ
وصول کرنے والوں کو راضی کرو اگرچہ تم پر ظلم کیا جاوے۔

لمعات میں لکھا ہے اس سے مقصود مبالغہ ہے یعنی تمہارے خیال میں یا
بالفرض اگر وہ ظلم کریں تب بھی تم ان کو راضی کرو کیونکہ اگر وہ واقعی ظلم کرتے تھے تو
آپ ان کو راضی کرنے کا حکم کیسے فرما سکتے تھے۔

مشکوٰۃ میں ابن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے (ان تین آدمیوں کے قصہ میں)
روایت کرتے ہیں جو کہیں چلے جا رہے تھے اور بارش آ گئی وہ ایک پہاڑ میں غار
کے اندر چلے گئے اس کے بعد غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر گر پڑا اور اس نے دروازہ
بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ تم اپنے اپنے نیک اعمال دیکھو جو خالص اللہ
کے واسطے کیئے ہوں اور ان کا واسطہ دے کر دعا مانگو تا کہ اللہ تعالیٰ دروازہ کھول

دے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور شام کو جب گھر آتا تو بکریوں کا دودھ نکال کر اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تھا۔ ایک دن میں بہت دور چلا گیا اور جب شام کو آیا تو میں نے اپنے ماں باپ کو سویا ہوا پایا۔ میں نے حسب معمول دودھ نکالا اور دودھ کا برتن لے کر ان کے سر کے پاس کھڑا رہا اور ان کو جگانا اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی برا سمجھا کہ ان سے پہلے بچوں کو پلاؤں اور بچے میرے پیروں میں پڑے روتے چلاتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بچوں کا رونا چلانا ایسا ہی تھا جیسا کہ حضرت ابوطلحہؓ کے مہمانوں کے قصہ میں ہے جب انہوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے؟ بیوی نے کہا نہیں صرف بچوں کی خوراک ہے تو ابوطلحہ نے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو۔

لمعات میں لکھا ہے کہ علماء نے اس کو اس پر محمول کیا ہے کہ وہ بچے بھوکے نہیں تھے بلکہ بلا بھوک مانگ رہے تھے جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے ورنہ اگر وہ بھوکے ہوتے ان کو کھلانا واجب تھا اور واجب کو وہ کیسے ترک کر سکتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابوطلحہ اور ان کی بیوی کی تعریف کی۔

میں کہتا ہوں کہ اس تاویل کی ضرورت اس سے بھی ثابت ہوئی کہ والد سے چھوٹے بچے کا حق مقدم ہے۔

جیسا کہ درمختار میں ہے کہ اگر کسی کا باپ اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو خرچہ کے اعتبار سے بیٹا باپ سے زیادہ مستحق ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں پر تقسیم کردے۔

امام محمدؒ کی کتاب الآثار میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر روزی اپنی کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں داخل ہے۔ امام محمد

فرماتے ہیں کہ جب باپ محتاج ہو تو بیٹے کے مال میں کھانے کا مضائقہ نہیں لیکن ضرورت کے مطابق خرچ کرے فضول خرچی نہ کرے۔ اگر باپ مالدار ہے اور پھر بیٹے کا مال لیتا ہے تو وہ اس پر قرض ہے یہی قول امام ابوحنیفہ ہے اور اسی پر عمل ہے۔

امام محمد امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حماد سے اور وہ ابراہیم سے کہ باپ کے لیے مال میں کوئی حق نہیں مگر یہ کہ وہ کھانے پینے کپڑے کا محتاج ہو۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر ہم عمل کرتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ کا قول ہے۔

کنز العمال میں حاکم وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ تمہاری اولاد اللہ تعالی کا عطیہ ہے جس کو چاہتے ہیں لڑکیاں دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے دیتے ہیں۔ پس وہ اولاد اور ان کا مال تمہارے لئے ہے جب تم کو ضرورت ہو۔

میں کہتا ہوں کہ حضورؐ کا یہ قول کہ (جب تم کو ضرورت ہو) اس مسئلہ پر دلالت کرتا ہے جو مسئلہ ابھی امام محمدؒ نے حضرت عائشہؓ کے قول سے نکالا تھا۔

نیز حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی کہ ''تو اور تیرا مال اپنے باپ کے لئے ہے یہ ہی تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد نان نفقہ ہے۔

درمختار میں ہے کہ ایسے نابالغ اور جوان لڑکے پر جہاد فرض نہیں ہوتا جس کے ماں باپ دونوں یا ایک موجود ہو کیونکہ ان کی اطاعت فرض عین ہے اور کوئی ایسا سفر کرنا جائز نہیں جس میں خطرہ ہو مگر ان کی اجازت سے۔ اور جس میں خطرہ نہ ہو وہ بلا اجازت جائز ہے منجملہ اس کے علم حاصل کرنے کے لئے سفر بھی ہے۔

ردالمحتار میں ہے کہ ماں باپ کو اس سفر سے روکنے کی گنجائش ہے جبکہ اس کی وجہ سے وہ سخت مشقت میں مبتلا ہوتے ہوں۔ اور کافر ماں باپ کا بھی یہی حکم ہے جبکہ اس کے سفر سے ان کو اندیشہ ہو۔ اور اگر وہ اپنے اہل دین کے قتال کی وجہ سے روکتے ہوں تو ان کی اطاعت نہ کرے جب تک کہ ان کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ اگر وہ تنگدست اور اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو اس پر خدمت فرض ہے

اگرچہ وہ کافر ہوں۔ اور فرض عین کو فرض کفایہ کی خاطر ترک کرنا ٹھیک نہیں۔

وہ سفر جس میں خطرہ ہو جیسے جہاد اور سمندر کا سفر ہے اور جس میں خطرہ نہیں جیسے تجارت، حج، عمرہ کے لئے سفر کرنا وہ بلا اجازت جائز ہے مگر یہ کہ ہلاکت کا خوف ہو اور علم کا سفر بھی اسی میں داخل ہے جبکہ راستہ پر امن ہو اور ہلاکت کا خوف نہ ہو۔ بحر الرائق اور فتاویٰ ہندیہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

اور فتاویٰ ہندیہ میں ایک مسئلہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ والدین سے اجازت لینا ضروری ہے جبکہ ضروری کام نہ ہو۔

درمختار باب النفقہ میں ہے کہ بیوی کے لئے ایسا گھر دینا جس میں کوئی بیوی یا شوہر کے رشتہ داروں میں سے نہ رہتا ہو واجب ہے۔

درمختار میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ شریف مالدار عورت کیلئے (الگ گھر دینا ضروری ہے اور متوسط درجہ کی عورت کے لئے گھر میں ایک کمرہ دینا کافی ہے) اس کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے شام کے شہروں میں متوسط درجہ کے لوگ بھی ایسے گھروں میں نہیں رہتے جن میں اجنبی لوگ رہتے ہوں چہ جائیکہ امیر اور شریف لوگ رہیں مگر یہ کہ گھر چند بھائیوں کے درمیان مشترک اور موروث ہو تو ایسی صورت میں ہر ایک اپنے حصہ میں رہتا ہے اور گھر کے حقوق و ضروریات مشترک ہوتے ہیں۔

اس کے بعد کہا ہے کہ عرف زمانہ اور مکان کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے مفتی کو زمانہ اور مکان پر نظر رکھنی ضروری ہے بلا اس کے معاشرۃ بالمعروف حاصل نہیں ہو سکتی۔

ان روایات سے چند مسائل ظاہر ہوئے۔

اوّل جو امر شرعاً واجب ہو اور ماں باپ اس سے منع کریں اس میں ان کی اطاعت جائز بھی نہیں واجب ہونے کا تو کیا احتمال ہے۔

اس قاعدے میں یہ فروع بھی آ گئے مثلاً اس شخص کے پاس مالی وسعت اس قدر کم ہے کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس شخص کو جائز نہیں کہ بیوی بچوں کو تکلیف دے اور ماں باپ پر خرچ کرے اور مثلاً بیوی کا حق ہے کہ وہ شوہر سے ماں باپ سے جدا رہنے کا مطالبہ کرے پس اگر وہ اس کی خواہش کرے اور ماں باپ اس کو شامل رکھنا چاہیں تو شوہر کو جائز نہیں کہ اس حالت میں بیوی کو ان کے ساتھ شامل رکھے بلکہ واجب ہوگا کہ اس کو جدا رکھے یا مثلاً حج وعمرہ کو یا طلب علم بقدر فرض کیلئے نہ جانے دیں تو اس میں ان کی اطاعت ناجائز ہوگی۔

دوم جو امر شرعاً ناجائز ہو اور ماں باپ اس کا حکم کریں اس میں بھی ان کی اطاعت جائز نہیں۔ مثلاً وہ کسی ناجائز نوکری کا حکم کریں یا رسوم جہالت اختیار کرائیں وعلیٰ ہذا۔

سوم جو امر شرعاً واجب ہو اور نہ ممنوع ہو بلکہ مباح ہو بلکہ خواہ مستحب ہی ہو اور ماں باپ اس کے کرنے یا نہ کرنے کو کہیں تو اس میں تفصیل ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ اس امر کی اس شخص کو ایسی ضرورت ہے کہ بدون اس کے تکلیف ہوگی۔ مثلاً غریب آدمی ہے پاس پیسہ نہیں بستی میں کوئی صورت کمائی کی نہیں مگر ماں باپ نہیں جانے دیتے۔ یا یہ کہ اس شخص کو ایسی ضرورت نہیں۔ اگر اس درجہ کی ضرورت ہے تو اس میں ماں باپ کی اطاعت ضروری نہیں۔

اور اگر اس درجہ ضرورت نہیں تو پھر دیکھنا چاہئے کہ اگر اس کام کرنے میں کوئی خطرہ یا اندیشہ ہلاکت یا مرض کا ہے یا نہیں اور یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس شخص کے اس کام میں مشغول ہو جانے سے بوجہ کوئی خادم وسامان ہونے کے خود ان کے تکلیف اٹھانے کا احتمال قوی ہے یا نہیں۔ پس اگر اس کام میں خطرہ ہے یا اس کے غائب ہو جانے سے ان کو بوجہ بے سروسامانی کے تکلیف ہوگی تب تو ان کی

مخالفت جائز نہیں مثلاً غیر واجب لڑائی میں جاتا ہے یا سمندر کا سفر کرتا ہے یا پھر کوئی ان کا خبر گیراں نہ رہے گا اور اس کے پاس اتنا مال نہیں جس سے انتظام خادم ونفقہ کا فیہ کا کر جائے اور وہ کام اور سفر بھی ضروری نہیں تو اس حالت میں ان کی اطاعت واجب ہوگی۔ اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں یعنی نہ اس کام یا سفر میں اس کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ان کی مشقت وتکلیف ظاہری کا کوئی احتمال ہے تو بلا ضرورت بھی وہ کام یا سفر باوجود ان کی ممانعت کے جائز ہے گو مستحب یہی ہے کہ اس وقت بھی اطاعت کرے اور اسی کلیہ سے ان فروع کا بھی حکم معلوم ہوگیا کہ مثلاً وہ کہیں کہ اپنی بی بی کو بلا وجہ معتد بہ طلاق دیدے تو اطاعت واجب نہیں۔ **وحدیث ابن عمر یحمل علی الاستحباب او علی ان امر عمر کان عن سبب صحیح** اور مثلاً وہ کہیں کہ تمام کمائی اپنی ہم کو دیا کرو تو اس میں بھی اطاعت واجب نہیں اور اگر وہ اس چیز پر جبر کریں گے تو گنہگار ہوں گے **وحدیث انت ومالک لابیک محمول علی الاحتیاج کیف وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل مال امرأ الا بطیب نفس منه** اور اگر وہ حاجتِ ضروریہ سے زائد بلا اجازت لیں گے تو وہ ان کے ذمہ قرضہ ہوگا جس کا مطالبہ دنیا میں بھی ہوسکتا ہے۔ اگر یہاں نہ دیں گے قیامت میں دینا پڑے گا۔ فقہاء کی تصریح اس کے لئے کافی ہے وہ اس کے معانی کو خوب سمجھتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ حدیث حاکم میں بھی اذا احتجتم کی قید مصرح ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ

اشرف علی

۲۷ جمادی الاخری ۱۳۳۲ھ

مقام تھانہ بھون

ایک عرصے سے والدین کی خدمت اور اکرام واعزاز اور ان کی شان کے متعلق کچھ آیات، احادیث، اکابر کے احوال اور حکایات کو جمع کرنے کا ارادہ تھا اللہ کے فضل وکرم سے اس خدمت کی توفیق ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے اور ہمارے لئے اور تمام قارئین کے لئے باعث عمل بنائے اور والدین کو راضی رکھنے کا اس خدمت کو ہدیہ بنائے اور دنیا وآخرت میں ان کو ہم سے خوش رکھے اور ان کی خوشی کے بدلے میں ہمیں دنیا وآخرت کی عزتیں عطا فرمائے۔

واخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد واله وأصحابه وازواجه وأتباعه اجمعين برحمتك يا أرحم الراحمين.

فقط والسلام

امداد اللہ انور غفر لہ اللہ تعالیٰ

وکان اللہ لہ وکان ہو للہ

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

جدید مطبوعہ تصانیف وتراجم

حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور مدظلہ

رابطہ نمبر: 0300-6351350=061-4012566

اسماء النبی الکریم قرآن اور احادیث میں موجود اور ان سے ماخوذ حضور ﷺ کے ایک ہزار اسماء گرامی پر محیط ایک جامع کتاب، اسماء نبویہ ﷺ، اردو ترجمہ وتشریح، اور فضائل و برکات اسماء نبویہ اور فضائل "اسم محمد" تالیف صفحات 336 مجلد، ہدیہ

اسلاف کے آخری لمحات حضرات انبیاء علیہم السلام، صحابہؓ، تابعینؒ، فقہاءؒ، ومجتہدین، محدثین، مفسرین، علماء امت اور اولیاء اللہ کی وفات کے وقت کے قابل رشک حالات، واقعات اور کیفیات پر حیران کن تفصیلات۔ صفحات 510 مجلد، ہدیہ

اکابر کی مجرب دعائیں صحابہ کرامؓ، تابعین کرامؒ اور اکابرین اسلام کے دکھ کے واقعات اور ان کی وہ خاص دعائیں جو ان کی حل مشکلات کیلئے مقبول ہوئیں، نادر و نایاب قدیم کتابوں سے ماخوذ مستند دعاؤں کا مخفی ذخیرہ۔ صفحات 100 مجلد، ہدیہ

اکابر کی تمنائیں "کتاب المتمنین للامام ابن ابی الدنیا" ہر شخص کوئی نہ کوئی تمنا کرتا ہے اسلاف اکابر صحابہؓ تابعین اور اولیاء کرام کی کیا تمنائیں تھیں ان پر لکھی گئی "159" روایات پر مشتمل رہنما کتاب۔ صفحات 144

امتوں پر عذاب الٰہی کے حالات وواقعات ترجمہ "العقوبات للامام ابن ابی الدنیا" دو سو سے زائد کتب کے مصنف اور قدیم محدث امام ابن ابی الدنیا کی نادر تصنیف، عذاب الٰہی کے حالات وواقعات، گناہوں کے آثار، اسباب عذاب الٰہی، تین سو سانحہ روایات پر مشتمل سابقہ نافرمان اقوام کی تباہی کی داستان عبرت پر انوکھی کتاب۔ سائز 23x36x16 صفحات 254 مجلد، ہدیہ

تاریخ علماء اکابر پہلی سات صدیوں پر محیط اکابر محدثین، مفسرین، فقہاء، اور علماء اسلاف کی طلب علم وخدمت علم کے حیرت انگیز حالات، واقعات، کمالات اور علمی کارنامے۔ تالیف مولانا مفتی امداد اللہ انور سائز 20x30x8۔ صفحات 352 مجلد، ہدیہ

ترجمہ قرآن پاک (نور العرفان فی ترجمۃ القرآن) اکابر علماء اہل سنت علامہ نسفی، علامہ سیوطی، علامہ محلی، حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حکیم الامت حضرت تھانوی شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے تراجم اور تفاسیر سے مستفاد مکمل قرآن پاک کا نہایت مربوط، سلیس، بامحاورہ جدید مختصر آسان اور مستند اردو ترجمہ۔ متن قرآن مجید کی خوبصورت کتابت کے ساتھ سائز 20x30x8۔ صفحات 900۔ مجلد، ہدیہ

جنت البقیع میں مدفون صحابہ الروضة المستطابة فيمن دفن بالبقيع من الصحابة کا سلیس اردو ترجمہ جس میں سینکڑوں صحابہ کرامؓ، صحابیات، اہل بیت، امہات المومنین، بنات رسولؐ اور اکابر صحابہ مع اضافات تابعین، تبع تابعین، اولیاء امت، اکابر علماء دیوبند جو مدینہ پاک کے شان والے قبرستان "جنت البقیع" میں مدفون ہیں ان کی نشاندہی اور مختصر تذکرہ اور حالات، حج اور عمرہ کرنے والے حضرات علماء اور عوام کیلئے خاص معلوماتی تحفہ۔ سائز 23x36x16 صفحات 272 مجلد، ہدیہ

حکایات علم وعلماء اکابر علماء اسلام کے علم اور خدمات علم کے متعلق نفیس اور نادر معلومات سے بھرپور دلچسپ اور عظیم کتاب ۔ تالیف مولانا مفتی امداد اللہ انور۔ سائز 20x30x8۔ صفحات 224 مجلد، ہدیہ

خدمت والدین قرآن وسنت، صحابہ اور اکابر کے ارشادات اور شاندار واقعات کی روشنی میں خدمت والدین کے متعلق نادر کتاب از مولانا مفتی امداد اللہ انور۔ سائز 23x36x16 صفحات 176 مجلد، ہدیہ

شوقِ نماز نماز کے شوق، محبت، آداب، مقامات، اہمیت، فضیلت کے متعلق اکابرین اسلام کے پر اثر ولولہ انگیز، نادر و نایاب حالات، کیفیات اور واقعات۔ تالیف مولانا مفتی امداد اللہ انور سائز 23x36x16 صفحات 224 مجلد، ہدیہ

خواص قرآن کریم الدر المنظيم في خواص القرآن الكريم امام یافعیؒ: قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کے خواص، روحانی عملیات اور مجرب تعویذات امام غزالی، امام یافعی اور دیگر اکابر کی مستند کتابوں کا مجموعہ قرآن پاک کے متعلق اس موضوع پر اس کے پایہ کی کوئی کتاب نہیں ہے قرآن کریم سے ہر طرح کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے آج ہی یہ کتاب طلب فرمائیں۔ سائز 23x36x16 صفحات 352 مجلد، ہدیہ

ہدایات ... بداية الهداية امام غزالی کا ترجمہ روحانی اور جسمانی عبادات کے ان طریقوں اور آداب کا بیان جن پر عمل کرنے سے آدمی کی عبادات میں روحانیت کی جان پیدا ہو جاتی ہے اور عبادات میں لطف آتا ہے، ہر شخص اللہ کی ولایت کا خواہاں ہے

لیکن اس پر عمل کا طریقہ اس کو معلوم نہیں ہوتا اس کتاب میں ایسے ہی طریقوں کا بیان ہے جن پر عمل کرنے سے آدمی کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ سائز 23x36x16 صفحات 176 مجلد، ہدیہ

علم پر عمل کے تقاضے ترجمہ "اقتضاء العلم العمل" علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) اس عنوان پر مشتمل دو سو سے زائد آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، صحابہ کرام اور اکابرین امت کے ارشادات کا جامع مرقع جس کے پڑھنے سے علم دین پر عمل کرنے کا شوق بڑھتا ہے اور علم پر عمل کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اقوال و احوال اور حکایات سلف سے لبریز نہایت عمدہ کتاب۔ سائز 23x36x16 صفحات 176 مجلد، ہدیہ

فتاویٰ جدید فقہی مسائل ایمان و کفر، طہارت، نماز، مساجد، قرآن، روزہ، زکوٰۃ، حج، ذبح، طعام، تعلیم و تربیت، تبلیغ دین، نکاح، تجارت، کرایہ، ٹیکس، سود، پرلیس، تصویر، تفریح، سیاست، حدود و قصاص، تعویذات، رسوم و رواج، بدعات، خواتین، لباس، تیامت اور سائنس وغیرہ کے متعلق 603 جدید فقہی مسائل کے حل پر مشتمل مفتی محمود گنگوہیؒ کے فتاویٰ محمودیہ کی "۱۸" جلدوں میں منتشر فتاویٰ کی نئی اور جامع ترتیب کے ساتھ مکمل ایک جلد میں محفوظ۔ سائز 23x36x16 صفحات 624، ہدیہ

فضائل تلاوت قرآن ترغیب تلاوت، فضائل تلاوت، بعض سورتوں کی تلاوت کے فضائل، ختم قرآن کے فضائل، آداب قرآن، آداب تلاوت، قرآنی معلومات کا نادر خزانہ، عجائبات وعلوم قرآن، مصاحف قرآن، علوم تفسیر، اکابرین اسلام کا قرآن سے شغف، حافظین کی تلاوت کے واقعات، اور اکابرین کی نصیحتوں پر مشتمل جدید اور نادر مجموعہ۔ سائز 23x36x16 صفحات 336 مجلد، ہدیہ

فضائل شادی "الافصاح فی احادیث النکاح" حافظ ابن حجر مکیؒ کا ترجمہ مع اضافات۔ شادی اور نکاح کے متعلق تمام کتب حدیث میں موجود اکثر احادیث کا مجموعہ جن میں نکاح اور شادی کے فضائل، آداب، اہمیت، طریقہ ازدواجیت اور شادی کے ظاہر اور پوشیدہ موضوعات اور مسائل پر حاوی دلچسپ اور ضروری کتاب۔ سائز 23x36x16 صفحات 256 مجلد، ہدیہ

فضائل شکر ترجمہ "الشکر للہ عزوجل للامام ابن ابی الدنیا" مع اضافات کثیرہ از مترجم، اللہ کی نعمتوں کا بیان، انبیاء کرام کے کلمات شکر، صحابہ و تابعین اور اکابرین امت کے حالات و واقعات شکر، شکر کے عجیب مضامین و تفصیلات، ہر ہر سطر دلوں کو معطر کرنے اور راحت پہنچانے والی، اکابر کے کلمات سے لبریز۔ سائز 23x36x16 صفحات 192 مجلد، ہدیہ

فضائل صبر ترجمہ "الصبر والثواب علیہ" امام ابن ابی الدنیا کی اہم کتاب، غمگین اور پریشان مسلمانوں کیلئے باعث تسلی آیات، احادیث اور صحابہ کرامؓ کے ارشادات اولیاء اور امت کے افراد کے حالات مصائب اور مشکلات کی تصویر، مشکلات پر صبر کے ثواب کی اور انعامات کی تفصیلات۔ سائز 23x36x16 صفحات 228 مجلد، ہدیہ

فضائل شہادت کتب احادیث میں موجود حقیقی اور حکمی شہداء کی اقسام فضائل اور دنیوی اور اخروی درجات و مناقب پر مشتمل نہایت جامع کتاب، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ابواب السعادۃ فی اسباب الشہادۃ کا مکمل ترجمہ مع اضافات کثیرہ از کتب حدیث سائز 23x36x16 صفحات 144 مجلد، ہدیہ

گنہگاروں کی مغفرت شریعت کے وہ اعمال صالحہ جن پر عمل کرنے سے انسان کے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور جنت کے اعلیٰ درجات ملتے ہیں اور جہنم سے پناہ حاصل ہوتی ہے۔ ان کی تفصیلات پر مشتمل احادیث (ترجمہ) از حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور۔ سائز 23x36x16 صفحات 272 مجلد، ہدیہ

مستند نماز حنفی طہارت، نماز، وتر، نوافل، جمعہ، نماز سفر، نماز جنازہ، نماز عیدین وغیرہ کے متعلق جتنے مسائل پر غیر مقلد ہم پر اعتراض کرتے ہیں سب کے متعلق قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ سے، بحوالہ مستند اور ضروری دلائل کو اس کتاب میں یکجا کر دیا گیا ہے اب شاید نماز سے متعلق کوئی اختلافی مسئلہ اس سے باہر نہیں ہے اور بعض اہم مسائل کے دلائل تفصیل سے جمع کر دیئے ہیں اور بعض جگہ غیر مقلدین کے حوالوں کے جوابات بھی لکھ دیئے گئے ہیں، دلائل کو سمجھانے والی نہایت آسان کتاب نیز "غیر مقلدین کی غیر مستند نماز" بھی اس میں شامل کر دی گئی ہے جس میں غیر مقلدین پر لاجواب اعتراض قائم کیے گئے ہیں۔ سائز 23x36x16 صفحات 400 مجلد، ہدیہ

[illegible] مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، شام، خراسان اور مصر کے اکابر علماء صحابہ تابعین تبع تابعین اتباع تبع تابعین کے مختصر جامع حالات (تصنیف) محدث زمانہ امام ابن حبانؒ (ترجمہ) مولانا امداد اللہ انور سائز 23x36x16 صفحات 500 جلد، ہدیہ

[illegible] اکابرین اسلام کے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کردہ نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ مقامات اور معانی پر مشتمل 130 درود و سلام۔ تالیف حضرت یوسف بن اسماعیل النبہانی۔ ترجمہ مولانا ابو اسامہ زبیر، نظر ثانی مولانا مفتی امداد اللہ انور۔ سائز 23x36x16 صفحات 400 جلد، ہدیہ